

علامہ انور شاہ کشمیری

اور ان کی

علمی خدمات

مولانا تاج الدین بدنی



شعبہ نشر و اشاعت دارالعلوم امینیہ تخت نصرتی، لکھنؤ (پاکستان)

علامہ انور شاہ کشمیری

اور ان کی

علمی خدمات



مولانا تاج الدین بدنی



شعبہ نشر و اشاعت دارالعلوم امینیہ تحت نعتی، کرک (پاکستان)

در شنبه ۵ ربیع الثانی ۱۳۴۴  
از دیوبند خانقاہ

برادران عزیز منو، جبرائیل شده، حبیب و سلیمان شده، حبیب و سیف الله شده، حبیب شده، دار غفرم شده، احمد کور و ارشد، خداوند

السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته  
روز ۵ شنبه ۵ ربیع الثانی در دیوبند رسید  
الحمد لله اکثر اطیباء مبارکافیه مبارک علیه  
که بچرب و بنا ویرغی یک هفته پیش از پیشی والده مرحومه را بکوابیده بودم  
مرکز اعلام که روحانیت او را در ادعای این مردم دخل است لازم آنکه بدو  
برادران سلیمان ش. و سوف ادیش. گو سفینه ذبح کرده چند کس را جمع کرده  
ختم قرآن مجید و ختم مکه تبلیل برای مرحومه کرده باشند بگو تقاضای ویت چهل روزند  
و ختم حضرت میر سید احمد کانی رحمه الله علیه نیز خوانده باشند  
برای موقوفه خندانند. قناب همچنان زیر نظر است لیکن اگر مصالح او را در دیوبند  
بجواند اینچنین چند ان ناما سنجیت دنان حال تعمیر که او را در دارنده شروع  
نشد و همچنان خانه را نیز سقف دهانند و حقوق قانونی هیچگونه نباید بود  
مسجد دوده و آن هنوز ناقص است افسوس است که توبه گشته  
خطایان از ذابیل واپس شده هنوز نرسیده است  
هنوز پنجاب بر ابر فرید افاضی کشمیر تسلیم کرده اند و من بود قطعه اعلیٰ نه لاجرم  
برودر هر چه ممکن باشد اراده ابراج کرده از اندام بود فوراً مطلع کنند که اعتراف  
عمل کنند  
بخدمت جناب والد و هم اقرار بقیة الاسلام بخدمت مولود عبد الله. عرض خصوصی

عکس تحریر انور شاہ کشمیری

## جملہ حقوق محفوظ

نام کتاب :-	علامہ انور شاہ کشمیری اور ان کی علمی خدمات
مصنف :-	مولانا تاج الدین مدنی ایم اے
ناشر :-	شعبہ نشر و اشاعت دارالعلوم امینیہ تخت نصر قی کرک
کتابت :-	کمال خان
طبع اول :-	صفر المظفر ۱۴۱۲ھ مطابق ستمبر ۱۹۹۱ء
تعداد :-	ایک ہزار
قیمت :-	۳۵۱ روپے

## ملنے کے پتے :

- ۱- دارالعلوم امینیہ تخت نصر قی کرک (صوبہ سرحد)
- ۲- خطیب جامع مسجد منیرہ جی۔ ۳/۱۰، اسلام آباد

# فہرست

صفحہ نمبر	پیش حفظ
۳	غرضِ تالیف
۴	رستے سید سلیمان ندوی
۵	رستے ڈاکٹر ملائم اقبال، سید ابوالحسن علی ندوی، پروفیسر سلیم چشتی
۶	تقریظ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی، جنوری ٹاؤن گراچی
۸	تقریظ جناب سید قاسم منظر، ڈائریکٹر نیشنل سنٹرل بورڈ آف ایجوکیشن، وزارت تعلیم، اسلام آباد۔
۱۰	تقریظ حضرت مولانا مفتی محمد رفیع دارالعلوم حقانیہ، اکوڑہ خشک، پشاور
۱۱	مقدمہ
۱۵	کلمۂ تشکر
۱۷	سفرِ شاہ صاحب کی زندگی کا اجمالی تذکرہ
۱۹	حیات و تعلیم
۱۹	دلالت
۱۹	تعلیم و تربیت
۲۰	ہزارہ کی درگاہیں اور سید احمد شہید
۲۰	معرکہ بالا کوٹ
۲۳	حصولِ علم کے لئے سفر ہزارہ

## ب

عنفیہ

عنوان

۱۴

دارالعلوم میں تکمیل اور فراغت

۲۴

حافظہ

۳۰

مطالعہ کا طریقہ

۳۱

اخلاق

۳۲

زہد و قناعت

۳۳

احترام اساتذہ

۳۳

سلوک و تصوف

۳۴

ظرافت طبع

۳۵

علمی سفر

۳۶

دارالعلوم دیوبند اور ڈابھیل میں قیام

۴۰

وفات

۴۰

مرقد

۴۲

اولاد

۴۳

اساتذہ

۴۳

اساتذہ کا مختصر تعارف

۴۳

شیخ الحدیث حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ

۴۵

شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسنؒ

۴۸

شیخ الحدیث حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ

صفحہ نمبر	عنوان
۴۹	ڈاکٹر حسین الجسراہ البسیمی
۵۰	شیخ المعقولات حضرت مولانا غلام رسول ہزاروی
۵۳	اہم تلامذہ
۵۳	شاہ عبدالقادر راتے پوری
۵۳	قاری محمد طیب
۵۳	مولانا مناظر احسن گیلانی
۵۴	مولانا حفظ الرحمن سوہاروی
۵۴	مولانا مفتی محمد شفیع
۵۴	مولانا محمد منظور نعمانی
۵۵	مولانا محمد یوسف بنوری
۵۵	چند دیگر تلامذہ کے صرف اسماء گرامی
۵۷	حضرت شاہ صاحب کے علمی کارنامے
۵۷	استاد پر شاگرد کی ملاحتیوں کا انکشاف
۵۸	بعض مشائیر فن کے متعلق رائے
۵۹	تنقیدی نظر
۶۰	اپنے بعض اکابر سے خصوصی تاثر
۶۱	حضرت شاہ صاحب کا فلسفہ تعلیم
۶۲	جدید علوم سے واقفیت

## عنوان

صفحہ نمبر

- ۶۲ علامہ معاصرین کی آراء
- ۶۵ علامہ رشید رضا کے تاثرات
- ۶۶ شاہ صاحب اور علامہ اقبال
- ۶۸ ردِ قادیانیت میں حضرت شاہ صاحب کے خدمات
- ۷۳ علم تفسیر میں علامہ کشمیریؒ کا مرتبہ
- ۷۴ ناسخ و منسوخ
- ۷۷ علم حدیث میں شاہ صاحب کا مرتبہ
- ۷۸ درس صحیح بخاری کی چند امتیازی خصوصیات
- ۸۰ تفہرات کشمیری
- ۸۲ تخریج احادیث اور علم رجال
- ۸۳ تحقیق و تخریج کا چند مثالیں
- ۸۴ فقہی احادیث میں تحقیق
- ۹۱ علم فقہ میں علامہ کشمیریؒ کا مرتبہ
- ۹۳ فروعی مسائل میں آپ کا طرزِ فکر
- ۹۴ فقہی مسائل میں تحقیق
- ۹۵ مسئلہ تیمم
- ۱۰۱ پانی کا طہارت کا مسئلہ
- ۱۱۰ مسئلہ قرأت خلف الامام



۱۱۲

مسئلہ آمین بالجھر

۱۱۵

مسئلہ رفقہ بدین

۱۱۸

مسئلہ وتر

۱۲۰

سنن تراویح

۱۲۲

تبیینہ

۱۲۳

مسئلہ تکفیر

۱۲۵

فرقہ قادیانیہ

۱۲۶

فرقہ پروردیزہ

۱۳۲

پروردیزیت علماء کی نظریں

۱۳۶

ایک دھوکہ

۱۳۷

شیعہ اثنا عشریہ

۱۳۹

مقام انبیاء و صحابہ کرام قرآن و سنت کی روشنی میں

۱۴۲

علامہ کشمیری کی تالیفات

۱۴۲

۱۴۲

فیض الباری علی صحیح البخاری

۱۴۳

العرف الشذی علی جامع الترمذی

۱۴۴

مشکلات القرآن، عقیدۃ الاسلام، تحفۃ الاسلام فی حیاۃ عیسیٰ علیہ السلام

۱۴۴

اخبار المحدثین فی ضروریات الدین، التقریر بحالہما تو اترنی نزول المسیح

عنوان

صفحہ نمبر

- ۱۳۶ کتاب فی الذب عن قرۃ العینین نیل الفرقدین فی مسئلہ رفع الیدین
- ۱۳۷ فعیل الخطاب فی مسئلہ آم کتاب، کشف الستر عن صلاۃ الوتر
- ۱۳۸ ضرب الخاتم، مرآۃ الطارم لحدوث العالم
- ۱۳۸ خزائن الاسرار، سم الغیب فی کبد اهل الریب
- ۱۳۹ فلسفۃ الازدواج خاتمۃ الكتاب فی قرآۃ فاتحۃ الكتاب، خاتم النبیین
- ۱۵۰ الاتحاف لمنہب الاحناف، النور الفائق علی نظم الفرائض، النوار المحمود علی سنن ابی داؤد
- ۱۵۱ النوار الباری شرح اردو صحیح البخاری، خلاصۃ تقاریر انکبیری، دعوت حفظ الیمان
- ۱۵۲ غیر مطبوعہ مؤلفات، تعلیقات و حواشی
- ۱۵۳ ملفوظات ابی الازر
- ۱۵۹ علامہ کشمیری کے حالات زندگی پر تصنیف شدہ کتابوں کا تذکرہ
- ۱۶۱ تنبیات
- ۱۶۵ اشاریہ

# بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## پیش لفظ

لاکھ لاکھ شکر یہ اس ذات برتر کے لئے مجس نے انسان کو قلم کے ذریعہ تعلیم سے نوازا، اور ہزاروں درود و سلام نبی ہاشمی پر جس کی امت میں نجوم الارض کا سلسلہ باقی رہا۔ دیر نظر کتاب جس میں فقید النظر ترجمان الحدیث حضرت علامہ محمد انور شاہ صاحب کثیری نور اللہ مرقدہ کی سوانح حیات اور علمی کمالات کا پر مغز تبصرہ موجود ہے، طلباء علماء دین متین کے لئے روشنی کی کرن ہے۔

مؤلف کتاب حضرت مولانا تاج الدین صاحب تخت نصرتی کے علمی خاندان چچا خیل کے درخشندہ چشم و چراغ ہیں۔ جامعہ خیر المدارس ملتان کے ممتاز فاضل اور انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد سے ایم اے اصول الدین کی ڈگری حاصل کی ہے۔ برج کل اسلام آباد میں دینی و علمی خدمات سر انجام دے رہا ہے۔ ان کے دینی و تحقیقی مضامین اخبارات و رسائل مفید عام ہیں۔ انہوں نے ہمت کر کے انتہائی محنت کے ساتھ اس علمی ذخیرہ کی عرق ریزی کی ہے جو اساتذہ کرام و ارباب علم و دانش کے تقریظات سے بھی آراستہ ہے۔

ادارہ دار العلوم امینیہ تخت نصرتی کے ابتدائی مخلص معاونین میں سے ہیں۔ ادارہ دار العلوم امینیہ اس علمی ہوا ہر پارے کی سعادت طباعت پر اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر یہ ادا کرتا ہے کہ تدریسی و تبلیغی خدمت کے ساتھ تالیفی خدمت کا بھی حصہ نصیب ہوا اور ساتھ صاحب خیر ریاض صاحب کا ممنون ہے۔

دارالعلوم امینیہ یوم سنگ بنیاد سے تا حال بفضل اللہ ترقی کے مراحل میں  
 ہے اور دینی خدمت کے لحاظ سے ضلع کرک میں نمایاں مقام حاصل ہے۔ اللہ تعالیٰ  
 مزید شرف قبولیت سے نوازے امین یا رب العالمین ۔

احقر حافظ آبین امین عفی عنہ  
 خادم دارالعلوم امینیہ تحت نعتی ضلع کرک پاکستان

# غرضِ تالیف

دارالعلوم دیوبند کے طالب علم اور اساتذہ میں جس امتیاز خاص نے "انور شاہ کشمیری" کو عالم اسلام کا چمکتا ہوا ستارہ بنا کر پیش کیا وہ آپ کی انتہک محنت، بے نظیر شوق، مطالعہ، خداداد قوتِ حافظہ اور بے پناہ ملکہ استحضار کی برکت تھی جس کے بعض گوشوں سے نقاب سر کرنے کی کوشش اس کتاب کی تحریر کا مقصد اولین ہے

مولانا محمد انور شاہ مرحوم کم سخن لیکن وسیع النظر عالم، ان کی مثال اس سمندر کی سی ہے جس کی اوپر سطح ساکن ہو، لیکن اندر کی سطح موتیوں کے گراں قدر خزانوں سے معمور۔ وہ وسعت نظر، قوت حافظہ اور کثرت حفظ میں اس عہد میں بے مثال تھے۔ علوم حدیث کے حافظ اور نکتہ شناس، علوم ادب میں بلند پایہ، معقولات میں ماہر، شعر و سخن سے بہرہ مند، زہد و تقویٰ میں کامل تھے۔ اللہ تعالیٰ انہیں اپنی نوازش کی جنت میں اعلیٰ مقام عطا کرے کہ مرتے دم تک علم و معرفت کے اس شہید نے "قال اللہ" "قال الرسول" کا نعرہ بلند کیا۔ ان کو زندہ کتب خانہ کہنا بجا ہے۔ شاید کوئی کتاب مطبوعہ یا قلمی ان کے زیر مطالعہ نہ رہا ہو۔ دین و دانش کا یہ مہر انور ۲۹ مئی ۱۹۳۳ء کی صبح کو دیوبند کی خاک میں ہمیشہ کے لئے غروب ہو گیا۔

(ستید سلیمان ندوی)

ربیع الاول ۱۳۵۲ھ

اسلام کو ادھر کی پانچ سو سالہ تاریخ شاہ صاحب  
کی نظیر پیش کرنا سے عاجز ہے۔

(مفکر اسلام ڈاکٹر علامہ محمد اقبال)

”میں حضرت انور شاہ کے یگانہ کمالات اور  
ان کے تبصر علمی، مجاہد العقول حافظہ اور فن حدیث  
میں ان کے علو مرتبہ، نیز ان کی حیرت انگیز وسعت نظر  
سے نہ صرف واقف بلکہ اس سے کام معتقد ہوں۔“  
(فخر ملت اسلامیہ مولانا سید ابوالحسن علی ندوی دامت برکاتہم)

”ہر چند مرحوم ہر فن میں مہارت نامہ  
رکھتے تھے لیکن حدیث اور فقہ میں بلاشبہ تمام  
دینا ئے اسلام میں کوئی شخص ان کا ہمسر نہ تھا۔“  
(شارح کلام اقبال پروفیسر یوسف سلیم پشتی)

تقریب جناب استاد الاساتذہ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ العالی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد للہ وسلامٌ علی عبادہ الذین اصطفیٰ!

اکابر امت کا تذکار و سوانح کئی اعتبار سے لائق اعتناء ہے۔ اولاً یہ نزول رحمت کا موجب ہے، جیسا کہ حضرت امام سفیان ثوریؒ سے منقول ہے، ثانیاً یہ ان اکابر کے غلو و ذکر کا باعث ہے، جو آیت شریفہ ”واجعلنی لسان صدق فی الاخرین“ سے اور حدیث نبویؐ ”ادکر واحسان موتکم“ سے مرعوب و مندوب ہے۔ ثالثاً اس میں اکابر کی اقتدار کی ترغیب و تقریر ہے، جو واجعلنا للمتقین اماماً سے مطلوب و محبوب ہے۔

ان اکابر میں ایک عبقری شخصیت حضرت امام العصر مولانا محمد انور شاہ کشمیری نور اللہ مرقدہ، (المتوفی ۱۳۵۲ھ) کی تھی۔ سجد اللہ حضرت شاہ صاحب پر مستعد کتابیں لکھی گئی ہیں، جن میں ہمارے شیخ حضرت مولانا علامہ سید محمد یوسف بنوری نور اللہ مرقدہ کی کتاب نفعۃ العبر عن ہدی الشیخ الافور“ تو عربی ادب کا شاہکار ہے، علاوہ ازیں حیات انور“ اور ”نقش دوام“ بھی حضرت شاہ صاحب کی حیات کا مرتقہ ہیں۔

زیر نظر کتاب ”علامہ انور شاہ کشمیری اور ان کی علمی خدمات“ بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے، جس میں فاضل مصنف نے مستند ماخذ کے حوالے سے حضرت شاہ صاحب کی حیات و علمی خدمات کا جائزہ لیا ہے۔ حرفاً حرفاً دیکھنے کی فرصت نہیں، جستہ جستہ مقامات سے اس کے دیکھنے کی نوبت آئی، امید ہے کہ بقیہ مضامین بھی صحیح ہوں گے۔



دعا ہے کہ حق تعالیٰ شانہ جناب مؤلف کی اس محنت کو قبول فرمائے اور دنیا و  
آخرت میں ان کو متمتع فرمائیں ۔

واللہ الحمد اولاً و آخراً

محمد یوسف عفا اللہ عنہ

# تقریظ جناب محمد قاسم مظہر ڈاکٹر کیلبر جنرل سنٹرل بورڈ آف ایجوکیشن اسلام آباد

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مولانا تاج الدین مدنی کا مقالہ علامہ انور شاہ کشمیری اور ان کی علمی خدمات پڑھا۔  
آج کل ہم اس دور سے گزر رہے ہیں کہ نوآبادیاتی دور کے وضع کردہ تعلیمی نصاب کے اثرات  
مکمل طور سے ظاہر ہو چکے ہیں۔ دین کے متعلق قوم کے اذہان میں شکوک و شبہات اس  
حد تک پیدا کئے گئے ہیں کہ کوئی تسلیم یافتہ شخص اپنے اکابر کے متعلق معلومات حاصل  
کرنے کے تصور سے بھی گریزاں ہے۔ چنانچہ اس وقت خصوصی طور سے اس بات کی  
اشد ضرورت ہے کہ عام فہم قومی زبان میں ایسے اکابر کے متعلق معلومات فراہم کی  
جائیں جنہوں نے دینی خدمات کے ذریعے اسلامی تشخص اجاگر کرنے میں اہم کردار ادا  
کیا ہو اور ساتھ ہی ساتھ ان کی خدمات سے قوم کی معاشرتی حالت میں جو تبدیلی پیدا  
کی جا چکی ہے اس کی وضاحت سے نشاندہی کی جائے۔ ایسے ہی مواد کے ذریعے ہم اس  
قابل ہوں گے کہ نظریہ پاکستان کی اصل بنیاد دین اسلام کو تسلیم یافتہ افراد کے  
سامنے ایک متحرک اور ابدی حیثیت سے پیش کر سکیں۔

علامہ انور شاہ کشمیری نے دین کی جو خدمات کی ہیں اور مستقبل کی سیاست  
اور معاشرت کا جو تصور بالواسطہ اپنی تقاریر اور تحریروں میں پیش کیا ہے، اس کا  
جامع ذکر زیر نظر مقالہ میں بہترین طریقے سے پیش کیا گیا ہے۔ خصوصی طور سے

قادیانیت کے خلاف آپ نے جو تحریک چلائی اس کا ذکر اس مقالے میں قاری کو اس فتنے کے مضر اثرات سے محفوظ رکھ سکتا ہے۔ علامہ انور شاہ کشمیریؒ کی تالیف کا ذکر بھی اس مقالے میں موجود ہے جو قاری کو ان سے بلا واسطہ استفادہ کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔ چنانچہ اس مقالے کو صحیح دینی سمت میں ایک اہم اقدام قرار دیا جاسکتا ہے اور مولانا تاج الدین مدنی صاحب کی یہ کاوش قابل تحسین ہے۔

محمد قاسم مظہر

ڈائریکٹر جنرل

سنٹرل بورڈ آف ایجوکیشن

حکومت پاکستان، وزارت تعلیم

سیکٹر ایچ۔ ۹۔ اسلام آباد۔

## تقریظ جناب حضرت مولانا مفتی محمد فرید صاحب دامت برکاتہم العالیہ باسمہ تعالیٰ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم ۔ اما بعد پس فقیر نے مولانا تاج الدین صاحب  
کا مقالہ اجمالی طور پر مطالعہ کیا۔ یہ مقالہ مؤلف موصوف نے حضرت  
مولانا محمد انور شاہ کشمیری قدس سرہ کی حیات طیبہ پر لکھا ہے یا شاہ اللہ  
چشم بد دو موضوع سے متعلق مؤلف نے ذکر ان قدر مواد جمع کئے ہیں میری  
دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس مقالہ کو خواص و عوام سب کے لئے مفید  
بنائیں اور مصنف موصوف کے لئے باعث دفع درجات بنائیں۔ آمین

دستخط حضرت علامہ مولانا مفتی (محمد فرید) صاحب  
دامت برکاتہم، شیخ الحدیث و صدر دار الافتاء  
دارالعلوم حقانیہ، اکوڑہ ٹنک  
ضلع پشاور

سیف الحقانی مفتی  
دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ ٹنک  
ضلع پشاور۔

## مُقَدِّمہ

از شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد حسن جان مدظلہ العالی رکن قومی اسمبلی و  
شیخ الحدیث جامعہ امداد العلوم، پشاور صدر

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله، والصلاة والسلام على سيدنا رسول الله، نبينا و  
مولانا محمد بن عبد الله وعلى آله وصحبه ومن والاه

اما بعد :-

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اس ائمہ مرحومہ کو ان گنت نعمتوں اور خصوصی انعامات  
اور کمالات سے نوازا ہے، جن میں ”قرآن مجید“ جیسی عظیم آسمانی کتاب، اور حضور  
بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی سرِ فرست ہیں، جن کی نظیر اور مثال پچھلی تمام امتوں  
میں نہیں ہیں۔ ”قرآن مجید“ اپنی صورت اور ہیئت اور لفظ و معنی کے ساتھ محفوظ ہے اور  
رہے گا اور اس طرح حضور پاک کی حیاتِ طیبہ اور سیرۃ مطہرہ بھی پوری سن و عن کے ساتھ  
محفوظ ہے اور رہے گی، اور ان دونوں نعمتوں کی حفاظت، خدمت اور ان سے علوم  
اور اسرارِ دین معلوم کرنا، اور ان کے اصول و فروع اور جملہ دیگر متعلقات کے بارے  
میں استنباط اور استخراج کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس ائمہ مرحومہ کے علماء کرام میں سے  
ایسی جماعت کا انتخاب فرمایا ہے جن کی نظیر اور مثال پچھلی امتوں میں نہیں گزری۔

چودھویں صدی ہجری میں برصغیر پاک و ہند میں بھی، ایسے نابغہ روزگار ظاہر ہو گئے جو اپنے علمی، عملی اور جامعیت کے اعتبار سے اپنی مثال آپ ہیں۔ ان مشہور ہستیوں میں محدث الحدیث والا کبر علائہ سید انور شاہ کشمیریؒ کی ذات گرامی بھی ہے، جو علوم نبوت کے وارث، اور اپنی ذات میں ایک گشتی کتب خانہ اور اپنی جامع شخصیت میں بے مثال۔ بزرگوں کے فضائل اور علوم و کمالات کے بارے میں کچھ لکھنا اور کہنا بھی بزرگوں کا کام ہوتا ہے۔

”إنما يجمع من الفضل من الناس ذووه“

یعنی اصحاب فضل و کمال کو اصحاب فضل ہی اچھی طرح جانتے ہیں۔ عام لوگ ان کی کمالات کیا سمجھیں گے، مگر اپنے اساتذہ کرام سے جو کچھ سنا ہے یا حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بعض تالیفات یا آپ کے املاء اور درس کی تقریرات اور خطبات سے جو بقدر اپنی طاقت و استعداد کے معلوم ہوا ہے، تو ان کی روشنی میں یہ ضرور لکھ سکتا ہوں، مگر آپ ایسے علوم و فنون کے جامع گزرے ہیں جن کا ایک ہی ذات میں جمع ہونا بہت بڑا مشکل ہے، اگر ایک طرف آپ علوم حدیث کے امام زمانہ تھے، تو دوسری طرف فلسفہ اور منطق اور دیگر معقولات کے ایک ماہر اور نقاد بھی تھے۔ عربی لغت کے جملہ فنون میں مہارت کے ساتھ تفسیر و علم کلام اور قرآن و حدیث کی مشکلات اور قدیم و جدید نظریات سے پوری طرح واقف رہے۔ امام غزالیؒ اور امام رازیؒ جیسی بزرگ ہستیوں میں بھی ایک جانب معقولات کے غلبہ کی وجہ سے دوسری جانب منقولات کا پلہ ضعیف رہا، مگر شاہ صاحبؒ کی ذات گرامی میں ان دونوں جانب کی پوری مہارت اور امامت رہی۔

”ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء“

آپ کی تصنیفات ”مشکلات القرآن“ اکفار المحدثین، ضرب الخاتم اور درس کے مجموعے فیض الباری، انوار الباری، معارف السنن اور مسودات اور تعلیقات وغیرہ، ان مختلف علوم و فنون کی جامعیت کی پوری دلیل اور شاہد عدل ہیں۔

آپ کے حلقہ تلمذ میں حضرت مولانا حکیم الاسلام، قاری محمد طیب، محدث کبیر حضرت مولانا محمد یوسف بنوری، فیلسوف الاسلام حضرت علامہ شمس الحق افغانی، متکلم و محدث زمانہ حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی، فقید العصر حضرت مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندی، مفسر قرآن حضرت مولانا غلام الدخان راولپنڈی، مرد مجاہد و شہسوار میدان سیاست حضرت مولانا غلام غوث حزاروی اور اس قسم کے دوسرے بزرگان دین اور علماء اکابرین اور سلف صالحین کے علم و عمل کے صحیح جانشین گزرے ہیں، اور آپ کے علوم و فنون اور کلمات طبیات اور درس و تدریس کے صحیح نمائندے اور ترجمان ہیں اور آپ کے معارف اور علمی آراء اور تحقیقات اور خصوصی نکات و افکار کے وارث ثابت ہوتے ہیں۔

ع — اُولَئِكَ اَبَايَ فِجْتَنِي بِمَثَلِهِمْ

اذا جمعتنا يا جبريما المجمع

یہی تو ہمارے مشائخ و اکابرین ہیں جن پر ہم بجا فخر کر سکتے ہیں۔

ہم نے تو امام غزالیؒ، رازیؒ، ابن الہمامؒ، حافظ ابن حجرؒ، حافظ بدر الدین عینیؒ، ابن کثیرؒ جیسے متکلمین، فقہاء اور محدثین کرام اور مؤرخ و غیر نہیں دیکھے، مگر حضرت شاہ النور شاہ کشمیریؒ، حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ، شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانیؒ، شیخ العرب والجمع مولانا حسین احمد مدنیؒ اور ہمارے یہ اکابرین، اور دارالعلوم دیوبند سے منسلک دوسرے علماء کرام کی علمی تحقیقات اور علوم الہیہ کے اسرار اور نکات اور ائمہ مرحومہ کے لئے ان کے

مسائل جمیلہ اور دیگر مسائل پڑھ کر اور سن کر اور اپنی استعداد و فہم کے مطابق سمجھ کر پچھلے  
بزرگوں کے نہ دیکھنے اور شرفِ محبت و زیارتِ نعیب نہ ہو جانے پر اتنا افسوس نہیں رہا۔  
اللہ تعالیٰ نے علامہ دیوبند کو اخلاص، بلعیت، جامعیت اور حق پرستی اور ائمہ کی خیر خواہی  
اور علمِ نبوت کی دراشت اور اتباعِ صحابہ کرام اور سلفِ صالحین کی تقلیدِ حبیبی عظیم خصوصیات  
سے نوازا اور سرفراز فرمایا ہے۔

دیرِ نظر کتاب علامہ شاہ الزہراء کشمیریؒ اور ان کی علمی خدمات پر ہمارے برادرِ محترم  
آؤ فاضلِ مکرم مولانا تاج الدین صاحب مدظلہم العالی کی ایک مختصر مگر جامع تالیف ہے، جس  
میں حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں بعض اہم معلومات جمع کئے گئے ہیں، جو آپ  
کے حلقہ شاگردان اور متعلقین کے لئے خصوصاً اور دیگر کچھ علامہ کرام اور مسلمانوں کے لئے  
عموماً باعثِ خیر و برکت اور قابلِ تقلید مثال اور نمونے ہیں۔

اللہ تعالیٰ موصوف کی اس گراں قدر خدمت کو قبول فرما کر آپ کے لئے ذریعہ نجات  
اور ذخیرہ آخرت اور باقیاتِ صالحات بنادے اور ہمارے جیسے بے بھماعتوں کے لئے  
موجب خیر و برکت بنادے۔ آمین ثم آمین۔

## محمد حسن جان

خادم علوم حدیث جامعہ امداد العلوم پشاور

مال، ممبر قومی اسمبلی، پاکستان

تحریر ۱۵ شوال ۱۴۱۱ھ

مطابق ۳۰ مارچ ۱۹۹۱ء



## کلمہ تشکر

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيد المرسلين و  
خاتم النبيين وآله واصحابه وسائر عباد الله الصالحين الى يوم الدين.

اما بعد :- حضرت علامہ کشمیریؒ کی زندگی و خدمات پر بہت سی کتابیں لکھی جا چکی ہیں جو بزرگ صغیر کے بلند پایہ اہل علم کے قلم سے نکلی ہیں۔ میرے لئے ان کی زندگی کے سبق آموز واقعات و ملفوظات و خدمات پر قلم اٹھانا، میرے علم و تجربے کی محدودیت اور موضوع کی وسعت نے خدمات کے لحاظ سے ایک جسامت ہی تصور ہوگی۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اس موضوع پر لکھنے کی ہمت ہوئی، جس پر میں اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر یہ ادا کرتا ہوں۔

میں شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد حسن جان صاحب مدظلہ العالی کا ہتھ دل سے مشکور ہوں، جنہوں نے اپنی تمام معروفیات ترک کر کے اس کتاب کا مقدمہ تحریر فرما کر کتاب کی قدر و منزلت میں اضافہ کیا اور ایک طالب علم کی حقیر سعی کو اپنے مقدمے سے رونق بخشی۔

اسی طرح میں حفرة العلماء محمد یوسف لدھیانوی دامت برکاتہم العالیہ، حضرت مولانا مفتی محمد فرید صاحب مدظلہ العالی اور ایجوکیشن ونگ اسلام آباد کے ڈائریکٹر جنرل سے جناب قائم منظر صاحب کا نہایت مشکور ہوں، جنہوں نے اپنی بلند پایہ تقاریر سے حوصلہ افزائی فرمائی۔

حضرت مولانا حافظ ابن امین مہتمم دارالعلوم امینیہ تحت نصرتی کرگ، جناب ریاض نے کتابت و طباعت کی سرپرستی فرما کر مجھ جیسے ناچیز کی بے حد حوصلہ افزائی

فرمائی، جس کا میں نہایت مشکور ہوں۔

ان دوستوں کا شکریہ ادا کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں، جنہوں نے اس کتاب کی تالیف کے دوران موقع بہ موقع میری طرف دستِ تعاون بڑھایا۔

میری عاجزانہ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سب حضرات کے اس تعاون کو قبول فرما کر نجاتِ اخروی کا سبب بناتے۔ آمین۔

اس کتاب کے بارے میں تنقید و تجاویز کا نہایت فراخ دلی سے خیر مقدم کیا جائے گا تاکہ کتاب کی آئندہ ایڈیشن کو مفید تر بنایا جاسکے۔

آخر میں ربِّ ذوالجلال سے دعا ہے کہ تمام مسلمانوں کو اس کتاب سے مستفید ہونے کی توفیق عطا فرماتے اور اس کتاب کو ہم سب کے لئے نجاتِ اخروی کا سبب بناتے۔ آمین ثم آمین۔

(مؤلف سے)

## حضرت شاہ صاحبؒ کے زندگی کا اجمالی تذکرہ

۱۶۹۲ھ	۲۷ شوال المکرم	ولادت باسعادت
۱۳۰۵ھ		ہزارہ کا سفر
۱۳۰۸ھ		ہزارہ سے واپسی
۱۳۰۹ھ		دارالعلوم دیوبند میں داخلہ
۱۳۱۳ھ		دارالعلوم دیوبند سے فراغت
۱۳۱۴ھ		مدرسہ عبدالرزاق دہلی میں تدریس
۱۳۲۰ھ تا ۱۳۱۵ھ		مدرسہ امینیہ دہلی میں تدریس
۱۳۲۰ھ تا ۱۳۲۳ھ		کشمیر میں اقامت
۱۳۲۳ھ		حرمین شریفین کا سفر
۱۳۲۴ھ		بارہ مولا کشمیر میں مدرسہ فیض عام کی تاسیس
۱۳۲۴ھ تا ۱۳۲۶ھ		تدریسی خدمات
۱۳۲۶ھ تا ۱۳۲۷ھ		دارالعلوم دیوبند میں تدریس
۱۳۲۷ھ تا ۱۳۲۸ھ		دارالعلوم دیوبند میں مدرسہ سنیہ کی مدت
۱۳۲۸ھ		دارالعلوم سے استعفیٰ
۱۳۲۸ھ تا ۱۳۵۱ھ		جامعہ اسلامیہ ڈابھیل میں تدریس
۱۳۵۱ھ		مقدمہ بہاولپور میں پیشی
۱۳۵۲ھ	۳ صفر المنظر	وفات



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## حیات و تعلیم

ولادت :

آپ کی ولادت باسعادت کشمیر کے ایک گاؤں دودان کے ایک علی گھرانے میں حضرت مولانا سید معظم شاہؒ کے ہاں ۲۷ شوال المعظم ۱۲۹۲ھ بروز ہفتہ ہوتی، جو جنت ارضی، خطہ کشمیر کی وادی "لولاب" میں واقع ایک پرفضا بستی تھی۔ آپ کے والد مرحوم وادی کشمیر کے ایک جید عالم دین اور سلسلہ مشہور دیہ کے شیخ طریقت تھے۔ سینکڑوں طلباء نے آپ سے علمی استفادہ کیا اور ہزاروں کشمیری مسلمانوں نے آپ کے دستِ حق پر بیعت کر کے اصلاحِ احوال کا سامان کیا۔ آپ کا نسب مسعود النورانی تک پہنچتا ہے۔

تعلیم و تربیت :

ابتدائی تربیت والدہ صاحبہ کے زہد و تقویٰ سے بھری ہوئی گود میں پانے کے بعد تعلیم اپنے والد سے حاصل کی۔ بعد میں عربی، صرف، نحو اور فقہ و اصول فقہ کی تعلیم مولانا غلام محمد رسوئی پورہ سے حاصل کی۔ دو سال کے مختصر عرصہ میں ان علوم کی تکمیل کر لی۔

مسعود النورانی مشائخ کشمیر میں ایک مشہور بزرگ تھے۔

## ہزارہ کی درسگاہیں اور حضرت سید احمد شہید

یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ حضرت سید احمد شہید بریلویؒ نے اپنی شہادت کے واقعہ سے کچھ پہلے ۱۸۲۶ء میں صوبہ سرحد کے آزاد علاقہ میں اپنی تحریک کے مراکز قائم کر کے جو انقلابی کام شروع کیا تھا اس کا اصل مقصد اس پس ماندہ علاقے میں دینی تعلیم اور روحانی و اخلاقی تربیت کو فروغ دینے کا تھا۔ کافروں اور انگریزوں کے ساتھ جہاد بالسیف اس کا ایک حصہ تھا۔ حضرت شہیدؒ کی تحریک کے آخری دور کا ہزارہ کے تمام شہروں پر گہرا اثر ہوا۔ یہاں کے ہزارہا لوگ آپ کے مجاہدین کے ساتھ جا کر شامل ہوتے رہے۔

### معرکہ بالاکوٹ

جب ۶ مئی ۱۸۳۱ء ۱۲۴۶ھ کو بالاکوٹ کی لڑائی میں حضرت سید احمدؒ، مولانا شاہ اسماعیلؒ اور ملت کے دیگر بڑے بڑے رہنماؤں کی شہادت مقدورہ کا واقعہ پیش آیا تو جہاد بالسیف کے کام کو دل ہلا دینے والا صدمہ پہنچا، لیکن مولانا شاہ اسماعیل شہیدؒ اور مولانا عبداللہؒ اور دوسرے درجنوں علماء کی سرپرستی میں جو درس تدریس کا سلسلہ جاری تھا اور ہر طرف قرآن و حدیث، فقہ اور دیگر علوم کے لئے ہر بڑے قصبے میں درسگاہیں قائم ہوتی تھیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہ سلسلہ نہ صرف جاری رہا بلکہ اس میں دو گنا اضافہ ہوا۔

اسی وجہ سے ضلع ہزارہ تیرہویں صدی ہجری کے نصف چودھویں صدی ہجری کے نصف تک دینی مدارس کا ایک مشہور مرکز رہا۔ ضلع ہزارہ کی تحصیلیں اور بستیاں



ایوان شاہ ماسٹرنے ایتھان ٹیکسٹس کی مسجد کے نزدیک مولانا سلطان آباد کے چاروں طرف کی طرف سے۔

۲۲



علم دین کی درسگاہوں اور علوم و فنون کے ماہر علماء پر فخر کرتی تھیں۔ ہر ایک درسگاہ کی اپنی اپنی خصوصیات تھیں۔ کہیں صرف دیکھو کا چرچا تھا اور کہیں منطق اور فلسفہ کا، کسی جگہ فقہ اور اصول فقہ کی شہرت تھی اور کسی جگہ تفسیر و حدیث کی۔ چونکہ مانہرہ ہزارہ کی مدرسہ کشمیر کے ساتھ ملی ہوئی ہیں۔ اس لئے کشمیر کے طلباء ان درسگاہوں سے اپنی علمی بیاس بچانے میں پیش پیش تھے اور چونکہ یہ درسگاہیں حضرت سید احمد شہیدؒ کی تحریک اصلاح کی پیداوار تھیں۔ اس لئے ان کا ماحول بے حد متقیانہ تھا۔ مدارس دینیہ کی کثرت کی وجہ سے ہزارہ ”ثانی بخارا“ کے لقب سے معروف تھا۔

### حصولِ علم کے لئے سفر ہزارہ (۱۳۰۵ھ)

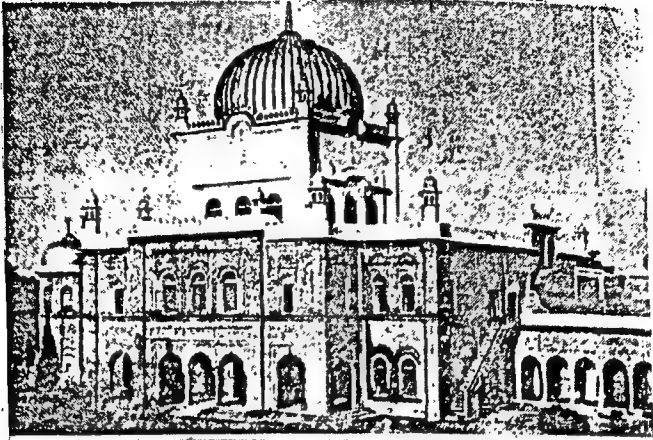
اس زمانہ میں وادی کشمیر غلامی کے مارے اپنی باقاعدہ دینی درسگاہوں سے قریب قریب خالی ہو چکی تھی اور حضرت سید احمد شہیدؒ کی بے پناہ قربانیوں کی بدولت ہزارہ میں علم و دانش کے پتے جا رہے تھے اس ضلع کی علمی درسگاہیں اس زمانہ میں اہل کشمیر کے لئے کشش کا موجب تھیں، اسی وجہ سے مولانا معظم شاہؒ نے بھی حضرت شاہ صاحبؒ کو ہزارہ بھیجنے کا فیصلہ کر لیا۔ چنانچہ حضرت شاہ صاحبؒ نے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے ابتدائی علم کی تکمیل کے بعد ۱۳۰۵ھ میں کشمیر کے مرغزاروں کو خیر باد کہہ کر سرزمین ہزارہ کا قصد کیا اور تین سال تک یہاں کے ماہر و حاذق اساتذہ کی شفقت سے بہت سے علمی مدارج طے کر لئے اور ۱۳۰۸ھ کے آخر میں یہاں سے سفر کا سامان کیا۔

## دارالعلوم دیوبند میں تکمیل اور فراغت (۱۳۱۰ھ تا ۱۳۱۴ھ)

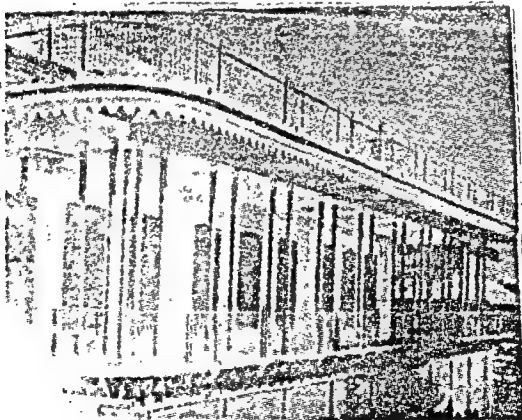
حضرت شاہ صاحبؒ نے مدارس ہزارہ میں اکثر علوم و فنون میں مدایع عالیہ حاصل کر لینے کے باوجود ”ازہر الہند“ دارالعلوم دیوبند کا رخ کیا تاکہ علمی پیاس کو مزید تسکین مل سکے۔ دیوبند پہنچنے کے اسباب ظاہر باطنیہ میں والد محترم کی ہمت افزائی، اپنا شوق، تکمیل علوم اور سب سے بڑھ کر مشیت ایزدی جیسے عناصر شامل تھے۔ سالہ کے تعلیمی سال میں آپ نے داخلہ حاصل کر لیا۔

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمود الحسن رحمۃ اللہ کی صدارت تدریس کی وجہ سے یہ دور دارالعلوم کی تاریخ کا بے حد مقبولیت اور جامعیت کا دور تھا۔ اس وقت دارالعلوم دیوبند کا چرچا نہ صرف اطراف ہند بلکہ اطراف عالم میں عام تھا اور علمی دنیا میں اس ادارے کی عظمت مستمعی، محدثین و فقہاء، متکلمین و مفسرین اور معقولات و منقولات کی جامع شخصیات کا یہ ایسا سمندر ہے پایاں تھا جس کی مثال پورے عالم اسلام میں مفقود تھی۔

جس زمانہ میں آپ دارالعلوم آتے مدرسہ کا مطبخ تک نہ تھا۔ اس لئے دارالعلوم سے قریب شہر کی ایک مسجد ”مسجد قاضی“ میں چند روز قیام کیا۔ کھانے پینے کے مصارف نہیں تھے چنانچہ کچھ دن فاقہ کرنا پڑا۔ آخر ایک دن مسجد کے متولی قاضی احمد حسین مرحوم نے آپ کے چہرے پر فاقہ، شرافت اور غربت کے نمایاں آثار دیکھے تو پوچھا، آپ کس غرض سے یہاں آئے ہیں۔ آپ نے اپنا مدعا بیان کیا تو سب سے پہلے اس نے آپ کو کھانا کھلایا۔ پھر حضرت شیخ الہند کے پاس آپ کو لے کر حاضر ہوئے اور یوں آپ کا تعلیمی سلسلہ دارالعلوم میں شروع ہوا۔ اپنے اساتذہ میں سے آپ کا تعلق سب سے



دارالتفسیر - دارالعلوم دیوبند



دارالحديث، دارالعلوم دیوبند

1

2

زیادہ اپنے مشفق استاد حضرت شیخ الہند سے تھا جو کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے پایا  
قوت علمیہ کے مالک تھے۔ آپ تقریباً چار سال میں مختلف علوم حاصل کر کے دارالعلوم  
دیوبند سے ۱۳۱۲ھ میں فراغت حاصل کی۔

آپ مطالعہ میں بہت دلچسپی رکھتے تھے اس لئے ہر وقت مطالعہ میں مشغول  
رہتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے ”عمدة القاری للمحافظ العینی“ اور  
”فتح الباری للمحافظ ابن حجر“ جیسی عظیم شروح کا مطالعہ تلمیذ ہونے کی حالت میں  
ہی مکمل کر لیا تھا۔ چنانچہ آپ نے خود فرماتے ہیں: ”جس سال دورۂ حدیث شریف کا پڑھا  
تھا، اس کی تیاری کے طور پر میں نے رمضان المبارک میں عمدة القاری کا مطالعہ  
کیا۔ بسا اوقات ایک جلد کا مطالعہ ایک ہی وقت میں ہو جاتا تھا اور فتح الباری کا  
مطالعہ بھی ساتھ ساتھ ہوتا رہا۔“

حافظ:

اللہ پاک نے آپ کو قوی ترین حافظہ عطا فرمایا تھا ایسا حافظہ جو شاید ہی کسی کو  
نصیب ہوا ہو۔ یہی وجہ ہے کہ ذہانت و ذکاوت بچپن ہی سے آپ کے چہرہ سے  
عیاں تھی۔ آپ کے والد بزرگوار کا بیان ہے کہ ”النور شاہ جب مجھ سے ”مخقر القدری“  
پڑھتے تھے تو بسا اوقات ایسے سوالات کرتے جن کا جواب ہم فقہی کتب کی مراجعت  
کے بغیر ممکن نہ ہوتا۔“ آپ نے ”ہدایہ کی شرح“ فتح القدیر“ کا مطالعہ ایک مہینہ سے بھی  
کم مدت میں فرمایا اور ساتھ ساتھ ”کتاب الحج“ تک اس کی تلخیص بھی تحریر فرمادی۔

۱۔ اللغة العربیة فی پاکستان، ڈاکٹر محمود محمد عبد اللہ ص ۷۹، نزہۃ الخواطر عبد الحمید الحسینی ج ۸، ص ۸۰۔  
الانور، عبدالرحمن کوئٹہ ص ۹۷، اکابر علماء دیوبند، قاری فیض الرحمن ص ۴۸۳۔ ۲۔ سہ التصریح، علامہ انور شاہ کشمیری  
ص ۱۴۰۔ لغتہ العبر، محمد یوسف بنوری ص ۳۰۰، مقدمہ انور الباری، احمد رضا بک بنوری ج ۲ ص ۲۴۔

پھر پوری عمر دوبارہ اس کا مطالعہ کرنے کی ضرورت پیش نہ آئی۔ لے جبکہ کتاب ”فتح القدیر“ دس جلدوں میں بٹھادی، کی مشہور شرح ہے جس کے مصنف علامہ محقق ابن ہمام ہیں۔ کون ہے جو علامہ ابن ہمام کی تحقیق سے واقف نہیں۔

ہمارے پاس ایسے مبقری ذہن کے لئے موزوں الفاظ نہیں ہیں جن سے ہم آپ کی قدر و قیمت جان سکیں کہ ایک شخص ہزار ہا صفحات کا مطالعہ صرف بیس دن میں کر تا ہے جبکہ انہی بیس دنوں میں ان کی تدریسی اور تبلیغی ذمہ داریاں بھی ان کا دامن پکڑے ہوئے ہیں اور پھر چھپیش برس بعد اس کے کسی مقام سے استدلال کرتا ہے تو مراجعت کی ضرورت بھی پیش نہیں آتی۔

برصغیر میں آپ نے سب سے پہلے مستند احمد بن حنبل مطبوع مصر کا مطالعہ فرمایا۔ آپ روزانہ دو قلم صفحات کا مطالعہ کیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ مذہب حنفیہ کے دلائل جمع کرنے کے لئے اور دوسری مرتبہ نزول عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق احادیث جمع کرنے کے لئے مطالعہ فرمایا۔

قاری محمد طیبؒ فرماتے ہیں کہ تحریک خلافت کے دوران جب امارت شرعیہ کا مسئلہ چھڑا تو بعض علماء نے سلف کی عبارت پیش کی جو ان کے نقطہ نظر کی توثیق تھی مگر مسلک جمہور کے خلاف تھی۔ دارالعلوم دیوبند میں علماء حضرت شاہ صاحبؒ کے کمرہ میں جمع ہو گئے۔ وہ استنجاہ کے لئے تشریف لے گئے ہوئے تھے و خود کر کے واپس ہوئے تو اکابر علماء نے اس عبارت اور جمہور مسلک کے تقاض

لے نفعۃ العبر، علامہ محمد یوسف بنوریؒ ص ۲۷، مقدمہ انوار الباری ج ۲ ص ۲۷۰۔

لے مقدمہ انوار الباری ج ۲ ص ۲۲۶، نفعۃ العبر ص ۲۶۔

کا تذکرہ کیا کہ ہم سے تطبیق و ترجیح نہیں ہو سکتی۔

علامہ کشمیریؒ حسبِ عادت "حسبنا اللہ" کہتے ہوئے بیٹھ گئے اور عبارت پر غور شروع کیا۔ تھوڑی دیر بعد فرمایا کہ عبارت میں دو سطروں کو ملا کر ایک کر دیا گیا ہے اور درمیان میں ایک سطر چھوڑ دی گئی ہے۔ کتب خانہ سے کتاب منگوائی گئی، دیکھا گیا تو واقعی اصل عبارت میں سے پوری ایک سطر حذف ہو گئی تھی، جب اس سطر کو ملا لیا گیا تو مطلب جہور مسلک کے عین موافق ہو گیا۔

ان کے علاوہ بہت سے ایسے واقعات ہیں جن سے آپ کی علمی ذہانت جھلکتی ہے۔

یہ زکاوت و ذہانت علامہ کرام و مشائخِ عظام کی دعاؤں کا نتیجہ تھا۔ آپ کے بچپن میں ہی بہت سے بزرگانِ دین نے دعائیں کی ہیں۔

ایک مرتبہ وادیِ نلیم کے ایک گاؤں "کیان" کے مشہور عارف حضرت میاں نظام الدینؒ نے نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ نے اپنے مرشد خواجہ محمد صدیق مجددیؒ کے مزار پر حاضری دی۔ راستے میں مسکنِ اسلام اور سلسلہ سہروردیہ کے پیر مولانا معظم شاہؒ سے ملاقات ہوئی۔ ملاقات کے دوران مولانا معظم شاہ رحمۃ اللہ نے اپنے دونوں بچوں سین شاہ اور انور شاہ کو اشارہ کیا کہ آؤ۔ حضرت میاں نظام الدین رحمۃ اللہ کو سلام کر دیا اور دعائیں پڑھیں۔ حضرت میاں نظام الدینؒ نے دونوں کے سر پر محبت و شفقت کا ہاتھ پھیرا۔ حضرت شاہ صاحب کی ذہانت اور تیز طبیعت متاثر ہو کر مولانا معظم شاہؒ سے مخاطب ہو کر دوسرے چھوٹے (انور شاہ) کے بارے میں خوشخبری سنائی کہ "انشاء اللہ یہ اپنے وقت کے ان علمائے حق میں سے ہوں گے جن سے دنیائے اسلام کو فیض پہنچے گا۔"

اور سنت نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو فروغ ملے گا۔

اسی طرح بچپن میں ہی ایک مرتبہ حضرت شاہ صاحب منطق و نحو کے بعض ابتدائی رسائل کا مطالعہ کر رہے تھے۔ اتفاقاً ایک بڑے عالم اس وقت آپ کے والد صاحب کے پاس ملاقات کے لئے آگئے۔ انہوں نے شاہ صاحب کی کتابوں کو اٹھا کر دیکھا تو حیران رہ گئے کہ ان کتابوں پر خود اس ننھے سے طالب علم (انور شاہ) نے نہایت برجستہ قسم کے حواشی لکھ رکھے تھے۔ اور بے اختیار پکار اٹھے کہ ”نظر بد دور“ یہ سچہ تو اپنے وقت کا رازی“ اور اپنے زمانہ کا ”غزالی“ ہو گا۔

### مطالعہ کا طریقہ :

آپ کو جو کتاب بھی ہاتھ میں آجاتی تھی اس کا پورا مطالعہ ضرور فرماتے تھے۔ چاہے شرح ہو یا متن، مخطوط ہو یا مطبوع۔ آپ کی امتیازی خصوصیت یہ تھی کہ صرف فقہ حنفی کی کتب پر اکتفا نہ فرماتے تھے بلکہ تمام مذاہب کی کتب کا مطالعہ بڑے غور و فکر سے فرماتے۔ اگر ان میں کوئی مسئلہ راجح نظر آجاتا تو بلا جھجک اس پر عمل کرتے ورنہ فقہ حنفی کو ترجیح دے کر مخالفین کے دلائل کا جواب دیتے۔ حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ آپ سے نقل فرماتے ہیں کہ ”مجھے اوقات نوم کے علاوہ علیٰ فکر ایسا مشغول رکھتا ہے کہ دوسری باتوں کی طرف توجہ دینی مشکل ہے۔“ آپ نے تہذیب و انجیل کا مطالعہ فرمایا جبکہ یہ کتابیں عبرانی زبان میں تھیں اور مطالعہ کے دوران نبوت صادقہ کے متعلق ۱۰۰ کے قریب بشاراتیں بھی جمع فرمائیں۔



آپؐ نے علامہ ابن حجر، حافظ ابن تیمیہ، حافظ ابن قیم، ابن دقیق العری جیسے بلند پایہ علماء کی کتابوں کا مطالعہ بھی فرمایا۔ باوجودیکہ ابن تیمیہ اور ابن العری میں تصوف اور مدۃ الوجود کے مسئلہ پر سخت مخالفت تھی، دونوں کی کتابوں کا مطالعہ نہایت غور و فکر سے فرما کر ان سے استفادہ کیا۔

اخلاق : اللہ پاکؐ نے آپؐ کو عمدہ اخلاق سے نوازا تھا۔ قاری محمد طیب صاحبؒ فرماتے تھے کہ ”ہم سنن نبویہ حضرت شاہ صاحبؒ کی سیرت اور اخلاق سے ہی یکھا کرتے تھے“ گو یا کہ حضرت شاہ صاحبؒ اخلاق نبویہ کی زندہ تصویر تھے۔ طبعی ہی وجہ ہے کہ جب آپؐ ہندوستان کے ایک گاؤں ”مونگر“ خطاب کے لئے تشریف لے جا رہے تھے تو ریلوے سٹیشن پر آپؐ کا نورانی چہرہ دیکھ کر بعض ہندوؤں کی زبان سے بے ساختہ یہ الفاظ نکلے کہ ”اس شخص کا دین باطل نہیں ہو سکتا“ اور اسی وقت حضرت شاہ صاحبؒ کے دست مبارک پر مشرف باسلام ہو گئے اور جب ”مونگر“ میں آپؐ کا خطاب بعض ہندوؤں نے سنا تو پکار اٹھے کہ ”اس شخص کا چہرہ نورانی دین اسلام کی حقانیت کا واضح ثبوت ہے۔“

ایک دفعہ آپؐ کشمیر تشریف لے جا رہے تھے۔ راستہ میں ایک جگہ ایک پادری آیا اور کہنے لگا کہ آپؐ مسلمانوں کے بڑے عالم دین معلوم ہوتے ہیں۔ فرمایا نہیں۔ میں تو ایک طالب علم ہوں۔ اس نے کہا کہ اسلام کے متعلق آپؐ کو علم ہے؟

لے نقش دوام، مولانا انور شاہ صاحبؒ ص ۱۸۱ اکابر علماء دیوبند ص ۷۸۰۔

لے نقش دوام ص ۷۰، المقدمات النبویہ ص ۳۲۔

فرمایا، کچھ کچھ، پیران کے صلیب کے متعلق فرمایا کہ تم غلط سمجھتے ہو۔ اس کی یہ شکل نہیں ہے۔ پیر بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر چالیس دلائل دیئے۔ دس قرآن کریم سے دس تورات سے، دس انجیل سے، دس عقلی۔ پادری سن کر حیران ہوا اور کہنے لگا اگر مجھے تنخواہ کا لالچ نہ ہوتا تو میں آپ کی تقریر و علوم پر استحضار دیکھ کر مسلمان ہو جاتا۔ حضرت شاہ صاحبؒ نے فرمایا کہ جب آپ کو حق معلوم کر کے بھی ایمان کی توفیق نہ ہوتی تو معلوم ہوا کہ ایمان کی کوئی قدر و قیمت آپ کے ہاں نہیں۔ محض تنخواہ کا لالچ ہے۔ ”إِنَّا لِلّٰہِ قَرَاتَا لِیَدْرِیَہُ رَاجِعُونَ“ وہ پادری نہایت شرمندہ ہو کر چلا گیا۔

### زہد و قناعت :

آپؐ زہد و تقویٰ اور قناعت کی زندہ وجاوید تصویر تھے، ثبوت کے لئے صرف دو واقعات کافی ہیں کہ جب آپؐ نے شادی کی اس وقت آپؐ کے پاس گھر کا سامان ایک گھڑا، مٹی کے دو برتن اور ایک چٹائی کے سوا کچھ نہ تھا۔ جب آپؐ آخری عمر میں بیمار ہوئے اور رخصت لے کر ڈاھیل سے دیوبند تشریف لے آئے تو جامعہ کے پرنسپل نے چمٹیوں کی تنخواہ بھیجی تو آپؐ نے یہ کہہ کر واپس کر دی کہ میں رخصت پر ہوں یہ تنخواہ میرا حق نہیں ہے یہ

## احترامِ اساتذہ

اساتذہ کا احترام آپ کے نزدیک بڑی اہمیت کا حامل تھا۔ جب حضرت شیخ الحدیث گرمیوں میں مالٹا جیل سے رہا ہو کر دیوبند تشریف لے آئے تو چھت کا پنکھا کھینچنے والی آپ ہی کی ذات گرامی تھی۔ باوجودیکہ اس وقت آپ دیوبند میں صدر مدرس کی حیثیت سے خدمات سرانجام دے رہے تھے۔ پھر بھی عجز و انکسار کا اور احترامِ اساتذہ کی انتہائی۔

## سلوک و تصوف

حضرت شاہ صاحب حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ کے مجاز تھے لیکن سلوک و تصوف کے اس لائق پر علی شغفِ انہماک اور علی کمال غالب تھا۔ اللہ تعالیٰ نے یقیناً آپ کو اس دولت سے بھی نوازا تھا لیکن اس لائق کی باتیں کرنے کی عادت نہ تھی۔ کبھی کبھی اتفاقاً طور پر کوئی واقعہ سنالیتے۔

حضرت مولانا منظور احمد نعمانی مدظلہ العالی ایک واقعہ نقل کرتے ہیں جو خود حضرت شاہ صاحب نے سنایا تھا۔ کہ ایک دفعہ میں کشمیر سے یہاں کے لئے چلا۔ راستہ دشوار گزار تھا۔ راستہ میں ایک صاحب ہمراہ ہو گئے۔ وہ پنجاب کے ایک مشہور پیر صاحب کے مرید تھے اور انہی کے پاس جا رہے تھے وہ مجھ سے راستہ بھر پیر صاحب کے کمالات کا تذکرہ کرتے رہے۔ ان کی خواہش تھی کہ میں بھی پیر صاحب کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں اور اتفاق سے وہ مقام میرے راستے میں بھی پڑتا تھا۔ میں نے بھی ارادہ کر لیا۔ جب ہم دونوں پیر صاحب کی خانقاہ

پر پہنچے تو اس شخص نے مجھ سے کہا کہ نئے آدمیوں کو اندر حاضر ہونے کے لئے پیشگی اجازت ضروری ہوتی ہے۔ اس لئے میں پہلے اندر جا کر آپ کے لئے اجازت لے لوں۔ چنانچہ وہ اندر گئے۔ اس پیر صاحب نے اپنے صاحبزادے کو مجھے لینے کے لئے بھیجا اور اصرار سے اپنے ساتھ تخت پر بٹھایا، جبکہ سب مریدین نیچے فرش پر بیٹھے تھے۔ کچھ باتیں ہوئیں پھر اپنے مریدوں کی طرف متوجہ ہوئے اور اپنے طریقہ کے مطابق ان پر توجہ ڈالنی شروع کی اور اس کے اثر سے وہ بے ہوش ہو کر ترپنے لگے۔ میں یہ سب کچھ دیکھتا رہا۔ پھر میں نے کہا: ”میل جری چاہتا ہے کہ مجھ پر بھی یہ حالت طاری ہو جائے۔“ چنانچہ انہوں نے توجہ دینی شروع کی اور میں اللہ تعالیٰ کے ایک اسم مبارک کا مراقبہ کر کے بیٹھ گیا۔ بے چاروں نے بہت زور لگایا لیکن مجھ پر کچھ بھی اثر نہ ہوا۔ تھوڑی دیر بعد خود پیر صاحب نے فرمایا کہ آپ پر اثر نہیں پڑ سکتا۔

بدین حضرت شاہ صاحبؒ نے فرمایا کہ ”ان باتوں کا خدا کا مقرب بندہ بن جانے سے کوئی تعلق نہیں۔ چونکہ اصل چیز تو بس احسانی کیفیت اور مشریت و سنت پر استقامت ہے۔“

## ظرافت طبع

حضرت شاہ صاحبؒ درس و تدریس کے دوران علمی رنگ کا مزاج بھی پسند کرتے تھے۔ قادی محمد طیبؒ فرماتے ہیں ”ایک دفعہ عصر اور مغرب کے

درمیان بخاری شریف کا درس ہو رہا تھا کہ اچانک کتاب بند کر دی اور فرمایا  
 لگے کہ ”جب بھائی شمس الدین ہی رخصت ہو گئے تو اب درس کا کیا لطف رہا۔  
 جاؤ، تم بھی گھر کا راستہ لو، ہم سب حیران ہو گئے کہ کون بھائی شمس الدین اور  
 وہ کب اتنے تھے اور کب رخصت ہو گئے۔ ہماری حیرانی دیکھ کر سورج کی طرف  
 اشارہ کرتے ہوئے جو غروب ہو رہا تھا، فرمایا کہ جاہلین! دیکھتے نہیں وہ بھائی  
 شمس الدین جا رہے ہیں۔ اب اندھیرے میں کیا سبق پڑھو گے؟

اسی طرح ایک دفعہ درس کے دوران پچھلی صف میں کسی طالب علم نے سوال  
 کیا مگر مہمل انداز سے۔ فرمایا کہ جاہل! تجھے معلوم نہیں کہ میں سند متصل کرنا بھی جانتا  
 ہوں۔ جانتا ہے کس طرح اسناد متصل ہوگی؟ میں اس اپنے پاس والے کو  
 تھپڑ ماروں گا وہ اپنے پاس والے کو مارے گا وہ اپنے پاس والے کو رسید کرے  
 گا۔ یہاں تک کہ تھپڑ کا یہ سلسلہ سند تجھ تک پہنچ جائے گا۔  
 یہ حکیمانہ رنگ میں تہدید بھی تھی اور مزاح بھی۔

علی سفر

دارالعلوم دیوبند سے فارغ ہونے کے بعد آپ کے علی سفر کی داستان  
 بہت طویل ہے۔ مختصر یہ کہ سب سے پہلے ”مدرسہ عبدالرب“ میں کئی مہینہ تدریس  
 کی، پھر دوستوں کے شدید اصرار پر ۱۳۱۵ھ میں مدرسہ امینیہ دہلی منتقل ہو گئے۔  
 کئی سال کی تدریس کے بعد جب والدہ مرحومہ کی وفات پر کشمیر تشریف لے

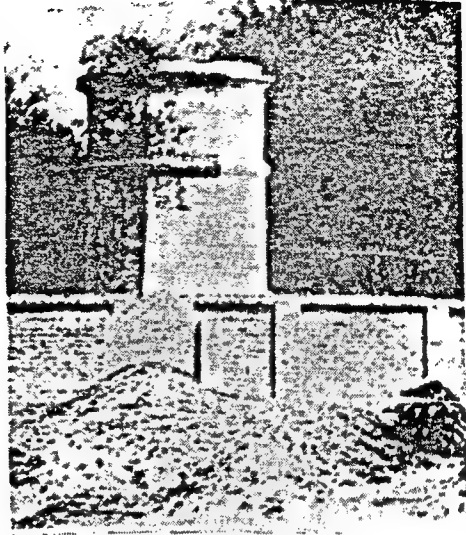
گئے تو وہاں مقامی مسلمانوں کی جہالت، دین سے دوری، خرافات و بدعات کی لہر افروز ترقی، سنت اور اسلامی روح سے مسلسل فرار نے آپ کے دل میں یہ جذبہ پیدا کیا کہ اپنے وطن میں رہ کر مسلمانوں کو سنت کی روشنی کی طرف لائیں اور بدعات و خرافات اور جہالت کی تاریکی سے نکالیں، چنانچہ اسی ارادہ سے آپ نے قصبہ ”بارہ مولا“ میں ادارہ ”فیض عام“ کی بنیاد رکھی اور علوم دینیہ کی اشاعت میں مشغول ہو گئے۔

اسی دوران حرمین شریفین کی زیارت سے مشرف ہوئے، وہاں کے چیدہ و چیدہ کتب خانوں سے استفادہ فرمایا جن میں مدینہ منورہ کے شیخ الاسلام عارف مکہ الحسینی کا کتب خانہ اور مکتبہ المحمودیہ بھی شامل ہیں، ان میں موجود اکثر مخطوطات کا مطالعہ فرمایا۔ حضرت بنوری رحمہ اللہ آپ کے سفر حرمین شریفین کا ذکر فرماتے ہیں کہ ”اس سفر میں آپ نے خلافت عثمانیہ کے جلیل القدر اور مشہور عالم شیخ حسین الجسر الطرابلسی سے بھی ملاقات فرمائی اور استفادہ کے بعد ان سے درس حدیث کی سند اجازت حاصل کی۔“

### دارالعلوم دیوبند اور ڈا بھیل میں قیام

حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ حرمین شریفین سے واپس آ کر اپنے قصبہ بارہ مولا میں تدریسی مشاغل میں منہمک ہو گئے۔ چند سالوں کے بعد حرمین شریفین کی طرف مکمل ہجرت کا ارادہ ہوا اور اسی غرض سے اپنے مشفق استاد حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ سے آخری ملاقات کے لئے تشریف لے گئے اور ہجرت کی اجازت چاہی لیکن شیخ الہند

لے تاریخ دارالعلوم دیوبند۔ جنوری ۱۹۹۶ء دائرۃ المعارف الاسلامیہ لاہور ج ۱ ص ۳۰۶، اقبال اور کشمیر ص ۱۴۱ اقبال اور علماء پاکستان دہندوستان ص ۲۲۸۔



حضرت عسکرمکرم شیریں دہ کی خواب گاہ ۔  
 خاک کی وہ ڈھیری جس کے نیچے ایک میخ گراں پایہ پہاں ہے ۔



حضرت شاہ صاحبؒ کے قبر پر گوار حضرت ایشیخ بابا صمد و نور محمد نورت ۔

7/2

10



نے اجازت مرحمت نہ فرمائی بلکہ فرمایا کہ اہل ہند خصوصاً دارالعلوم دیوبند کو آپ جیسے قابل ترین اور متقی علماء کی اشد ضرورت ہے اور اسی بنا پر آپ کو دیوبند میں سکونت اختیار کر کے تدریس شروع کرنے کا مشورہ دیا جو آپ نے بڑی خوشی سے قبول فرمایا اور اس طرح دارالعلوم میں حضرت شیخ الہندؒ کے حکم کے مطابق صحاح ستہ جیسی بلند پایہ کتابیں پڑھانے لگے، اس وقت تک آپ تہجد کی زندگی گزار رہے تھے۔

آپ نے اگرچہ اپنے استاد محترم کے حکم پر ہجرت حرمین کا ارادہ ترک کر کے دارالعلوم میں تدریسی ذمہ داریاں سنبھالی تھیں لیکن انتظامیہ کو خدشہ تھا کہ کسی بھی وقت آپ دارالعلوم کو دلبرغ مفارقت دے سکتے ہیں۔ چنانچہ مولانا حبیب الرحمن عثمانی رحمۃ اللہ نے دیگر اساتذہ کے سامنے تجویز رکھی کہ حضرت شاہ صاحب کو شادی پر مجبور کر دیا جائے۔ اساتذہ نے یہ تجویز قبول کرتے ہوئے حضرت شاہ صاحب کی خدمت میں پیش کر دی۔ حضرت شاہ صاحب نے دو شرطوں کے ساتھ یہ تجویز منظور کر دی ایک یہ کہ لڑکی سیدہ ہو، دوسری یہ کہ یتیم و غریب ہو۔ چنانچہ شرائط کے موافق گنگوہ کے سید خاندان میں آپ کی شادی ۱۳۳۶ھ کو ہو گئی۔

چھ سال کا عرصہ گزرنے کے بعد آپ کو صدر مدرس منتخب کر لیا گیا چونکہ اس وقت حضرت شیخ الہندؒ دیوبند سے ہجرت کر کے حرمین شریفین روانہ ہو گئے تھے۔ آپ کے دور میں دارالعلوم کی شہرت پہلے سے بھی کئی گنا بڑھ گئی۔ شائقین علم حدیث دور دراز مقامات سے کھینچ کھینچ کر دارالعلوم آنے لگے اور دارالعلوم کی وہ جامعیت و مرکزیت جو اسے حجت الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ اور حضرت شیخ الہندؒ کے

دور میں تھی نہ صرف یہ کہ برقرار رہی بلکہ اس میں روز بروز اضافہ ہوتا رہا۔  
اسی طرح حضرت شاہ صاحبؒ اٹھارہ سال تک دارالعلوم میں تدریسی اور  
انتظامی خدمات انجام دیتے رہے، آخر کار بعض وجوہات کی بنا پر استعفیٰ دے کر  
یہاں سے ”ڈابھیل“ تشریف لے گئے۔ جہاں انھوں نے تدریس حدیث و فقہ کے لئے  
”جامعہ اسلامیہ“ اور تصنیف کے لئے ”مجلس علمی“ کا سنگ بنیاد رکھا اور چند  
سالوں میں یہ جامعہ دنیا کے چیدہ چیدہ جامعات میں شمار ہونے لگا۔

## وفات

۱۳۵۲ھ کے شروع میں ڈابھیل میں آپ بیمار ہوئے تو دیوبند تشریف لائے  
وہاں ۶۰ سال کی عمر میں ۳ صفر المظفر ۱۳۵۲ھ کو وفات پائی۔ مولانا سید اصغر حسین  
نے دارالعلوم دیوبند کے صحن میں آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور عید گاہ کے قریب  
وصیت شدہ زمین میں آپ کو دفن کیا گیا۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ

## مرقد

لوحِ مزار پر ”حضرت رئیس الحکامہ والمتکلمین، خاتم الفقہاء والمحدثین“  
شیخ الاسلام مولانا ”محمد الزبیر شاہ“ قدس سرہ بتاریخ ۳ صفر المظفر ۱۳۵۲ھ  
بوقت نصف شب از دار الفناء بسوتے دار البقار رحلت فرمود و تحریر ہے۔

جواب والد ماجد ادام علیه السلام

آنکه بزرگواران و ائمه و بزرگان و علمای بزرگوار حضرت امام رضا علیه السلام را می رسیده اند عیال و اقارب خود را و در میان  
حسن و قیامت و آن حضرت متعجب و گما که از جمیع مسیلمین هم گرامی و بزرگوار و در وقت و بجا بر طرف حساب  
دارند بر لایحه و فراموشی یا ۱۲ از همه قوانین آن بر حکمی نسبت غفبی مکتوب نموده اند  
بارها خوانده بودم که با کمالی که بر سر خدمت خود گذرانیده و خاطر خواه انتظام خود دارند از معارف اندیشه  
مستقیم حضرت حق و راقی بهر است لیکن اهل نیاید و در نه می یارم کرده مانند مر و الا و الا اند  
از جمله اهل از حواشی دیگر و معده بنیت سابقه زیاده و بزرگ است و در نه بود اسیر و معنی افشاء و تقصیر  
و امکن که در خوابم که بر این حصول طلاق حساب گرامی و نصیحت خلق الله که از فتنه و کاذبانی بازمانند  
صرف نظر اراده کنم دیده آید که از پرده تقدیر چه نماید اگر اتفاق افتاد در موسم گرامی خوابم بر سر  
کمترین و بخیر و نیکوای هر طرف و هیچ است که چنانکه در مشیت الله واجب است بجز آن باشد و در هر حد و حد  
خلق الله اراده فراموش کرده آید و الله الوافی است عاجزه و عاید چه در پیوند و فرزند بهر زاده  
مولود شریف است الله واجب گفته و شنیده واقع شده که بحسب و ان زمانه و گاه هر اسباب بهر است  
و الله اعلم و غیره و وقت طاعت بهر آنکه در اهل ندارد در خانه خود افتاده است  
پیدا شده و حسب از مبلغ وین فکر فرموده باشند شاید بر این قربانی او مانع و الله و رحم  
چرا که خواهم فرستاده و به که تعلیل فرموده نمایند و الله اعلم

احقر محمد باقر خانی ارجمند  
از دیوانه و بزرگان و ائمه و بزرگان و علمای بزرگوار

## شاہ صاحب کی اولاد

شاہ صاحب نے تین صاحبزادے اور دو صاحبزادیاں چھوڑی ہیں۔ بڑے صاحبزادے حافظ محمد ازہر شاہ قیصر ہیں جو عرصہ سے دارالعلوم دیوبند کی ادارت کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ موصوف اردو زبان کے اچھے ادیب اور مصنف نگار ہیں۔ چھوٹے صاحبزادے مولانا انظر شاہ ہیں۔ ان کا شمار دارالعلوم کے صفِ اول کے اساتذہ میں ہے۔ اچھے مصنف ہونے کے علاوہ مفسر اور محدث بھی ہیں۔ منجیل صاحبزادے محمد اکبر شاہ، حضرت شاہ صاحب کے وفات کے بعد جلد ہی انتقال کر گئے۔

شاہ صاحب کی وفات پر ان کے والد مولانا معظم شاہؒ نے جو کچھ تحریر فرمایا ہے، اس کا اقتباس پیش خدمت ہے۔

”میں ہمیشہ سے اس آرزو میں تھا کہ حضرت مرحوم میراجنازہ پڑھائیں گے اور وقتاً فوقتاً فاتحہ بے یاد فرماتے رہیں گے۔ انیسویں صدی کا کساد کی یہ تمنا پوری نہ ہو سکی اور یہ بد قسمت بن کر کھینا پڑا۔ یہاں درود دیوا و ماتم کہہ ہیں تمام اہل خطہ نالوں و گریاں ہیں۔ مشیت ایزدی ہر چیز پر غالب ہے۔ اللہ تعالیٰ شاہ صاحبؒ کے درجات و مراتب بلند کر دے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ آمین“۔

## اساتذہ

آپ نے برصغیر کے بلند پایہ علمائے کرام و مشائخ عظام سے علم حاصل کیا جن میں حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن دیوبندی، عظیم محدث اور فاضل حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد اسحق امرتسری رحمہم اللہ قابل ذکر ہیں۔ حدیث میں شیخ السنۃ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی اور طرابلس کے مشہور معروف فقیہ اور عالم شیخ حنین الجسر الحنفی رحمہما اللہ تعالیٰ سے سند اجازت حاصل کی۔ آپ کی ایک سند حدیث امام ترمذی اور دوسری علامہ ابن عابدین تک پہنچتی ہے۔

## اساتذہ کا مختصر تعارف

شیخ الحدیث مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ

ذی قعدہ ۱۲۸۷ھ میں آپ کی ولادت باسعادت گنگوہ (ہند) میں ایک علمی خاندان کے معزز عالم مولانا ہدایت احمد کے ہاں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی۔ نخود صرف کی کتابیں حضرت مولانا محمد بخش اور حدیث کی کتابیں حضرت شاہ عبدالغنی سے پڑھیں۔

آپ نے ۱۲۸۵ھ میں انگریزوں کے خلاف جہاد میں حصہ لیتے ہوئے چھ مہینے جیل کاٹی۔ رہائی کے بعد بڑی تعداد میں علماء و مشائخ عظام نے آپ سے فیض حاصل کیا۔

لے نزہۃ الخواطر ج ۸ ص ۸۰، حیات افروز ص ۳، الانوار ص ۹۶۔

لے فیض الباری ج ۱ ص ۲۶، نفحۃ العنبر ص ۸۳، المقدمات البینوریہ ص ۸۸۔

آخری سالوں میں آپ بیک وقت دارالعلوم دیوبند کے مدرس اور مظاہر العلوم  
سہارنپور کے مہتمم رہے۔ شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ کے استاد اور دارالعلوم  
دیوبند کے سب سے پہلے استاد مولانا محمودؒ نے شرف تلمذ آپ سے حاصل کیا۔  
آپ کی وفات جمادی الاولیٰ ۱۳۲۳ھ میں ہوئی۔

آپ کی چیدہ چیدہ مؤلفات حسب ذیل ہیں :

- ۱۔ تصفیۃ القلوب۔ ۲۔ امداد السلوک۔ ۳۔ رد الطغیان۔
  - ۴۔ ہدایۃ الشیعۃ۔ ۵۔ المجمعت فی القرۃ۔ ۶۔ سبیل الرضاد۔
  - ۷۔ فتاویٰ رشیدیہ۔ ۸۔ البراہین القاطعۃ فی رد البدعۃ۔
  - ۹۔ زبدۃ المناکث فی مسائل الحج۔
- آپ نے شیخ انور کشمیریؒ کو ۱۳۱۹ھ میں اجازۃ درس حدیث عطا کی ہے۔  
جس کے الفاظ درج ذیل ہیں :

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله رب العالمین والصلوة والسلام علی خیر خلقہ محمد  
سید الانبیاء والمرسلین وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین  
الیوم الدین

اما بعد :- فیقول المفتقر الی رحمۃ ربہ الصمد الفقیر  
الاحقر المدعو بہ رشید احمد الانصاری نسباً والکنوھی  
موطناً متجاذز اللہ تعالیٰ عن زلزلہ ومعاشیہ ورضی عنہ و

عن مشائخنا، إن المولوى محمد انور شاه بن معظم شاه الكشميرى  
قد قرأ على من أثق به الامهات الستة المشهورة عند المحدثين  
المحتوية للصحيح والحسان من احاديث الرسول السيد الامين  
الصحيحين للشيخين وجامع السنن للترمذى والسنن لابي  
داود والسنن للنسائى والسنن لابن ماجه والقروينى رضى الله  
عنهم اجمعين وافاض علينا من بركاتهم وجمعنا معهم يوم الله  
وانا أجزئه ان يرويهاعنى بشرط الضبط والاتقان فى  
الالفاظ والمعانى والتثبت والتتقيظ فى المقاصد والمباني  
وبشرط التأدب بحضرة العلماء المحدثين والمجتهدين و  
صلى الله تعالى على محمد وعلى آله واصحابه اجمعين

### شيخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن رحمۃ اللہ

۱۲۶۸ھ میں بریلی (ہند) میں آپ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ قرآن حکیم  
اور فارسی کی کچھ کتابیں اپنے والد مرحوم مولانا ذوالفقار علی سے پڑھیں۔ دارالعلوم  
دیوبند کے سب سے پہلے شاگرد تھے۔ ۱۲۸۹ھ میں وہاں سے فراغت حاصل کی۔  
فراغت کے بعد اسی سال دارالعلوم کے استاد ہونے کا شرف حاصل ہوا ۱۳۳۲ھ  
تک صحاح ستہ اور دوسرے کتب حدیث و فقہ پڑھاتے رہے۔ اللہ تعالیٰ  
کی طرف سے بہترین حافظہ و قوتِ ملکیہ کے مالک تھے۔





اجازت دی، اس کے الفاظ مندرجہ ذیل ہیں :

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله رب العالمین الذي بشرنا بجوامع الكلم وأمرنا بأن نصلی  
على سيد ولد آدم سيدنا ومولانا محمد وعلى آله واصحابه وسلم  
رضينا بالله ربا وبالإسلام ديناً وبمحمد نبياً وبالقرآن والحديث قدراً  
وإماماً۔

آما بعد : فيقول المفتقر۔ إلى الله الودود۔ المحقير الصغير المدعو  
محمود الحسن تجاوز الله عن ذنوبه وزمائم خصائصه، ووقاه بمنه  
من شرفه وسوء أعماله،

إن أضحى في الله المولوي محمد انور شاء، دخل في هذه المدرسة، و  
فرغ من جميع الكتب المتداولة في علوم شتى، وقد قرأ على واستمع  
عندي الصحيح البخاري وجامع الترمذي والسنن لابن داود والمجلد  
الثاني من الهداية۔ فلحسبه أهلاً للعلوم، قد أعطى فهماً شاقباً  
ورأياً صائباً وطبيعة زكية واخلاقاً رضية، فأجيزه كما أجازني  
مشائخي الكرام ان يرويهما عني بشرط الضبط والتيقظ و  
الاتقان والتثبت، وبشرط استقامة العقائد والأعمال  
على طريقة الصحابة والتابعين وحسن التأديب بحضرة  
المحدثين والمجتهدين، وأوصيه كما أوصى نفسي بقوى  
الله تعالى واتباع السنة، والتجنب عن حطام الدنيا و

أهل البدعة، والاستغال بالعلوم الدينية، وأسأل الله  
تعالى أن يوفقنا لما يحب ويرضى، ويجعل آخرتنا خيرا  
من الأولى، وصلى الله تعالى على نبيه وحبيبه وعلى آله واصحابه  
أجمعين ۹

### شیخ الحدیث حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمہ اللہ؟

”نافوتہ سہارنپوری میں آپ کی ولادت باسعادت ۱۲۶۹ھ میں ہوئی۔  
ابتدائی تعلیم اپنے والد حضرت مولانا شاہ مجید علی رحمہ اللہ سے حاصل کی۔  
۱۲۸۵ھ میں دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے وہاں حضرت مولانا محمد یعقوب  
نانوتوی اور مولانا محمد منظر نانوتوی رحمہما اللہ سے علمی فیض حاصل کر کے درس حدیث  
میں ان سے سند اجازت حاصل کی ۱۲۸۹ھ میں دارالعلوم دیوبند سے فراغت  
حاصل کر کے ”مظاہر العلوم“ میں صدر مدرس مقرر ہوئے۔ حج سے واپسی کے بعد  
۱۳۰۵ھ میں دارالعلوم دیوبند کے مدرس متعین ہوئے۔

آپ کے اہم شاگردوں میں بانی تبلیغی جماعت حضرت مولانا محمد الیاسؒ، حضرت  
مولانا محمد زکریاؒ صاحب کتاب ”أوجز المسالك إلى مؤطا الامام مالک“ و کتاب ”لایع  
الدراری علی صحیح البخاری“ حضرت مولانا محمد عاشق الہی میرٹھیؒ اور اعلیٰ السن کے  
مؤلف مولانا ظفر احمد عثمانی رحمہم اللہ مشہور ہیں۔

آپ کی اہم مؤلفات میں ”بذل المحمود فی شرح ابی داؤد“ سب سے زیادہ مشہور ہے

یہ کتاب آپ نے عربی میں تالیف کی ہے جو کہ سات جلدوں میں ہے۔ ۱۳۴۶ھ میں آپ کی وفات مدینہ منورہ میں ہوئی اور جنت البقیع میں حضرت عثمان غنیؓ کے پہلو میں مدفون ہیں۔

## ڈاکٹر حسین الجبسر طرابلسی حنفی رحمہ اللہ

آپ کی ولادت طرابلس میں ۱۲۶۱ھ میں ہوئی۔ آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد محمد بن مصطفیٰ الجبسر سے حاصل کی جو کہ بہت بڑے عالم تھے۔ ۱۲۶۹ھ میں جامعہ ازہر مصر تعلیم کے لئے تشریف لے گئے۔ ۱۲۸۵ھ میں واپس آکر تبلیغ و دعوت میں مشغول ہو گئے۔ اسی دوران طرابلس سے ایک اخبار نکالا۔

آپ کی چیدہ چیدہ مؤلفات حسب ذیل ہیں :

- ۱۔ الرسالة الحمیدیہ فی حقۃ الدیانۃ الاسلامیہ وحقیقۃ الشریعۃ المحمدیۃ
- ۲۔ النواکب الدریتۃ فی فنون الادبیۃ۔ ۳۔ المحصول الحمیدیۃ فی العقائد الاسلامیۃ۔ ۴۔ اشارات الطاعۃ فی حکم صلاۃ الجماعۃ۔ ۵۔ مناقب الشیخ محمد الجبسر۔

۱۳۲۴ھ میں آپ کی وفات ہوئی۔

علامہ حسین الجبسر نے حضرت کشمیریؒ کو ۱۳۲۳ھ میں اجازۃ درس حدیث دی۔ جس کے الفاظ حسب ذیل ہیں :

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله والصلوة والسلام على سيدنا محمد رسول الله وعلى آله  
وصحبه اجمعين.

أما بعد :- فقد أجزت أخانا في الله الفاضل الشيخ العلامة محمد  
انور شاہ کشمیری بسند الاستاذ الشيخ محمد الأمير المصري و  
بسند الشيخ أحمد الطحطاوى المصرى المجاز بهما عن سيدنا  
الشيخ عبد القادر أبي رباح الدجاني اليا في المجاز بهما من المرحوم  
والدى الشيخ محمد الجسرو من شيخ والدى المرحوم الشيخ محمد  
الكتبي وهو قبل منى ذلك، وأوصيه بتقوى الله وبحفظ  
شرف العلم وبالدعاء لى بالخير وصلى الله تعالى على سيدنا  
وآله وأصحابه اجمعين.

شيخ المعقولات حضرت مولانا غلام رسول الهزاروى رحمہ اللہ

۱۳۴۵ھ میں حضرت کی ولادت باسعادت ہزارہ میں ہوئی۔ دارالعلوم دیوبند  
میں تعلیم مکمل کر لینے کے بعد ۱۳۰۳ھ میں فارغ ہوئے۔ ۱۳۰۸ھ میں دارالعلوم میں ہی  
مدرس تعلیمات کئے گئے۔

حضرت علامہ کو معقولات پر مکمل دسترس حاصل تھی۔ اسی وجہ سے اکثر علماء  
معاصرین میں آپ کو نہایت عزت و احترام سے دیکھا جاتا تھا۔ آپ کے مشہور

تلامذہ میں مولانا شبیر احمد عثمانی، مفتی عتیق الرحمن عثمانی (بانی ندوۃ المصنفین دہلی)،  
 مولانا رسول خان رحیم اللہ شالہی۔ دارالعلوم دیوبند میں تدریسی خدمات کے  
 دوران آپ کا انتقال ۱۳۳۷ھ میں ہوا۔



## اہم تلامذہ

اپنے تیس سال سے زائد عرصہ تعینف تالیف اور علم احادیث کی خدمت میں گزارا۔ اسی وجہ سے آپ کے شاگردوں کی تعداد پانچ ہزار سے بڑھ کر ہے جن میں سے صرف چند کے علمی اور تعینفی کارنامے مختصراً تحریر ہیں۔ تمام شاگردوں کے کارنامے اور تذکرہ کرنا بہت مشکل ہے۔

۱۔ شاہ عبد القادر راتے پوری رحمۃ اللہ علیہ :

حضرت راتے پوری کے قطب الارشاد ہونے میں کسی کو شک و شبہ نہیں، علامہ ابو الحسن علی الحسینی السبزوئی نے مفصل انداز میں آپ کی سوانح حیات تحریر کی ہے۔ یہ کتاب تین قسط صفحات پر مشتمل ہے۔

۲۔ قاری محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ

آپ دارالعلوم دیوبند کے مدرس اور مہتمم تھے۔ تعینف میں آپ کی گرانقدر خدمات ہیں۔ آپ کی چند مشہور تصانیف یہ ہیں۔ (۱) تاریخ دارالعلوم دیوبند (۲) اسلام کا اخلاقی نظام۔ (۳) دینی دعوت کے اصول۔ (۴) اسلام اور سائنس (۵) شان رسالت (۶) شرعی پردہ۔ (۷) معجزہ کیا ہے؟ وغیرہ۔

۳۔ مولانا مناظر حسن گیلانی رحمۃ اللہ :-

آپ بہت بڑے مصنف اور محدث تھے۔ آپ کی چند مشہور تالیفات یہ ہیں (۱) تدوین حدیث۔ (۲) اسلام اور نظام اراضی۔ (۳) امام ابو حنیفہ کی سیاسی زندگی

(۴) ایضی الخاتم صلی اللہ علیہ وسلم (۵) سوانح قاسمی وغیرہ۔

۴۔ مولانا حفظ الرحمن سوہاروی رحمۃ اللہ:-

آپ بہت بڑے مصنف تھے۔ تصنیف تالیف میں آپ کا نمایاں مقام ہے۔ چند مشہور تالیفات یہ ہیں: (۱) قصص القرآن چار جلد۔ (۲) بلاغ مبین تین جلد۔ (۳) اسلام کا اقتصادی نظام۔ (۴) اسلام اور اس کا فلسفہ۔ آپ کی اکثر تصانیف ”ندوة المصنفین دہلی“ سے شائع ہوئیں۔

۵۔ شیخ التفسیر حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ

فراغت کے بعد دارالعلوم میں ہی بحیثیت مفتی خدمات سر انجام دے رہے تھے قیام پاکستان کے بعد کراچی میں ”دارالعلوم“ کے نام سے عظیم الشان مدرسہ کی بنیاد رکھی جس سے رہتی دنیا تک تشنگان علم سیراب ہوتے رہیں گے۔ تصنیف میں بھی آپ کی گراں قدر خدمات ہیں۔ چند مشہور تالیفات یہ ہیں: (۱) تفسیر معارف القرآن آٹھ جلد (۲) زکوٰۃ کے احکام۔ (۳) سیرت خاتم الانبیاء۔ (۴) فتاویٰ دارالعلوم دیوبند (۵) ختم نبوة، (۶) سنت و بدعت وغیرہ۔

۶۔ محقق العصر حضرت مولانا محمد منظور نعمانی مدظلہ العالی

اللہ تعالیٰ اسلام کی صحیح خدمت کے لئے آپ کو عمر دراز عطا فرمائے اور علم میں ترقی عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی خصوصی عنایات سے تصنیف کا بہترین ملکہ عطا فرمایا ہے۔ چیدہ چیدہ تالیفات یہ ہیں: (۱) معارف الحدیث آٹھ جلد۔ (۲) اسلام کیا ہے۔ (۳) انقلاب ایران اور امام خمینی وغیرہ۔



۷۔ محدث العصر حضرت مولانا محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ تعالیٰ

آپؒ کراچی میں جامعہ العلوم الاسلامیہ کے مؤسس ہیں۔ قادیانیت کے رد میں آپؒ نے خصوصی طور پر اہم کردار ادا کیا۔ آپؒ محدث ہونے کے ساتھ ساتھ عظیم معتمد بھی تھے۔ آپؒ کی اہم تصانیف درج ذیل ہیں:-

- (۱) معارف السنن علی جامع الترمذی چھ جلد۔ (۲) نخۃ العینی حیاۃ الشیخ الوزر۔
- (۳) بغیۃ الاریب فی مسائل القبلة والمحاریب۔ (۴) عصمتہ الانبیاء وغیرہ، یہ تمام تصانیف عربی میں ہیں۔

ان کے علاوہ چند اور تلامذہ کے نام پیش کئے جاتے ہیں:

- ۱۔ مولانا فخر الدین احمد شیخ الحدیث مرکز علوم اسلامیہ دارالعلوم دیوبند۔
- ۲۔ شیخ الادب حضرت مولانا محمد اعجاز علیؒ نائب ناظم تعلیمات دارالعلوم دیوبند۔
- ۳۔ حضرت مولانا مفتی عتیق الرحمن عثمانیؒ ناظم اعلیٰ اندوۃ المصنفین دہلی۔
- ۴۔ مولانا بدر عالمؒ مہاجر مدنی نزہیل مدینہ منورہ (مؤلف فیض الباری)
- ۵۔ مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ شیخ الحدیث والتفسیر جامعہ اشرفیہ لاہور۔
- ۶۔ حضرت مولانا محمد صدیقؒ بنجیب آبادی (مؤلف الوتر المحمود)
- ۷۔ پروفیسر سعید احمد اکبر آبادی مسلم یونیورسٹی علی گڑھ۔
- ۸۔ حضرت مولانا محمد میاںؒ (مؤلف علماء ہند کا شاندار مافی)
- ۹۔ حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ ناظم جمعیت علماء اسلام پاکستان۔
- ۱۰۔ حضرت مولانا عبدالرحمنؒ کامل پوریؒ بیہودی، حفرہ پاکستان

- ۱۱۔ حضرت مولانا فیض الرحمنؒ پروفیسر اور نیشنل کالج لاہور۔
- ۱۲۔ حضرت مولانا عبدالحق خان هزارویؒ راولپنڈی۔
- ۱۳۔ حضرت مولانا سید احمد رضا بجنوریؒ (مؤلف انوار الہادی)
- ۱۴۔ شیخ التفسیر حضرت مولانا غلام الدخانؒ مہتمم دارالعلوم تعلیم القرآن راولپنڈی۔
- ۱۵۔ مولانا عبد القیوم خطیب ہزارہ۔ ہری پور۔
- ۱۶۔ حضرت مولانا شمس الحق افغانیؒ

## حضرت شاہ صاحب کے علمی کارنامے

حضرت شاہ صاحب کو قرآن کریم و حدیث شریف کے صحیح مفہوم سمجھنے میں ایک امام کی حیثیت حاصل تھی۔ چونکہ آپ کو فقہ حنفی کے مقلد ہونے کے ساتھ ساتھ تمام مذاہب مختلفہ کی آراء میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی توجیہ کو دلائل کے ساتھ ترجیح دینے پر دسترس حاصل تھی۔ آپ قرآن کریم کے مطالعہ اور آیات کے معانی کی تہہ تک پہنچنے میں خاصی دلچسپی رکھتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ اکثر اوقات مطالعہ جاری رہتا تھا بلکہ بعض اوقات ایک ہی آیت پر کئی کئی گھنٹے اور کئی کئی دن بھی گزر جاتے تھے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ آیات قرآن کو سمجھنے کے لئے انتہائی غور و فکر درکار ہے۔

## استاد پر شاگرد کی صلاحیتوں کا انکشاف

حضرت شاہ صاحب کی ذہنی صلاحیتیں حضرت شیخ الہند پرست <sup>۱۳۱۲ھ</sup> سے <sup>۱۳۱۶ھ</sup> تک زمانہ طالب علمی میں ہی روشن ہو چکی تھیں اور آپ پر یہ واضح ہو چکا تھا کہ ذہانت و فطانت، متانت و دیانت کا مجسم یہ کشمیری نوجوان

تدریس علوم دین کے لئے ہی پیدا کیا گیا ہے۔ وقت آنے پر اس سے یہی کام لینا اس کی قابلیتوں سے صحیح استفادہ کرنا ہی ہو گا۔ یہی وجہ تھی کہ حضرت شیخ الہندؒ حضرت شاہ صاحبؒ کے حالات پر کڑی نظر رکھتے تھے۔

چنانچہ جب علامہ ظہیر احسن نیمویؒ نے اپنی معرکہ الآراء تالیف "آثار السنن" کے کچھ اجزاء بغرض ملاحظہ حضرت شیخ الہندؒ کی خدمت میں بھیجے تو حضرت نے انہیں یہ اجزاء واپس ارسال کئے اور مشورہ دیا کہ میرے شاگرد رشید انور شاہ کشمیریؒ سے اس کے بارے میں مشورہ لیں۔ چنانچہ حضرت شیخ الہندؒ نے ہی محدث نیمویؒ کو شاہ صاحبؒ کا پتہ بھی لکھ دیا۔ شاہ صاحبؒ نے حضرت شیخ الہندؒ کی امید کے مطابق مولانا نیمویؒ کے مسودات پر اتنے اضافے فرمادیئے کہ بقول خود حضرت شاہ صاحبؒ کے کہ "میں نے جو اضافے کئے وہ مقدار میں ان کی اصل کتاب سے زیادہ تھے"۔

### بعض مشاہیر فن کے متعلق راتے :

حضرت شاہ صاحبؒ بعض محدثین و فقہاء کے بارے میں خاص تاثرات رکھتے تھے۔ چنانچہ فرمایا کرتے تھے کہ علامہ ابن نجیم حنفیؒ (صاحب بحر الرائق) میرے نزدیک بلاشبہ علامہ شامیؒ سے زیادہ فقیہ ہیں کیونکہ مجھے ان میں تفقہ کے آثار بہت روشن نظر آتے ہیں۔ فقیہ شامیؒ شاہ عبد العزیز دہلویؒ کے معاصر ہیں اور میرے خیال میں شاہ صاحبؒ شامیؒ سے زیادہ فقیہ ہیں اور اسی طرح ہمارے شیخ الشیوخ رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ

میرے نزدیک شامی سے بڑھ کر فقیر ہیں۔

بعض ائمہ فن کے متعلق بھی خاص راستے رکھتے تھے چنانچہ فرماتے ہیں :

”میرے نزدیک شیخ اکبر محی الدین ابن عربیؒ تیسرے درجے کے عالم تھے۔ اس امت کی عظیم ترین شخصیتوں میں سے ہیں۔ وہ حقائق کی تہہ تک پہنچے ہیں۔ اپنے فن میں وہ اپنا نظیر نہیں رکھتے۔ بعض اہل علم میں بڑا اعتدال ہے جیسے شیخ فقی الدین ابن دین العبدیؒ حافظ ابن عبد البرؒ حافظ زلیعیؒ رحمہم اللہ ہیں اور بعض میں اعتدال نہیں ہوتا۔ ان کی طبیعت میں شدت اور حدت ہوتی ہے جیسے حافظ ابن تیمیہؒ ہیں وہ بلاشبہ ٹھائیں مارتا ہوا سمندر ہیں لیکن چند اصولی و فروعی مسائل میں وہ جمہور امت سے منفرد ہیں حالانکہ حق پر جمہور علماء ہیں۔ ان کی طبیعت میں تیزی بہت ہے۔ وہ اپنی تحقیق کو دسی آسمان سمجھتے ہیں اگرچہ وہ حقیقت کے خلاف کیوں نہ ہو۔ بعض میں شدت تعصب کے ساتھ بیدار مغزی ہلا کی ہوتی ہے۔“

### تنقیدی نظر

حضرت شاہ صاحبؒ دس حدیث اور مجالس علم میں حافظ ابن تیمیہؒ کے علم و فضل، جلالت قدر و وسعت معلومات کی مدح کے ساتھ ساتھ اصولی و فروعی مسائل میں تغزلات پر سخت گزنت بھی فرمایا کرتے تھے۔ کسی حدیث کو اگر انہوں نے اپنی دلائل کے ذریعہ گرانے کی سعی کی تو اس پر ناگواری کبھی میں یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ کیا حافظ ابن تیمیہؒ نے یہ سمجھ لیا تھا کہ خدا کا دین یا پیغمبر کی حدیث



اب جو دیکھنا چاہے وہ حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے ہاں جا کر دیکھے۔

## حضرت شاہ صاحب کا فلسفہ تعلیم

حضرت شاہ صاحب کا فلسفہ تعلیم یہ تھا کہ دینی مدارس میں پڑھنے اور پڑھانے والے خود بھی تاریکیوں سے نکل کر علم و عمل کی روشنی میں آجائیں۔ اور خلق خدا کو بھی تاریکیوں سے نکال کر نور و ہدایت کی شاہراہ پر لے آئیں وہ دینی تعلیم کو ادنیٰ مقاصد کے لئے حاصل کرنے کو علم دین کی توہین سمجھتے تھے۔ آپ کا یہ قول شاگردوں میں بہت مشہور تھا کہ ”جو شخص قرآن و حدیث اور دوسرے دینی علوم کو محض شکم پروری کے لئے پڑھتا ہے وہ بازار سے قیمتی شال اس لئے خرید کر لاتا ہے کہ اس سے اپنے جوتے ماف کرے“

یہی وجہ تھی کہ شاہ صاحب صرف کتابوں کے مضامین پڑھانے پر اکتفا نہ کرتے تھے بلکہ ان کے اخلاق و اطوار اور عادات و خصال کو سنوارنے کی طرف خصوصی توجہ دیتے تھے۔ درس کے دوران فرماتے رہتے کہ علم حاصل کرنے کا اصل مقصد اپنی اپنی شغفیت کی تکمیل، تہذیب اخلاق اور تزکیہ نفس ہے کیونکہ یہی وہ عناصر ہیں جو روح کی پاکیزگی اور حصول عرفان کی بنیاد ہیں۔

یہ فلسفہ تعلیم آپ کو اپنے اساتذہ کرام خاص کر شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ سے ملا تھا۔ اسی فلسفہ تعلیم کے سانچے میں آپ نے اپنے آپ کو ڈھالا تھا۔ دوسروں کو بھی اسی قالب میں ڈھلنے کا سوچتے رہتے تھے۔

## جدید علوم سے واقفیت

مصر والوں نے جدید مغربی علوم پر عربی میں جو کتابیں شائع کی ہیں اور مختلف مغربی زبانوں سے جو تراجم کئے ہیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ ان کے ذریعہ ان نئے علوم اور نئی تحقیقات سے بھی کافی واقفیت رکھتے تھے۔ خاص طور پر طبّیعات میں یورپ نے جو ترقی کی ہے اس کے معترف اور اس کے مفید پہلو کے قدر دان تھے۔ اسی وجہ سے مشہور مصری فاضل طنطاوی جو ہری کی تفسیرؒ جو اس القرآنؑ کے مطالعہ اور اس سے علمی استفادہ کا مشورہ دوسرے اہل علم کو بھی دیتے تھے حالانکہ اس میں بہت سی چیزیں ایسی بھی ہیں جو سخت ناپسندیدہ ہیں۔

### علماء معاصرین کی آراء:

یوں تو حضرت شاہ صاحبؒ کی علمی اور عملی شان کے متعلق دنیا کے جن جن علماء کرامؒ نے مختلف تعریفی آراء کا اظہار کیا ہے۔ ان کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ میں صرف شاہ صاحبؒ کے چند اساتذہ اور چند مشہور علماء کرامؒ و علماء کرام کی آراء کو اپنی ناقص تحریر میں لاتا ہوں۔

— آپ کے استاد محترم حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت کاشمیریؒ میں علم و عمل، صوریہ و سیرت، زہد و تقویٰ، سچائی و راستے اور بہترین حافظہ سب کچھ جمع فرمایا تھا۔



— حضرت سلیمان ندوی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ شاہ صاحبؒ ایسا سمندر تھے جس کا ظاہر خاموشی اور باطن موتوں سے بھرا ہوا ہوا ہے۔

— حضرت مولانا حبیب الرحمن عثمانی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت شاہ صاحبؒ بولنے والے چلتے پھرتے کتب خانہ تھے۔

— پیر طلیق حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک اسلام کے حقانیت کی دلیل اس اُمت میں حضرت شاہ صاحبؒ کی ذات گرامی کا وجود ہے اس لئے کہ اگر دین اسلام میں کوئی کجروی ہوتی تو شاہ صاحبؒ قطعاً اس دین پر نہ رہتے بلکہ

— جب حضرت بنوریؒ نے شیخ محمد زاہد الکوثری کو اپنے استاد حضرت شاہ صاحبؒ کا مختصر تصارف قاہرہ میں کرایا۔ جب کہ آپؒ "فیض الباری شرح صحیح بخاری" اور "نصب الرأیہ فی تخریج احادیث الہدایہ" چھپوانے کے لئے قاہرہ تشریف لے گئے تھے تو شیخ کوثریؒ کو حضرت شاہ صاحبؒ کی علمیت کا اندازہ ہوا پھر آپؒ نے ایک مجلس میں فرمایا:

"اللہ تعالیٰ شیخ النور شاہ کشمیریؒ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ درجات

نصیب فرمائے۔ جنہوں نے اپنی زندگی میں دین اسلام کی حقانیت کے جوہر باطل قوت کے سامنے ایسی وضاحت سے پیش کئے کہ باطل قوت گھٹنے ٹیکنے پر مجبور ہوئی۔ حضرت شاہ صاحبؒ کی قادیانیت کے خلاف جدوجہد پر تاریخ کے ادراک گواہ ہیں جو کہ تالیف و تصنیف کی صورت میں دنیا کے ہر کونے میں پہنچ چکی ہیں۔ اس سلسلہ کی سب سے عمدہ کتاب "اکفار المحدثین" ہے۔

— مہر کے ممتاز عالم حبیبی محدث علی المصری فرماتے ہیں کہ میں نے "شیخ محمد انور شاہ

الحق مقدس الذراہ الباری ج ۲ ص ۲۴۱، نفیۃ الغیبر ص ۳، تاریخ دارالعلوم دیوبند، جنوری ص ۱۱۹ ص ۲۳۰۔

نہ اکابر علماء دیوبند ص ۸۷، نفیۃ الغیبر ص ۲۳۱۔ سہ مقالات کوثری ص ۳۵۹۔

جیسا کوئی ایسا عالم و محدث نہیں دیکھا جو کہ حافظ ابن حجرؒ، ابن تیمیہؒ، ابن حرمؒ اور علامہ شوکانی رحمہم اللہ جیسے علماء کی نظریات پر ان کی علمی شان کو ملحوظ رکھتے ہوئے تنقید کا حق ادا کرے۔<sup>۱</sup> یہ

— علامہ ڈاکٹر محمد اقبال فرماتے ہیں کہ ”حضرت کشمیریؒ کی مثال پچھلی پانچ صدیوں تک نہیں مل سکتی۔“<sup>۲</sup>

— شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ ”میں نے حضرت کشمیریؒ کی مثال علمی میدان میں ہندوستان میں نہیں پائی اور نہ حجاز مقدس اور عراق و شام میں پائی۔ باوجودیکہ میں نے وہاں کے جید علماء و فضلاء سے ملاقاتیں کیں۔ لیکن حضرت کشمیریؒ کی مثال نہ مل سکی۔“<sup>۳</sup>

— حضرت مولانا عبد الماجد دریا بادیؒ فرماتے ہیں کہ ”حضرت النور شاہ کشمیریؒ بہت بڑے عالم، متقی، فقیہ اور اخلاقِ حسنہ کے مالک تھے اور علمی اشکالات بہترین انداز میں حل فرمایا کرتے تھے۔“<sup>۴</sup>

— حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ فرماتے ہیں کہ ہم نے حضرت کشمیریؒ جیسا محقق پورے عالم اسلام میں نہیں دیکھا اور ہم یہ سمجھتے ہیں کہ حضرت شاہ صاحبؒ نے خود بھی اپنی مثال نہیں دیکھی ہوگی اور اگر کوئی ہم سے یہ پوچھے کہ تم نے ابن دقیق العید یا حافظ ابن حجرؒ کو دیکھا ہے تو ہم یہ کہیں گے ”ہاں“ ان دونوں کو حضرت کشمیریؒ کی صورت میں دیکھا ہے۔“<sup>۵</sup>

۱۔ الانور ص ۵۹۵۔ ۲۔ میں بڑے مسلمان ص ۲۷۵، اکابر علماء دیوبند ص ۸۷، فقہ الغبر ص ۳۸، مقدمہ

الانوار الباری ج ۲ ص ۲۲۱، فقہ الغبر ص ۲۳۰۔ اکابر علماء دیوبند ص ۸۶۔

۳۔ حکیم الامت نقوش و تاثرات ص ۱۱۔

۴۔ حیات الانور ص ۱۲۰، مقدمہ الانوار الباری ج ۲ ص ۲۲۰، اکابر علماء دیوبند ص ۸۶۔

## علامہ رشید رضا کے تاثرات

جناب محترم سید رشید رضا مصریؒ نے ۱۳۲۰ھ میں دارالعلوم دیوبند کی زیارت فرمائی۔ وہاں علامہ کشمیریؒ کے ایک علمی خطاب کو سنا۔ بعد میں اپنے تاثرات کا اظہار ان الفاظ میں فرمایا: ”اگر مجھے اس جامعہ اور علماء دیوبند کی زیارت کا شرف حاصل نہ ہوتا تو میں ہندوستان سے نامراد واپس ہوتا۔“ مصر واپس ہونے کے بعد اپنے ماہانہ رسالے ”المنار“ میں تحریر فرمایا: ”مجھے دارالعلوم دیوبند دیکھنے کا شرف حاصل ہوا جو کہ حقیقت میں ”ازھر ہند“ ہے۔ میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ اس جامعہ کا نفع پورے عالم اسلام میں دور دور تک پھیلائے اور تمام مسلمانوں کو اس مادر علمی سے روحانی طور پر سیراب ہونے کی توفیق عطا فرمائے، امین ثم امین۔“ مجھے ہندوستان میں اتنی خوشی کہیں بھی حاصل نہیں ہوئی، جتنی دارالعلوم کو دیکھ کر حاصل ہوئی ہے۔ ہمارے ہاں علماء دیوبند کے بارے میں تعصب جمود مشہور تھا لیکن دیکھنے سے معلوم ہوا کہ وہ اس تعصب و جمود سے پاک ہیں بلکہ

جب آپ نے ڈاکٹری، فنک کی کتاب ”مفتاح کنوز السنۃ“ کا مقدمہ تحریر کیا اس میں آپ نے اقرار کیا ہے کہ اگر اس زمانے میں علوم حدیث پر علماء ہند کی خصوصی توجہ نہ ہوتی تو مشرقی ممالک سے یہ علم نیست و نابود ہو جاتا جبکہ مصر، شام، عراق اور حجاز مقدس میں دسویں صدی سے ضعیف ہو چکا ہے اور ۱۴۰۰ھ تک اس میں مزید ضعف کا بھی امکان ہے بلکہ

۱۔ مقدمہ الذوالباری ج ۲ ص ۲۵۱، نفع العبر ص ۷۱، نقش دوام ص ۴۶۶۔

۲۔ تاریخ الدعوة الاسلامیۃ فی الہند ص ۱۶۲، مفتاح کنوز السنۃ ڈاکٹری فنک ص (ق)، نفع العبر ص ۸۳۔

## شاہ صاحب اور علامہ اقبالؒ

اور علامہ اقبالؒ بھی حضرت انور شاہؒ کے بڑے قدردان اور ان کے علم و فضل کے معترف تھے۔ دونوں کاشمیر سے ہی وطنی تعلق تھا۔ یہ ان کی باہمی غلوں و محبت ہی تھی کہ جب حضرت شاہ صاحبؒ دیوبند سے مستعفی ہوئے تو علامہ اقبالؒ نے بے حد کوشش کی کہ کسی طرح شاہ صاحبؒ لاہور میں قیام پر رضامند ہو جائیں، لیکن یہ تجویز پایہ تکمیل کو نہ پہنچ پائی۔

شاہ صاحبؒ کا منظوم رسالہ ”مغرب الخاتم“ جب شائع ہوا تو انہوں نے علامہ اقبالؒ کو بھی تحفہ کے طور پر اس کا ایک نسخہ ارسال فرمایا۔ اقبالؒ نے جب یہ رسالہ غور سے پڑھا تو بے اختیار قلم لکھنے لگا :

”میں تو انور شاہؒ کا یہ رسالہ پڑھ کر دنگ رہ گیا ہوں کہ رات دن ”قال اللہ“  
 قال الرسول سے واسطہ رکھنے کے باوجود آج یورپ کا بڑے سے بڑا فلسفی  
 بھی اس مسئلہ پر اس سے زیادہ نہیں کہہ سکتا !“

علامہ اقبالؒ نے ایک مجلس میں شاہ صاحبؒ سے جب زمان و مکان کے متعلق استفسار کیا، تو آپؒ نے اقبالؒ کو عراق کے رسالہ ”غایتہ البیان فی تحقیق الزمان والمکان“ کی طرف توجہ دلائی۔ اقبالؒ نے شاہ صاحبؒ کو بتایا کہ یورپین محققین نے اس مسئلہ کی تحقیق کی ہے، چنانچہ نیوٹن نے بھی اس پر بحث کی ہے۔ شاہ صاحبؒ فرمایا کہ میں نے نیوٹن کی اکثر تصانیف دیکھی ہیں، زمان و مکان

اس نے جو بھی لکھا ہے وہ اکثر جگہ عراقی کے مذکورہ رسالہ سے ماخوذ ہے، لیکن اس کا حوالہ لکھیں بھی نہیں دیا ہے۔ اقبال بڑے حیران ہوئے۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت شاہ صاحبؒ کو جو اخلاص، علم و تقویٰ اور بے پناہ ملکیتیں عطا ہوئی تھیں۔ اس کے باوجود ان کی تواضع اور علم اکرام کی قدردانی و احترام اور قرآن و سنت کی خدمت کے سبب علماء معاصرین کے ساتھ اور ان لوگوں کے ساتھ جو مختلف میدانوں میں دین کی خدمت کر رہے تھے۔ نہایت قوی تعلق تھا۔ اگرچہ اصطلاح میں انہیں علماء کے خطاب سے نہیں نوازا گیا۔ مثال کے طور پر علامہ اقبالؒ مرحوم کو لیجئے۔ علامہ کشمیریؒ کا ان کے ساتھ نہایت قوی تعلق قائم تھا۔ علامہ اقبالؒ نے آپ سے دینی مشکلات کے حل میں پورا استفادہ کیا۔ خصوصاً قادیانیت کے رد میں جو کچھ تحریر فرمایا اور جو اشعار لکھے ان میں علامہ کشمیریؒ کی پوری سرپرستی حاصل تھی۔ مولانا محمد انظر شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ ڈاکٹر صاحبؒ نے ختم نبوت کے متعلق انگریزی میں چھ خطبے تحریر کئے ہیں جن میں علامہ کشمیریؒ سے پورا پورا استفادہ کیا ہے بلکہ

بلکہ اگر حقیقت کی نظر سے دیکھا جائے تو شاہ صاحبؒ نے ہی ڈاکٹر صاحبؒ کو فتنہ قادیانیت اور اس کے ناپاک عزائم سے آگاہ کیا گیا ہے۔ یوں تو بہت سارے واقعات ایسے ہیں جن سے یہ تصویر جھلکتی ہے لیکن نمونہ کے طور پر صرف ایک واقعہ تحریر ہے۔ ایک دفعہ کشمیر کے گورنر نے مرزا بشیر الدین قادیانی کی سربراہی میں مفاد عامہ کے لئے ایک کمیٹی تشکیل دی اور ڈاکٹر صاحبؒ کو اس کمیٹی کا رکن بنایا گیا۔ اس وقت ڈاکٹر صاحبؒ قادیانیت کے متعلق کچھ نہ جانتے تھے۔ جب علامہ کشمیریؒ کو اس کا

علم ہوا فوراً ان کے ہاں تشریف لے گئے اور قرآن وحدیث کی روشنی میں قادیانیت کے کھڑکھڑاؤ واضح کیا۔ ڈاکٹر صاحب متاثر ہو کر کمیٹی سے مستعفی ہوئے اور قادیانیت کے خلاف اشعار ومقالہ جات لکھنے شروع کئے۔

### ردِ قادیانیت میں آپ کی خدمات :

اللہ تعالیٰ کا یہ ازلی قانون ہے کہ دین اسلام کو ہمیشہ کے لئے غالب رکھتا ہے۔ اسی لئے جب بھی کوئی فتنہ دین کے خلاف کھڑا ہو جاتا ہے، اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کو اس فتنہ کی سرکوبی کے لئے توفیق عطا فرمادیتے ہیں۔ جب ہم تاریخ کے اوراق پلٹتے ہیں تو دین اسلام کے خلاف بڑی تعداد میں فتنے کھڑے نظر آتے ہیں۔ خوارج کا فتنہ، معتزلہ، شیعیت کا فتنہ اور یہ فتنے ختم نہیں ہونے پاتے بلکہ ان کی تعداد اور زیادہ ہوتی رہتی ہے جیسے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان سے ظاہر ہوتا ہے، آپ فرماتے ہیں "فانما من یبش منکم بعدی فیدری اختلافاً کثیراً" اور یہ انفرق واخلاف قیامت کی علامات میں سے ایک علامت ہے۔

موجودہ دور کا سب سے خطرناک فتنہ ہندوستان میں قادیانیت کا فتنہ ہے۔ جو کہ انگریز کی تائید سے غلام احمد قادیانی کے دعویٰ نبوت سے وجود میں آیا۔ قرآن کریم اور احادیث نبویہ سے ثابت ہے کہ نبوت کا دروازہ بند ہے لیکن غلام احمد نے کھولنے کی جرات کی۔ اللہ تعالیٰ نے اس فتنہ کی سرکوبی کے لئے جن علماء کرام و مشائخ عظام کو قبول فرمایا، ان میں علامہ کشمیری، سر فہرست ہیں۔ آپ نے اس فتنہ کو جڑ سے

۱۔ اقبال ارد کشمیر ۱۷۶، نشر دوم ۱۸۸، خطوط اقبال ۵۸، اقبال اور علماء پاکستان و ہندوستان ص ۱۵۸۔  
۲۔ ص ۷۵۔

اکھاڑ پھینکنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ رات دن ایک کر کے کام کیا۔ آپؐ خود فرماتے تھے ”جب سے ہندوستان میں یہ فتنہ پروان چڑھا، مجھ پر نیند حرام ہو گئی چونکہ لوگ دین اسلام کی حقانیت میں شک و شبہ کرنے لگے اور اسی حالت میں تھوڑا سا گزر گئے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں انشاء کیا کہ اس فتنہ کی شان و شوکت عنقریب ختم ہوگی اور اس کا دائرہ کار تنگ ہوگا۔ اس انشاء کے بنا پر مجھے اطمینان نصیب ہوا اور ان کے خلاف مہم کو تیز تر کر دیا۔“

آپؐ نے اس فتنہ کے خلاف کام کرنے کے لئے معاصرین علماء کو ذمہ عموماً سے جگایا اور اپنے شاگردوں کو اس کے خلاف صف آراء ہونے کا حکم دیا۔ اللہ تعالیٰ نے دوستوں اور شاگردوں کو کام کرنے کی توفیق نصیب فرمائی اور سب نے اپنی اپنی حیثیت کے مطابق کتابیں اور رسائل تالیف کیے۔ یہی وجہ تھی کہ عالم اسلام کے تمام علماء اس فتنہ کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے پر متفق ہوئے اور اس میں مجاہد ملت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی سربراہی میں جمیعت احرار کے مناعی جیلہ بھی قابل ذکر ہیں۔

یوں تو حضرت علامہ کشمیریؒ کی بے پناہ کوششوں پر دلالت کرنے والے واقعات کثرت سے ملتے ہیں لیکن سب سے اہم واقعہ فیصلہ مقدمہ بہاولپور ہے جو کہ ایک عورت نے اپنے قادیانی خاندان کے خلاف دائر کیا تھا۔ اس کی پیر دی آپؐ نے اپنے دوستوں اور شاگردوں کے ہمراہ کی، جن میں مفتی محمد شفیعؒ، سید مرتضیٰ احسنؒ، پروفیسر نجم الدینؒ، قابل ذکر ہیں۔

اس مقدمہ کے دوران آپؐ نے مسئلہ ختم نبوت پر شرعی دلائل دیتے ہوئے جب

متعدد و مجتہدین اسلام کے اقوال کی روشنی میں یہ ثابت کیا کہ تواتر کا منکر کافر ہے تو قادیانیوں کے وکیل جلال الدین شمس نے یہ اعتراض کیا کہ آپ تو تواتر کے منکر کو کافر کہتے ہیں جبکہ بحر العلوم نے اصول فقہ کی مستند کتاب ”مسلم الثبوت“ کی شرح ”فوائح الرحمت“ میں لکھا ہے کہ امام رازی تواتر معنوی کے منکر ہیں۔

اس پر شاہ صاحب نے برج سے مطالبہ کیا کہ اس سے مذکورہ کتاب اور حوالہ طلب کیجئے اور پھر چوش انداز میں کہنے لگے ”برج صاحب“ یہ ہیں دعو کہ دینا چاہتے ہیں۔ میں ایک طالب علم ہوں لیکن اس سے لاجواب نہیں ہوں گا اور فرمایا بتیش سال ہوتے ہیں، میں نے اس کتاب کا مطالعہ کیا تھا۔ بحر العلوم نے یہ کہیں نہیں لکھا کہ امام رازی تواتر معنوی کا انکار کرتے ہیں بلکہ انہوں نے یہ لکھا ہے کہ ”امام رازی رحمہ اللہ حدیث ”لا تجتمع ائمتی علی الضلالة“ کے متواتر معنوی ہونے کا انکار کرتے ہیں“۔

یہ کہتے ہوئے آپؑ نے ”فوائح الرحمت“ کی عبارت پڑھ کر سنائی۔ جلال الدین شمس اپنی صریح غلط بیانی پر شرمندہ ہو کر رہ گیا۔ آپؑ نے پانچ دن تک متواتر اپنا بیان جاری رکھا جو کہ بیان ازہر کے نام سے ستھ صفحہ پر مشتمل مطبوع ہے۔ اس میں قادیانی کو قرآن و حدیث کی روشنی میں کافر قرار دیا۔ آخر کار اللہ تعالیٰ نے علامہ کشمیریؒ اور ان کے شاگردوں، ساتھیوں کی مساعی جمیلہ قبول فرما کر عدالت شاہ صاحبؒ کی وفات کے بعد ۱۳۵۶ھ میں تیغ نکاح کا فیصلہ صادر فرمایا جو کہ وصیت کے مطابق آپؑ کی قبر پر پڑھنا یا گیا ہے۔



علامہ کشمیریؒ نے اس فتنہ کے خلاف کئی تصانیف تحریر کیں جن میں اہم کتابیں مندرجہ ذیل ہیں: (۱) اکفار الملحدین۔ (۲) التصریح بما تواتر فی نزول المسیح۔ (۳) عقیدۃ الاسلام فی حیاہ عیسیٰ علیہ السلام ابن مریمؑ۔ (۴) تحفۃ الاسلام فی حیاہ عیسیٰ علیہ السلام۔ یہ چاروں کتابیں عربی زبان میں ہیں اور ایک کتاب ”خاتم النبیین“ فارسی زبان میں ہے۔

آپؒ کے فرمان پر بعض تلامذہ اور دوستوں نے بھی اس کے خلاف کتابیں تصنیف کی ہیں، جن میں مفتی محمد شفیع صاحبؒ، مولانا بدر عالم صاحبؒ، مولانا محمد ادریس کاندھلوی صاحبؒ اور سید مرتضیٰ احسن صاحبؒ رحمہم اللہ جیسے علماء و شخصیات شامل ہیں۔



## علم تفسیر میں شاہ صاحب کا مرتبہ

حضرت شاہ صاحب کا علم کسی ایک فن تک محدود نہ تھا بلکہ تمام علوم متداولہ میں انہیں درجہ اجتہاد حاصل تھا۔ چنانچہ علم تفسیر میں بھی اللہ تعالیٰ نے آپ کو بے پایاں ملکہ عطا فرمایا تھا۔

علامہ سیوطیؒ کے قول کے مطابق تفسیر کا حق صرف اس شخص کو ہے جو پندرہ علوم (لغت، نحو، صرف، اشتقاق، معانی و بیان، بدیع، اصول دین، قرأت، اسباب نزول، قصص، ناسخ و منسوخ، احادیث فقہ، اصول فقہ، علم ینبیین) میں مہارت رکھتا ہو۔ سب سے زیادہ اہم شرط عربی زبان کا ذوق ہے۔

حضرت شاہ صاحبؒ کے تفسیری نمونے دیکھ کر یہی معلوم ہوتا ہے کہ آپ ان سب علوم کا مجموعہ تھے، تب ہی اللہ تعالیٰ نے اس نعمت لازوال سے آپ کو سرفراز فرمایا۔ دوسرے مفسرین کی طرح آپ نے اگرچہ کوئی تفسیر نہیں لکھی، مگر فیض الباری، مشکلات القرآن میں قرآنی مشکلات کے سلسلے میں جو اہم کارنامہ انجام دیا ہے وہ آپ ہی کا حصہ ہے، صرف ایک موضوع کے بارے میں شاہ صاحب کا نقطہ نظر ہمیشہ خدمت ہے۔

## ناسخ و منسوخ

یہ ایک طویل و دقیق بحث ہے پورے موضوع کا احاطہ کرنا میرے بس کی بات نہیں، اس لیے صرف شاہ صاحب کی تحقیق ظاہر کرنے کے لیے مختصر عرض ہے کہ ناسخ و منسوخ کی یہ اصطلاح وسیع معنوں میں مستعمل ہے۔ یہ بحث علوم اسلامی کی طرح دوسرا ادیان میں بھی پائی جاتی ہے لیکن ستم ظریفی یہ ہے کہ عیسائی مذہب میں ناسخ و منسوخ کا جو غلط مفہوم رائج ہے، اسی کو اسلام کے ناسخ و منسوخ کے مسئلہ پر بھی چسپاں کرنے کی مذموم کوشش کی گئی ہے۔

مثلاً سرسید لکھتے ہیں ”اگرچہ نسخ کا آسان عقیدہ قرآن میں تسلیم کیا گیا ہے مگر مسلمان اس اجتماع فہم کی تطبیق کی حتی الامکان کوشش کرتے ہیں، تاہم مجبوری ان کو منہ پر ہونا پڑا ہے کہ قرآن کی ۲۵۰ آیتیں منسوخ ہیں؟“  
شیخ ابن حزم نسخ کے قائل تھے علیہ

جلال الدین سیوطی نے صرف بیس آیتوں کو منسوخ مانا ہے۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے صرف پانچ آیتوں کو منسوخ کہا ہے۔

نواب صدیق حسن خان نے کسی آیت کو منسوخ تسلیم نہیں کیا ہے۔ اور تائید میں متعین کے اقوال نقل کئے ہیں۔

## شاہ صاحب کی رائے

ائمہ سلف کے درمیان اس میں اختلاف ہے کہ قرآن کریم کی کتنی آیتیں منسوخ ہیں۔ ہاں اتفاقاً درج ہے کہ ان کے نزدیک نسخ بہت کثرت سے واقع ہوا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ مطلق کو مقید کرنے اور عام کو خاص کرنے کا نام بھی نسخ رکھتے ہیں، اس صورت میں نسخ کی مقدار یقیناً زیادہ ہوگی۔ تاخرین نے مزید تحقیق کی تو نسخ کی مقدار بہت کم ہوگئی۔ شاہ ولی اللہ نے تو پانچ آیتوں کو منسوخ لکھا ہے۔

لیکن حقیقت میں قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں کیونکہ نسخ سے میرا مراد یہ ہے کہ وہ تمام امور جن پر آیت مشتمل ہے اس طرح سے ختم ہو جائیں کہ کسی لفظ اندکی جز پر بھی عمل باقی نہ رہے۔ اس طرح کی کوئی آیت قرآن میں نہیں ہے جو لوگ نسخ کے قائل ہوتے ہیں وہ محض اس وجہ سے کہ وہ آیت کی غایت و انتہا سمجھنے سے قاصر رہے اگر ذرا تدبر اور غور و فکر سے کام لیتے تو یقیناً نسخ کا انکار کر دیتے یہ مولانا حسین علی رحمہ اللہ اس مسئلہ میں حضرت شاہ صاحب کے ساتھ متفق ہیں۔



## علم حدیث میں شاہ صاحب کا مرتبہ

حضرت شاہ صاحبؒ کا سلسلہ حدیث مولانا محمد قاسم نانوتویؒ اور مولانا محمود الحسنؒ کے واسطے سے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ تک پہنچتا ہے۔ اسی سلسلہ میں حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں ”ہم ولی اللہ ہیں۔ ہمارے دینی اسناد حضرت شاہ ولی اللہؒ سے متصل ہیں۔ اسی اعتبار سے ہم شاہ صاحبؒ کی اولاد اور وہ ہمارے مورث اعلیٰ ہیں“ یہ خاندان ایک ایسی سعادت کا مالک ہے جس کے اسلامی علوم کے چشتے نہ صرف ہندوستان بلکہ عالم اسلامی میں پھوٹ کر دارالعلوم دیوبند کی صورت میں نمودار ہوئے۔

جب فقہ الحدیث پر کلام فرماتے تو نہایت مدلل انداز میں مذاہب اربعہ ذکر کر کے راجح مذہب کی وجہ ترجیح بیان فرماتے اور اس میں محدثین کے اقوال ترتیب کے ساتھ ذکر فرمایا کرتے۔ سب سے پہلے ائمہ مجتہدین پھر مشائخ عظام کے اقوال نقل کر کے اختلاف کے اسباب بھی بیان فرماتے۔ کبھی کبھی متقدمین کے اقوال پر ان کی علمی شان کو ملحوظ رکھتے ہوتے تنقید کرتے لیکن طلبہ کو ان کی شان میں بے ادبی کرنے پر تنبیہ فرماتے۔ آپ نحوی مباحث و بلاغی مسائل میں اکابر کے اقوال نقل فرماتے مثلاً نحویں سیبویہ کے اور بلاغت میں شیخ عبدالقادر جرجانی اور علامہ زمخشری کے اور لغت میں امام جوہری و زمخشری کے اقوال نقل فرماتے تھے بلکہ

آپؐ کا کلام نہایت مختصر ہوتا تھا، اسی وجہ سے مولانا اشرف علی تھانویؒ فرماتے ہیں ”علامہ کشمیریؒ کے ایک ایک جملہ کی تشریح کے لئے بسا اوقات ایک مستقل کتاب لکھی جاسکتی تھی“ بلکہ چونکہ علامہ صاحب کلام ہر باب کی جامع تشریح پر مشتمل ہوتا تھا۔

گویا آپؐ کے حلقہ درس میں بیٹھ کر محدثین سلف کی یاد تازہ ہوتی تھی جب متون حدیث پر کلام فرماتے تو یہ معلوم ہوتا کہ امام لحاویؒ یا امام بخاریؒ و مسلمؒ بول رہے ہیں۔ فقہ الحدیث پر بولتے تو امام محمدؒ معلوم ہوتے۔ حدیث کی بلاغت پر گویا ہوتے تو فقہاء اہل اور جہانی کا خیال گزرتا، اسرار شریعت بیان کرتے تو ابن عربیؒ و شعرانیؒ کا گمان ہوتا تھا۔

## درس صحیح بخاری کی چند امتیازی خصوصیات

آپؐ کی عام عادت مبارکہ یہ تھی کہ تدریس شروع کرنے سے پہلے وضو فرماتے پھر درس حدیث کے لئے پُر وقتا رانداز میں تشریف رکھتے۔ آپؐ چٹائی پر بیٹھ کر تعلیم پسند فرماتے۔ دوسری جامععات اور مدارس کی طرح کرسیوں پر تعلیم کو قطعاً ناپسند فرماتے۔ آپؐ طلبہ میں بہترین قوتِ علمیہ راسخ کرنے کی انتہائی کوشش فرماتے تاکہ وہ اس کے ذریعہ تمام مسائل و مشکلات صحیح طریقہ سے حل کر سکیں۔ جب آپؐ درس دینے کے لئے تشریف رکھتے تو اکثر شروع حدیث اپنے پاس رکھتے تاکہ مسائل کے حل میں آسانی ہو، ان میں سے جس شرح کی ضرورت ہوتی



ایسی سرعت سے منتخب فرمائیے گویا وہ تمام تشریح آپ کی نظروں میں ایک ہی درجہ ہے۔ سب سے پہلے حدیث کی لغوی تشریح اور نحوی اور بلاغی تحقیق کر کے موضوع حدیث کی تشریح فرماتے اور شارحین کے کلام کا خلاصہ بیان کر کے ایسی جامع تشریح کرتے کہ طالب علم مطمئن ہو جاتے اور ہر ایک فن میں ایسا مدلل بیان فرماتے گویا آپ اس فن کے بانی ہیں۔

آپ کے درس حدیث میں رنگِ تحدیث غالب تھا۔ فقہ حنفی کی خدمت بصورتِ ہایت و تزجیع بلاشبہ آپ کی زندگی تھی لیکن رنگِ محدثانہ تھا۔ فقہی مسائل میں کافی سیر حاصل بحث فرماتے لیکن اندازِ بیاں سے یہ کبھی مفہوم نہیں ہوتا تھا کہ آپ حدیث کو فقہی مسائل کے تابع کر رہے ہیں بلکہ یہ واضح ہوتا تھا کہ آپ فقہ کو بحکم حدیث قبول کر رہے ہیں۔ گویا حدیث کا سارا ذخیرہ فقہ حنفی کو اپنے اندر سے نکال نکال کر پیش کر رہے ہیں۔

علامہ سید رشید رضا جب دارالعلوم دیوبند تشریف لائے تھے۔ اس وقت حضرت شاہ صاحبؒ نے اپنے خطاب میں دارالعلوم کے علمی مسلک پر بھی روشنی ڈالی تھی جس کا اہم جزو یہ تھا کہ ہم تمام مختلف فیہ مسائل میں فقہ حنفی کو ترجیح دیتے ہیں۔ علامہ رشید رضا نے تقریر کے دوران تعجب آمیز لہجہ میں کہا کہ ”کیا سارا ذخیرہ حدیث صرف فقہ حنفی ہی کی حمایت کے لئے ہے؟“ شاہ صاحبؒ نے خطاب کا رخ تبدیل کرتے ہوئے فرمایا کہ ہمیں تو ہر حدیث میں وہی نظر آتا ہے جو امام ابو حنیفہؒ نے سمجھا اور کہا ہے۔ اس پر شاہ صاحبؒ نے مختلف فیہ مسائل کی مختلف مثالیں بھی دیں۔

خاص خاص مواضع میں حدیث نبویؐ کا مآخذ قرآن کریم سے بیان فرماتے۔ اسی مناسبت سے بہت سی مشکلات قرآنیہ کو حل فرمادیتے تھے۔

مسائل خلافیہ میں تفصیل کے بعد یہ بھی بتلا دیتے کہ اس مسئلہ میں میری رائے یہ ہے گویا یہ ایک قسم کا فیصلہ ہوتا جو طلبہ کے لئے موجب طمانیت ہوتا۔

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ امام شافعیؒ کی تائید میں جا بجا امام طحاویؒ کے اقوال اسللال نقل کر کے اس امر کی پوری کوشش کرتے کہ امام طحاویؒ کا جواب ضرور ہو جائے گا بغیر جواب دیتے گزرنے کو حافظ عسقلانیؒ یہ سمجھتے کہ میں نے حق شافعییت ادا نہیں کیا۔ دوس میں حضرت شاہ صاحبؒ کی یہ کوشش رہتی تھی کہ مسائل فقہیہ میں بغیر حافظ ابن حجرؒ کا جواب دیتے نہ گزریں۔

حضرت شاہ صاحبؒ کے علمی بحری وجہ سے درس حدیث صرف علوم حدیث تک محدود نہ رہتا تھا بلکہ لطیف پیرایہ میں ہر علم و فن کی بحث آجاتی تھی۔ یعنی آپ کا درس حدیث، فقہ، تاریخ و ادب، کلام، فلسفہ، منطق، ریاضی، سائنس وغیرہ تمام علوم جدیدہ و قدیمہ پر مشتمل ہوتا تھا۔

### تفردات کشمیریؒ

علامہ کشمیریؒ نے تواثر کی ایک تقسیم بیان فرمائی ہے جو کہ آپؒ سے پہلے کسی نے بھی اس ترتیب سے بیان نہیں فرمائی۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ فرماتے ہیں کہ یہ تقسیم آپؒ سے پہلے اس ترتیب کے ساتھ کسی نے بیان نہیں کی۔ لہذا یہ علامہ کشمیریؒ ہی کے تفردات میں سے ہے۔ وہ یہ کہ تواثر کی چار قسمیں ہیں:

۱۔ تواتر الاسناد : حدیث کو شروع سے آخر تک ایسی جماعت روایت کرے جس کا جھوٹ پر جمع ہونا محال ہو اسی کو تواتر محدثین بھی کہتے ہیں جیسے حدیث شریف : ”من کذب علی متعمداً فلیتبو أمقعدة من النار“ متواتر الاسناد ہے۔

۲۔ تواتر الطبقة : وہ کلام جو ہم تک جماعت کی صورت میں پہنچا ہو جیسے تواتر قرآن کریم، کہ اس کو مشرق و مغرب میں ہر مسلمان پڑھتا ہے، حفظ کرتا ہے اور اس طرح دوسروں کو منتقل ہوتا رہتا ہے اور اس میں سند کی کوئی ضرورت پیش نہیں آتی۔

۳۔ تواتر العمل والتوارث : ایک ایسا عمل جس پر حضور نبی کریم کے زمانے سے آج تک ایک بڑی جماعت عمل کرنے والی ایسی ہو جس کا جھوٹ پر متفق ہونا محال ہو جیسے مسواک کرنا، پانچ وقت نماز ادا کرنا وغیرہ۔

۴۔ تواتر القدر المشترك : جو لفظ کے لحاظ سے مختلف ہو اور معنی کے لحاظ سے ایک ہو، جیسے ایک روایت میں ہے کہ حاتم نے شواہد دینار کسی کو ہبہ کئے ہیں۔ دوسری روایت میں ہے کہ اس نے شواہد نٹ صدقہ کئے ہیں۔ تیسری روایت میں ہے کہ اس نے ایک ہزار درہم صدقہ کئے ہیں۔ خاتم کی سخاوت کے بارے میں یہ روایتیں تواتر کی حد تک پہنچ چکی ہیں۔ یہی تواتر قدر مشترک ہے۔ اور اس میں قدر مشترک حاتم کی سخاوت ہے۔

بندہ کی ناقص رائے میں بھی یہ تقسیم علامہ کشمیریؒ کی تفردات میں سے ہے چونکہ بندہ نے حافظ الخطیب البغدادیؒ، حافظ ابن الصلاح، جلال الدین سیوطیؒ

حافظ ابن حجرؒ، ڈاکٹر صبحی صالحؒ، ڈاکٹر جمال الدین قاسمیؒ کی کتابوں کا مطالعہ کیا، لیکن اس ترتیب سے یہ تقسیم نہ مل سکی، واللہ اعلم بالصواب۔

تخریج احادیث اور علم رجال :

علامہ کشمیریؒ درس حدیث کے دوران پورے اہتمام سے سند کی تحقیق کر کے تخریج فرماتے۔ خصوصی طور پر حنفیہ مذہب کے دلائل میں تحقیق و تدقیق سے کام لیا کرتے تھے۔ آپ حنفی مقلد ہونے کے ساتھ ساتھ تحقیق مسائل کے دوران تعصب سے کام نہ لیتے بلکہ مجتہدانہ تحقیق کر کے مذہب راجح کی وجوہ ترجیح بیان کرتے۔ یہی وجہ ہے کہ بعض اوقات حافظ ابن حجرؒ پر علمی تنقید کر کے فرماتے کہ جب حافظ ابن حجرؒ حنفی مستدلات کے رواد کو مجروح کرنے کے لئے کوئی عریب نہ پاتے تو کہہ دیتے کہ یہ راوی تارک الحدیث تھا۔ شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ امام مالکؒ نے حرم نبوی کے قریب کئی سال گزارے لیکن نماز باجماعت نہ پڑھ سکے۔ جب وطن واپس ہوئے تو کسی نے جماعت میں عدم شمولیت کی وجہ دریافت کی۔ امام مالکؒ نے جواب میں فرمایا کہ بعض اعذار ناقابل بیان ہوتے ہیں۔ اس کے باوجود امام مالکؒ کی ثقاہت و عدالت میں کچھ کمی نہیں آئی بلکہ

آپؒ نے اپنی تحقیق کے دوران حدیث صحیح کو چار قسموں کی طرف تقسیم کیا ہے۔

(۱) وہ حدیث جس کے راوی عدالت و ائقان و غبط میں مثالی حیثیت رکھتے ہوں اور شذوذ و غلطی سے پاک ہونے کے ساتھ سلف صالحین کا عمل اس کے موافق ہو۔

۲۔ وہ حدیث جس کے رداۃ کو آئمہ حدیث میں سے کسی امام نے عادل ثقف متفق قرار دیا ہو۔

۳۔ جو حدیث ان کتابوں میں پائی جائے جن میں صحت حدیث کا التزام کیا گیا ہو جیسے صحیح ابن السکن، صحیح ابن حزمیہ، صحیح ابن ابی عوانہ۔

۴۔ وہ حدیث جو ان کتابوں میں موجود ہو جس کے راوی ثقف ہوں اور مجروح نہ ہوں۔

آپ کی تحقیق و تخریج کی چند مثالیں :

۱۔ چند احادیث کے سندوں میں ابن طلحہ اور ابن ابی طلحہ کا ذکر آتا ہے مام محدثین انہیں دو راوی تصور کرتے ہیں۔ علامہ کشمیریؒ کی تحقیق کے مطابق یہ ایک ہی راوی کے دو نام ہیں۔ وہ معاذ بن ابن طلحہ ہیں۔ اسی طرح دوسری حدیثوں کے بعض سندوں میں عبداللہ بن بکر اور عبداللہ بن ابی بکر کا نام آتا ہے۔ بعض محدثین کی تحقیق کے مطابق یہ ایک ہی راوی کے دو نام ہیں، لیکن شاہ صاحب کی تحقیق کے مطابق یہ دو راویوں کے علیحدہ علیحدہ نام ہیں۔

۲۔ سیرت کی کتابوں میں ایک راوی ”ذوالخویصر“ سے دو مختلف حدیثیں مروی ہیں۔ ایک حدیث سے ذوالخویصر بدست معلوم ہوتا ہے اور دوسری سے نیک بدست۔ علامہ کشمیریؒ کی تحقیق کے مطابق یہ دونوں حدیثیں ایک راوی سے مروی نہیں بلکہ دونوں حدیثیں دو مختلف راویوں سے مروی ہیں۔ ایک تہمی سے جو کہ بدست ہے جبکہ دوسرا ایمانی جو کہ نیک بدست ہے۔

۳۔ آپؐ نے فرمایا کہ علماء رجال نے مطلقاً عبدالرحمان بن اسحاق کو مجروح قرار دیا ہے حالانکہ عبدالرحمان بن اسحاق ایک نہیں دو ہیں۔ ایک عبدالرحمان ابن اسحاق واسطی جو حقیقت میں مجروح ہے، جبکہ دوسرا مدنی ہے جو کہ ثقہ و عادل ہیں۔ تعلیقات بخاری میں ان سے دو حدیثیں مروی ہیں اور امام مسلم نے بھی ان سے روایت کی ہے ۱۰

## فقہی احادیث میں تحقیق

علامہ کشمیریؒ کو فقہی احادیث کے سمجھنے میں نہایت بلند مقام حاصل تھا۔ چند احادیث کا مفہوم اور تطبیق بطور نمونہ مختصراً تحریر ہے:

① حدیث شریف میں ہے ”المستحاضة تتوضأ بكل صلاة“ اس حدیث کے مفہوم میں ائمہ کا اختلاف ہے۔ شافعیہ کا قول ہے کہ مستحاضہ عورت پر ہر نماز کے لئے وضو کرنا واجب ہے۔ دلیل یہی حدیث ہے۔ حنفیہ فرماتے ہیں کہ اس پر ہر وقت نماز کے لئے وضو واجب ہے۔ مذکورہ حدیث کے جواب میں علامہ کشمیریؒ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد ہر وقت نماز ہے اور حضور نبیؐ نے وقت کو نماز سے اس لئے تفسیر فرمایا کہ اہل عرف نے اوقات کو نمازوں کا نام دے رکھا تھا، اس توجیہ کے ساتھ یہ حدیث حنفیہ کی موافق ہو گئی ہے

لے نقیصہ دوام ص ۳۹۴ -

لے فیض الباری ج ۱، ص ۱۲۲، ۲۲۲، نغمۃ العبر ص ۵۲، معارف السنن محمد یوسف بنوری ج ۱ ص ۲۵۵

② جب کسی حدیث کا مقصد متعین ہو اور امام ابو حنیفہ سے اس کے موافق روایت نہ ہو، اور صاحبین یا ان میں سے کسی ایک سے اس کے موافق روایت موجود ہو تو علامہ کشمیری صاحبین کی روایت کو ترجیح دیتے ہوئے اسے حنفیہ کا مذہب مختار گردانتے ہیں، جیسے مسئلہ خمس، اس میں شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مطلقاً شراب حرام قرار دے رہے ہیں، چاہے شراب انگور کا ہو یا کسی اور چیز کا، تھوڑا ہو یا زیادہ۔ نشہ آور ہو یا نہ ہو۔ یہی جہود فقہاء اور امام ابو یوسف کا مذہب ہے۔ حضرت شاہ نے اسی کو ترجیح دیتے ہوئے اسے حنفیہ کا مذہب مختار تسلیم کیا ہے۔

③ علامہ کشمیری بغض فقہاء احناف کی طرح اپنے مسلک پر قائم رہنے کے لئے تہر وقت تخصیص نص کی کوشش نہ فرماتے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: **فَلَا يَفِرُوا مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ بَعْدَ عَامِهِمْ هَذَا** الاية مط  
 ائمہ کرام کا اس آیت کے مفہوم میں اختلاف ہے، شافعیہ فرماتے ہیں کہ کافر کے لئے مسجد حرام کے علاوہ دوسری مساجد میں داخل ہونا جائز ہے، مالکیہ مطلقاً منع فرماتے ہیں، حنفیہ مطلقاً جائز قرار دیتے ہیں اور مذکورہ آیت کی تاویل یہ کرتے ہیں کہ اس سے مراد کافروں کو آئندہ سال سے حج و عمرہ کے لئے منع کرنا ہے۔ شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ امام محمدؒ نے اپنی کتاب "السیار الکبیر" میں لکھا ہے کہ "تمام مساجد میں کافروں کا دخول منع ہے" اس طرح آپؒ نے حنفیہ کا مختار قول چھوڑ کر امام محمدؒ کا قول راجح قرار دے کر آیت کی تخصیص نہ فرمائی اس لئے کہ یہ توجیہ قرآن کریم

کے موافق ہے گو مسلک شافعیہ مالکیہ کے بھی قریب ہے۔

(۴) صحیح البخاری کے باب بدء الوحی میں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قال النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم انما الاعمال بالنیات وانما لیک امری ما نوی فمن کانت ہجرتہ الی اللہ ورسولہ فہجرتہ الی اللہ ورسولہ ومن کانت ہجرتہ الی دنیا ینصیبہا او امرأۃ ینکحہا فہجرتہ الی ما ہاجر الیہ علیہ

اس حدیث کے مفہوم میں فقہاء کا اختلاف ہے، شافعیہ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد ہر کار خیر میں نیت کا وجود ہے۔ حنفیہ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد اچھی اور بُری نیت کا فرق واضح کرنا ہے۔ علامہ کشمیری حنفیہ کے قول کو ترجیح دے کر فرماتے ہیں کہ اس سے مراد فاسد اور صحیح نیت کی تفصیل کرنا ہے، اس لئے کہ حضور کریم کا فرمان ہے ”ومن کانت ہجرتہ الی اللہ ورسولہ فہجرتہ الی اللہ ورسولہ“ یعنی اعمال خیر کے قبولیت کی دار و مدار نیت پر ہے۔ اگر نیک اعمال سے مراد خالص اللہ تعالیٰ کی رضا ہو تو مقبول ہیں اور اگر دیا کاری کی نیت ہو تو مردود ہیں علیہ

(۵) جب ایک حدیث کئی طرق سے روایت ہوتی تو علامہ کشمیری اس حدیث کے تمام الفاظ مختلفہ کو یکجا جمع کرتے، اگر ان کے درمیان تطبیق ممکن ہوتی تو تطبیق فرماتے ورنہ جس مذہب کے دلائل رائج ہوتے اسے ترجیح دے دیتے۔

۱۔ فقہ الغبر ص ۶۳۔ ۲۔ صحیح مسلم ۱/۱۵، ص ۲۲۱۔

۳۔ فیض الباری ۲/۲۳، فقہ الغبر ص ۲۸-۲۹، معارف السنن محمد یوسف بنوری ج ۲ ص ۱۴۶-۱۴۷۔



مثلاً ایک حدیث کے مفہوم میں ائمہ اربعہ کا اختلاف ہے کہ یہ حدیث معذور کے  
باب میں ہے یا مسبوق وہ حدیث یہ ہے :

”قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من ادرك رکعة من  
الصبح قبل ان تطلع الشمس فقد ادرك الصبح“

ائمہ ثلاثہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث معذور کے ساتھ خاص ہے حنفیہ کے اقوال مختلف ہیں۔  
(۱) اس سے معذور مراد ہے۔ (۲) مسبوق مراد ہے۔

علامہ کشمیریؒ نے حنفیہ کے دوسرے قول کو ترجیح دی ہے کہ اس سے مراد مسبوق  
ہے، اس لئے کہ حدیث میں کوئی ایسا قرینہ نہیں جو آئمہ ثلاثہ کی دلیل بن سکے۔  
آپؐ نے اس کے لئے کئی احادیث سے استدلال کیا ہے جن میں سے چند  
احادیث یہ ہیں۔ صحیح مسلم میں ایک روایت ان لفظوں میں ہے ”من ادرك  
الم رکعة فقد ادرك الصلوة“ اور دوسری روایت کے الفاظ یہ ہیں :  
”من ادرك رکعة من الصلوة مع الامام فقد ادرك الصلوة“  
امام ابو داؤد نے اپنی سنن میں باب یدرک الامام ساجداً کیف  
یصنع کے ذیل میں یہ حدیث نقل کی ہے : ”من ادرك الركعة فقد ادرك  
الصلوة“

امام نسائی نے اپنی سنن میں ”باب من ادرك رکعة من الصلوة  
کے تحت سالم سے یہ حدیث نقل کی ہے ”من ادرك رکعة من الصلوة فی

صحیح مسلم ج ۱، ص ۲۲۱۔ لم فیض الباری ج ۲، ص ۱۳، فتح العزیز ج ۲۸، ص ۶۱، معارف السنن بحوالہ یوسف بنوی  
ج ۲، ص ۱۶۶، ۱۶۷۔ صحیح مسلم ج ۱، ص ۱۲۶۔ سنن ابی داؤد ج ۱، ص ۱۲۶

## الصلوات الخمس فقد ادرکہا؟

بندہ کی ناقص رائے میں اس حدیث سے مراد حنفیہ کا پہلا قول یعنی معذور ہے، جیسے ائمہ ثلاثہ کا قول ہے۔ ان حضرات صلی اللہ علیہ وسلم کا قول قبل ان تطلع الشمس اس مفہوم پر دلالت کرتا ہے اس لئے کہ صبح کی نماز عام طور پر طلوع شمس سے اتنی دیر پہلے ہوتی ہے جس میں آدمی دوبارہ اپنی نماز پوری کر سکتا ہے۔ طلوع شمس سے تقریباً دیر پہلے جاگنے والے کے لئے مسئلہ یہ ہے کہ وہ وضو کر فوری نماز پڑھے۔ اگر ایک رکعت طلوع شمس سے پہلے پڑھ لی تو نماز ادا سمجھی جائے گی ورنہ قضا، لیکن اس کی نماز طلوع شمس سے فاسد نہیں ہوگی، چونکہ وہ معذور ہے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ استدلال میں جتنی احادیث پیش کی گئی ہیں۔ ان میں سے صحیح مسلم کی دوسری روایت کے علاوہ تمام روایات مسبوک کے معنی پر صراحت دلالت نہیں کرتیں چونکہ وہ عام ہیں، لہذا ائمہ ثلاثہ کے قول کے مطابق حدیث کی صحیح مراد معذور ہے۔

(۶) جب کسی مسئلہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مختلف روایات ہوں اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے بھی مختلف اقوال نقل ہوں تو حضرت کشمیری امام صاحب کے ہر قول کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر حدیث پر محمول فرمالتے جو اس کے موافق ہوتا اور فرماتے کہ جس قول پر بھی عمل کر لیں وہ صحیح ہے، لیکن اگر حدیث ایک ہو اور امام صاحب کے اقوال زیادہ ہوں تو علامہ صاحب ان اقوال میں سے

وہ قول بلاترہ دو قبول کر لیتے جو حدیث صریح کے موافق ہو، خواہ وہ حنفی مذہب کے خلاف ہو۔

(۴) جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کئی احادیث مروی ہوں اور کوئی حدیث آپ کے حقیقی فیصلہ پر دلالت نہ کرتی ہو تو حضرت کشمیریؒ اس حدیث کو ترجیح دیتے جو علمائے احناف کے نزدیک ترجیح ہو جیسے آذان میں ترجیع اور آمین کے سرفی اور جہری کہنے کے متعلق احادیث مروی ہیں۔ جن میں دونوں کی گنجائش ہے۔ علامہ صاحب ان میں حنفی مسلک کو ترجیح دیتے ہیں۔

(۵) اکثر حنفی علماء و فقہاء مطالعہ کے دوران صرف شروح احناف پر اکتفا کرتے ہیں، ایسے علماء بہت کم ہیں جو دوسرے فقہ کی کتب شروع کا مطالعہ بھی ساتھ ساتھ کرتے ہوں۔ حضرت کشمیریؒ کی عادت یہ تھی کہ تمام فقہوں کی شروح کا مطالعہ فرماتے اور جب کبھی کوئی قوی دلیل نظر آجاتی اسے ترجیح دے دیتے۔

مثال کے طور پر آپ نے دوسرے مذاہب کی کتب کا مطالعہ کرتے ہوئے ایک حدیث کا مفہوم متعین کرنے میں امام مالکؒ و شافعی رحمہ اللہ کے اقوال کو ترجیح دی اور حنفیہ کا قول مرجوح قرار دیا وہ حدیث یہ ہے: قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا یجمع بین متفرق ولا یفرق بین مجتمع مخافة الصدقة! امام ابو حنیفہؒ نے اس حدیث سے خلطۃ الشیوع یعنی ملکیت میں اشتراک مراد لیا ہے۔ اور امام مالکؒ و شافعی رحمہ اللہ نے اس سے خلطۃ الجوار یعنی چراگاہ، دودھ دوہنے کی جگہ، پانی اور چرواہے میں اشتراک مراد لیا ہے

علامہ کشمیریؒ نے حدیث "وَالْخَلِيطَانِ مَا اجْتَمَعَ عَلَى الْحَوْضِ وَالرَّاعِي وَالْعَمَلُ يَجْعَلُ سَهْلًا" سے استدلال کرتے ہوئے خلطہ الجوار کو تریح دی ہے۔

⑨ حافظ ابن حجرؒ سے فخری سننوں کے بارے میں حدیث کی مراد سمجھنے میں سکھ رہا ہے۔ حالانکہ فخری سننوں کے بارے میں ترمذی ص ۵۲ پر یہ حدیث ہے "مَنْ لَمْ يَصِلْ رُكْعَتِي الْفَجْرِ فَلْيَصِلْهُمَا بَعْدَ مَا تَطْلُعُ الشَّمْسُ" یہ حدیث سند احمد و دارقطنی میں پانچ طریقوں سے ثابت ہے، اس کے علاوہ تین سنن بیہقی، ڈوریمح ابن حبان، دو مستدرک حاکم اور ایک ایک طبقات ذہبی نسائی کی سنن کبریٰ اور طحاوی میں ہیں ان سب کا مدار حدیث قتادہ ہے۔"

ان کے علاوہ بہت سی مثالیں ہیں، یہاں صرف انہی پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

۱۔ التعلیق المغنی علی سنن الدارقطنی، محمد شمس الحق العظیم آبادی ج ۲ ص ۱۰۴۔

۲۔ فیض الباری ج ۳ ص ۱۸-۲۸۔ نفع العنبر ص ۶۰، معارف السنن ج ۵ ص ۱۸۸-۱۹۲۔

## علم فقہ میں حضرت شاہ صاحب کا مرتبہ

حدیث "من یرد اللہ بما خیرایفقہہا فی الدین" کے مطابق اللہ تعالیٰ نے علامہ کشمیری کو تفقہ فی الدین کی بیش بہا دولت سے نوازا تھا۔ اس میں جو قوت و فراست آپ کو عطا کی گئی تھی وہ آپ ہی کا حقہ تھی۔ اس کے باوجود ایک مرتبہ آپ نے فقہ کے بارے میں فرمایا "میرے نزدیک فقہ سے مشکل ترین فن کوئی نہیں۔ جملہ فنون میں میری ایک راتے اور تجربہ ہے کہ جس کی وجہ سے میں فیصلہ کرتا ہوں اور ائمہ فن کے اقوال میں سے جس کے قول کو چاہتا ہوں انتخاب کرتا ہوں۔ میں اپنی طرف سے ان کے راویوں پر تفریع کرتا ہوں اور کسی کی تقلید کا محتاج نہیں ہوں لیکن فقہ میں مقلد محض ہوں۔ امام صاحب کی روایت کے سوا کوئی راتے نہیں رکھتا۔ اسی وجہ سے فتویٰ دینے میں مجھے بڑی دشواری پیش آتی ہے کیونکہ لوگوں کے سامنے ایک قول کے سوا کچھ نہیں ہوتا اور میرے پیش نظر امام یا شارح کے متعدد قول ہوتے ہیں پھر کبھی تصحیح میں بھی اختلاف ہوتا ہے اور میں اصحاب ترجیح میں سے نہیں ہوں۔ میں ایسے وقت میں مذاہب ائمہ اور آثار سلف اور سنت سے قریب تر جو قول ہوتا ہے اس پر فتویٰ دیتا ہوں۔"

حضرت شاہ صاحب اور ایک عالم اہل حدیث کے درمیان ایک بار مناظرہ ہوا۔ اہل حدیث عالم نے پوچھا، کیا آپ امام ابو حنیفہؒ کے مقلد ہیں، فرمایا، نہیں،

میں خود مجتہد ہوں اور اپنی تحقیق پر عمل کرتا ہوں۔ اس نے کہا کہ آپ تو ہر مسئلہ میں فقہ حنفی کی ہی تائید کر رہے ہیں، پھر مجتہد کیسے؟ فرمایا یہ حُسن اتفاق ہے کہ میرا ہر اجتہاد مکمل طور پر امام ابو حنیفہؒ کے اجتہاد کے مطابق پڑتا ہے۔

مقصود یہ ہے کہ مسائل فقہیہ میں حضرت شاہ صاحبؒ مقلد ضرور ہیں مگر محقق فی التقليد ہیں اور تمام مسائل اجتہادیہ میں جہاں تقلید کرتے ہیں وہاں مسائل کی تمام قرآنی اور حدیثی بنیادوں کی تحقیق بھی ذہن میں رکھتے ہیں۔ تمام اکابر دیوبند امام ابو حنیفہؒ کے مقلد تھے لیکن محقق بھی تھے کسی مسئلہ کو بغیر تحقیق کے قبول نہ کرتے تھے۔ ایک امریکی مصنف اپنی معروف کتاب ”MODEREN INDIA“ میں زیر عنوان ”دیوبندیوں کا اسلام“ لکھتے ہیں ”حیرت ناک بات یہ ہے کہ یہ لوگ (اہل دیوبند) اپنے آپ کو مقلد کہتے ہیں مگر ساتھ ہی ہر مسئلہ کو پورے محققانہ انداز سے بیان کرتے ہیں اور مسائل کا تجزیہ کرتے ہوئے ایسی تفتیح و تحقیق کرتے ہیں کہ وہ اس دعویٰ تقلید کے ساتھ ساتھ بے ساختہ مجتہد بھی نظر آنے لگتے ہیں“

فقہ حنفی کا یہ مسئلہ مشہور ہے کہ اگر دنیا کے کسی گوشے میں پابند دیکھا جائے تو دوسرے تمام مقامات پر اس کا اعتبار کیا جائے گا۔ مثلاً مغرب والوں نے رمضان کا چاند ایک دن دیکھا تو اگر شرعاً قابل اعتبار ذریعہ اس کی اطلاع مشرق والوں کو ہو گئی تو ان کو بھی اسی حساب سے روزہ رکھنا ہو گا۔ چونکہ حنفیہ کے ہاں اختلاف مطالعے کا اعتبار نہیں اور شافعیہ کے ہاں اعتبار ہے۔ حنفیہ کے ہاں عموماً اسی پر فتویٰ دیا جاتا ہے۔

حضرت شاہ صاحبؒ کی تحقیق اس میں یہ ہے کہ عام مفسدین سے اس کی تعبیر میں لغزش ہوئی ہے اور اصل مسئلہ حنفیہ کا یہ ہے کہ ایک ملک میں اختلاف مطالع کا اعتبار نہیں۔ فرماتے تھے کہ مشرق و مغرب کے درمیان اختلاف مطالع کا اعتبار نہ کرنا بدیہی طور پر غلط ہے۔

## فروعی مسائل کے بارے میں علامہ کشمیری کا طرز فکر

حضرت کی ساری زندگی علم کی خدمت اور دین کی اشاعت میں گزری مگر پھر بھی یہ افسوس کرتے کہ ساری عمر ضائع ہو گئی۔

مفتی محمد شفیعؒ لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت شاہ صاحبؒ نہایت غمگین بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے پوچھا، حضرت کیسا مزاج ہے، فرمایا، مزاج کیا پوچھتے ہو، عمر ضائع کر دی۔ میں نے پوچھا، وہ کیسے، فرمایا، اللہ تعالیٰ امام شافعیؒ کو رسوا کرے گا نہ ابوحنیفہؒ کو نہ مالکؒ کو نہ احمد بن حنبلؒ کو، جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کے علم کا انعام دیا ہے، جن کے ساتھ مخلوق کے بہت بڑے حصے کو لگا دیا ہے جنہوں نے لایہدایت ہر طرف پھیلادیا ہے۔ جن کی زندگیاں سنت کا نور پھیلانے میں گزریں۔ اللہ تعالیٰ ان میں سے کسی کو رسوا نہیں کرے گا کہ وہاں میدان محشر میں کھڑا کر کے یہ معلوم کرے کہ ابوحنیفہؒ نے سچ کہا تھا یا امام شافعیؒ نے غلط کہا یا اس کے برعکس یہ نہیں ہو گا۔ تو جس چیز کو نہ دنیا میں نکھرنا ہے، نہ بد مذخ میں اور نہ محشر میں۔ اس کے پیچھے

پڑ کر ہم نے اپنی عمر ضائع کر دی اور اسلام کی صحیح دعوت کو عام کرنے کا جو ہمیں حکم دیا گیا تھا اور وہ منکرات جن کو مٹانے کی کوشش ہم پر فرض کی گئی تھی آج یہ دعوت تو ہمیں دی جا رہی ہے۔ یہ ضروریات دین جو لوگوں کی نگاہوں سے اوجھل ہو رہے ہیں اور اپنے اغیاران کے چہرے مسخ کر رہے ہیں۔ منکرات پھیل رہے ہیں، گمراہی آرہی ہے، الحاد آرہا ہے لیکن ہم فردعی بحثوں میں لگے ہوئے ہیں۔ حضرت شاہ صاحب نے فرمایا ”یوں ٹیگن بیٹھا ہوں اور محسوس کر رہا ہوں کہ عمر ضائع کر دی“

## فقہی مسائل میں تحقیق

آپ نہایت تدبیر و احتیاط سے ہر مذہب کے دلائل کی رعایت رکھتے ہوئے فقہی مسائل کی تحقیق کیا کرتے تھے۔ یہی ہمارے اکابر و اسلاف کا طریقہ تھا کہ افراد و تفریط دونوں سے بچتے ہوئے امر و مصلحت اختیار کیا کرتے تھے۔ آپ سب سے پہلے مختلف دلائل فقہیہ کے درمیان تطبیق کی کوشش فرماتے۔ تطبیق نہ ہونے کی صورت میں جس مذہب کے دلائل رائج ہوتے تو اسے ترجیح دیتے۔ اکثر و بیشتر حنفیہ کے دلائل کو ترجیح دیتے تھے لیکن یہ ترجیح حنفی ہونے کی بنا پر نہ ہوتی بلکہ دلائل حنفیہ کی قوت کی بنا پر ہوتی تھی۔ آپ نے اکثر مسائل فقہیہ میں تحقیق کی ہے لیکن ان تمام مسائل کا حصہ مقصود ہے اور نہ بندہ کے لئے ممکن ہے اس لئے صرف چند مسائل بطور نمونہ پیش خدمت ہے جن سے آپ علامہ کشمیریؒ کے تحقیق کا اندازہ بخوبی لگا سکتے ہیں۔



## ۱۔ مسئلہ تیمم

فقہاء کے مذاہب :

اس مسئلہ میں ائمہ کا اختلاف ہے۔ امام احمد بن حنبلؒ اور اوزاعیؒ فرماتے ہیں کہ تیمم میں چہرے اور ہاتھوں کے لئے مکلائیوں تک ایک ضرب ہے۔ امام مالکؒ کی ایک روایت بھی یہی ہے۔

امام ابو حنیفہؒ، شافعیؒ، مالکؒ فرماتے ہیں کہ دو دفعہ زمین پر ہاتھ مارنا ہے ایک چہرہ کے لئے، دوسرے ہاتھوں کے لئے کہنیدوں تک اور اکثر فقہاء کا یہی قول ہے۔

## سبب اختلاف

اس اختلاف کا سبب یہ ہے کہ تیمم کے بارے میں احادیث مختلف وارد ہوتی ہیں۔ بعض احادیث میں دو ضرب، بعض میں ایک ضرب، بعض میں مطلق ضرب، بعض میں کفایت، بعض میں مرفقین اور بعض میں مطلق یدین کا ذکر ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے لکھا ہے کہ اس میں قوی وضعیف دونوں قسم کی احادیث ہیں۔

## مذاسب کے دلائل

امام احمد بن حنبلؒ نے حضرت عمار بن یاسرؓ کی روایت سے استدلال کیا ہے۔ جس میں حضورؐ نے انہیں فرمایا کہ "انما کان یکفیک ھکذا افتر النبی بکفیه الی الارض و نفع فیہما ثم مسح وجھہ و کفیه"۔ کہ آپؐ نے تعلیم کے دوران چہرہ اور ہاتھوں کے لئے ایک ہی ضرب پر کف کیا ہے۔ ائمہ ثلاثہ وغیرہم نے حدیث جابر و ابو جہیم سے استدلال کیا ہے۔ حدیث جابرؓ یہ ہے: "عن جابر عن النبی انہ قال التمیم ضریبتان ضربة للوجه وضربة للزراعین الی المرفقین"۔

حدیث ابی جہیم: عن عمیر مولی ابن عباسؓ قال اقبلت انا و عبد اللہ بن یسار مولی زوج النبیؐ حتی دخلنا علی ابی جہیم الانصاری فقال ابو جہیم :- اقبل النبیؐ من نحو بجر حمل فلقیہ رجل فسلم علیہ، فلم یرد علیہ النبیؐ حتی اقبل علی الحجار فمسح بوجھہ و یدہ ثم رد السلام۔

۱۔ صحیح بخاری ج ۸ ص ۱۶۱، صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۶۱، التعلیق المغنی علی سنن الدارقطنی ج ۱ ص ۸۱۔ ۲۔ صحیح بخاری ج ۱ ص ۴۸، صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۶۱۔

## حدیث جابر پر اعتراض اور آپ کی تحقیق

امام دارقطنی نے لکھا ہے کہ حدیث جابر کے رجال سند ثقہ ہیں، لیکن صحیح قول یہ ہے کہ یہ حدیث موقوف ہے۔

علامہ صاحب نے تحقیق کی اور کہا کہ اس حدیث کو موقوف کہنا درست نہیں، اس لئے کہ یہ حدیث اصل میں اس حدیث کا خلاصہ ہے جو امام مجاہدؒ نے اپنی کتاب میں روایت کی ہے۔

”عن جابر، قال اتاہ رجل فقال اصابتنی جنابة وانی تمعکت فی التراب فقال اُصرت حمرا وضرب بیدیه الی الارض فسمع بیدیه الی المرفقین وقال هكذا التییم“ اس حدیث میں ”اتاہ“ کی ضمیر حضورؐ کی طرف لوٹا دی جلتے تو مسئلہ حل ہو جاتا ہے چونکہ حضرت جابرؓ صرف وہ واقعہ نقل کر رہے ہیں جو حضورؐ اور اس آدمی کے درمیان پیش آیا تھا۔

لہذا یہ حدیث مرفوع ہے۔

۱۔ اعلام السنن، علامہ غفرہ عثمانی ج ۱، ص ۲۲۱ التعلیق المغنی علی سنن الدارقطنی ج ۱، ص ۱۸۱۔

۲۔ شرح معانی الآثار للطحاوی ج ۱، ص ۸۱۔

۳۔ فیض الباری ج ۱، ص ۴۰۸۔

## حدیث عمار کے بارے میں تحقیق

اس حدیث سے امام احمد بن حنبلؒ نے استدلال کیا ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث ان کا استدلال بہ نہیں بن سکتی۔ اس لئے کہ یہ حدیث کئی مرتبہ سے وارد ہوئی ہے۔ ان طریقوں کے تمام الفاظ جمع کر کے نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ حضرت عمارؓ کو دو واقعات پیش آئے ہیں۔

۱) حضور عربی ایک سفر میں تھے جب کہ حضرت عائشہؓ سے ہار گم ہو گیا تھا۔ اس کی تلاش میں کافی وقت لگا اور ان کے پاس پانی نہ تھا۔ اس سفر میں آیت الرخصۃ ”فلم تجدوا ماء فتیمموا صعبا طیباً“ کا نزول ہوا۔ اس سے صحابہ کرامؓ کو صرف تیمم کی اجازت مل گئی۔ لیکن کیفیت تیمم کا علم نہیں تھا۔ یہی وجہ تھی کہ صحابہ کرامؓ نے مختلف طریقوں سے تیمم کیا۔ جیسا کہ امام طحاویؒ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے جس میں ”منہم من تیمم الی الکف ومنہم من تیمم الی المنکب ولا یبط“ کے الفاظ ہیں۔

جب اس عمل کی خبر حضور عربی کو پہنچی تو آیت تیمم ”فامسحوا بوجھکم وایدیکم منہ“ نازل ہوئی۔ یہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ صحابہ کرامؓ کا کیفیت تیمم میں اختلاف کے بعد آیت تیمم کا نزول ہوا جس میں کیفیت کی وضاحت کی گئی تھی۔

اس سے معلوم ہوا کہ تیمم کا اصل حکم نازل ہونے کے بعد صحابہ کرامؓ کا کیفیت تیمم

میں اختلاف تھا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت عائشہؓ کا قول فَاَنْزَلَ آيَةَ التَّمِيمِ میں کیفیتِ تمیم کا نزول تھا نہ کہ اصل تمیم کا حکم۔ پھر معیارِ اکبر کو اس سے حدیثِ اصغر کے تمیم کا طریقہ معلوم ہو گیا لیکن حدیثِ اکبر میں تمیم کیا ہو یہ معلوم نہیں ہو سکا۔

۲۔ پھر حضرت عمارؓ اور حضرت عمرؓ کو واقعہ پیش آیا۔ ایک دفعہ دونوں سفر میں تھے غسل جنابت کی ضرورت پڑی لیکن پانی نہیں تھا۔ حضرت عمارؓ نے زمین پر لیٹ کر ادھر ادھر کر وٹ تبدیل کر کے نماز پڑھی اور حضرت عمرؓ نے نماز پڑھی۔ انہوں نے اس کا ذکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا۔ آپؐ نے فرمایا: اِنَّمَا يَكْفِيكَ هَكَذَا وَضَرْبُ بِيَدِيهِ اِلَى الْاَرْضِ وَمَسْحُ وَجْهِهِ وَكَفْيُهُ“

یہ واقعہ اس پر دلالت کرتا ہے کہ عمرؓ و عمارؓ حدیثِ اصغر سے پاک ہونے کا طریقہ جانتے تھے تو عمارؓ نے حدیثِ اکبر کو اس پر قیاس کیا کہ جب حدیثِ اصغر سے پاک ہونے کے لئے پہرہ اور ہاتھوں کا مسح کرنا کافی ہے تو حدیثِ اکبر سے پاک ہونے کے لئے ”تَمَعْلَكَ فِي الْاَوْبَابِ“ ہونا چاہیے، اس لئے لمٹی میں اُلٹ پلٹ ہوئے اور نماز پڑھی۔ تو آپؐ کا قول ”اِنَّمَا يَكْفِيكَ هَكَذَا“ صرف یہ تعلیم دینے کے لئے تھا کہ آپؐ کو ”مَسَحَ عَلَى الْوُجْهِ وَالْيَدَيْنِ“ کافی تھا چونکہ کیفیتِ ضربِ حضرت عمارؓ پہلے سے جانتے تھے۔ اس لئے آپؐ نے اختصار فرمایا۔ گویا آپؐ نے اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ حدیثِ اکبر و اصغر دونوں کا تمیم برابر ہے۔

علامہ کشمیریؒ کی تحقیق کا خلاصہ یہ ہوا کہ حضورؐ نے حضرت عمارؓ کے عمل کو ناپسند فرماتے ہوئے اسے تعلیم دی کہ تیرے لئے دونوں حالتوں میں وہی تیمم کافی ہے جو تم نے پہلے سے سیکھا ہے جس میں ”تعرغ فی التراب“ نہیں ہے۔ حضورؐ کا ایک ہی ”ضرب علی الارض“ یہ تعلیم دینے کے لئے کافی تھا کہ غسل اور وضو دونوں کا تیمم ایک ہی ہے۔ اس ضرب سے حضورؐ کا مقصد کیفیت تیمم بیان کرنا نہیں تھا چونکہ وہ حضرات پہلے سے ہی طریقہ تیمم جانتے تھے۔

## پانی کی طہارت کا مسئلہ

فقہاء کے مذاہب :

اس میں فقہاء کے تین اقوال ہیں :

(۱) حنفیہ اور شافعیان ثوری کہتے ہیں کہ اگر پانی زیادہ ہو اور اس میں نجاست گر جائے تو ناپاک نہیں ہوگا، اگر کم ہے تو ناپاک ہوگا اور قلت کثرت معلوم کرنے کے لئے پانی استعمال کرنے والے کا رائے کا اعتبار ہوگا۔ اگر اس کا غالب گمان یہ ہو کہ پانی زیادہ ہے اور نجاست ایک کونہ سے دوسرے کونہ تک نہیں پہنچ سکتی تو پانی ناپاک نہیں ہوگا اگر کم ہے تو ناپاک ہوگا، چاہے پانی دو قلم ہی کیوں نہ ہو۔

بعض علماء کہتے ہیں کہ حنفیہ کے نزدیک قلت و کثرت معلوم کرنے کے لئے ایک طریقہ یہ ہے کہ اگر پانی چاروں طرف دس دس ذراع ہو تو کثیر ہے، ورنہ قلیل ہے۔

حنفیہ کا مذہب راجح نہیں بلکہ یہ ایک روایت ہے۔ راجح مذہب وہی ہے

جو پہلے ذکر کیا جا چکا ہے۔ علامہ ابن نجیم، ابن عابدین اور محقق ابن الہمام کی عبارتیں

سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ  
 (۲) مالکیہ کہتے ہیں کہ جب تک پانی کی صفات میں سے کوئی صفت تبدیل نہ ہو پانی ناپاک نہیں ہوتا۔  
 (۳) حنابلہ وشافعیہ کہتے ہیں کہ جب پانی دو قلعے ہو تو ناپاک نہیں ہوتا اگر اس سے کم ہو تو ناپاک ہوگا۔ چاہے نجاست زیادہ ہو یا کم ہو۔

## مذہب کے دلائل

### حنفیہ کے دلائل :

(۱) حنفیہ نے حدیث ”استیقاظ من النوم“<sup>۱</sup> سے استدلال کیا ہے جس میں نیت سے اٹھنے کے بعد تین دفعہ ہاتھ دھونے کا حکم برتن میں داخل کرنے سے پہلے دیا گیا ہے۔ اس حدیث میں حضورؐ نے ہاتھ پر گندگی لگنے کے احتمال کی وجہ سے برتن میں ہاتھ ڈالنے سے ممانعت فرمائی ہے اور برتن کبھی دو قلوب کا ہوتا ہے اور کبھی اس سے زیادہ۔ جب احتمال نجاست پانی میں اثر کرتی ہے تو نجاست حقیقی بطریقِ اولیٰ اثر کرتی ہے۔

(۲) اسی طرح حدیث ”الْبَوْلُ فِي الْمَاءِ الرَّائِحِ“<sup>۲</sup>

۱۔ رد المحتار علی الدر المختار، علامہ ابن عابدین، ج ۱ ص ۱۲۸، البحر الرائق شرح كنز الدقائق، علامہ ابن خنیم، ج ۱ ص ۷۹، فتح القدیر شرح الہدایۃ علامہ محقق ابن العمام، ج ۱ ص ۷۷، معارف السنن، ج ۱ ص ۲۲۲۔

۲۔ سنن ابی داؤد، ج ۱ ص ۱۵۔ ۳۔ نفس الرجب، ج ۱ ص ۱۵۔



سے استدلال کیا جس میں حضورؐ نے مطلقاً ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا ہے۔ آپؐ نے اس پانی کو کسی مقدار کے ساتھ مقید نہیں فرمایا۔

۳۔ اس کے علاوہ احناف نے بعض فتاویٰ صحابہ کرامؓ سے بھی استدلال کیا ہے جن میں عبد اللہ بن زبیرؓ، ابوالطفیلؓ، عبد اللہ بن عباسؓ اور علی بن ابی طالبؓ کے فتاویٰ شامل ہیں۔

علامہ بدر الدین عینیؒ لکھتے ہیں کہ عبد اللہ بن زبیرؓ نے فتویٰ صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت کے سامنے دیا تھا کسی نے بھی اس پر رد نہیں کیا۔ لہذا یہ اجماع صحابہؓ ہے۔

## علامہ ابن تیمیہؒ کا اعتراض اور علامہ کشمیریؒ کا جواب

۱) شیخ ابن تیمیہؒ نے حنفیہ کے دلیل حدیث استیقاظ پر اعتراض کیا ہے کہ اس میں بھی احتمال نجاست کی وجہ سے نہقی بلکہ ہاتھ پر شیطان کے رات گزارنے کی وجہ سے تہی۔

علامہ کشمیریؒ نے جواب دیا کہ حدیث میں (کہیں) بھی ہاتھ پر شیطان کے رات گزارنے کا ذکر نہیں، البتہ ناک کے نتھنوں میں رات گزارنے کا ذکر ہے۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں: "إِذَا اسْتَيْقَظَ أَحَدُكُمْ عَنْ مَنَامِهِ فَلْيَسْتَنْشِقْ بَعْضَ مَا مِنْ الْمَاءِ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَبِيتُ عَلَى خَيْشُومِهِ"۔

جب دونوں حدیثوں میں علت ہی مختلف ہے تو دونوں پر ایک حکم کیسے جاری ہو سکتا ہے، چونکہ حدیث "الاستیقاظ من النوم" میں رات گزارنے

کی نسبت ہاتھ کی طرف کی گئی ہے اور دوسری حدیث میں شیطان کی طرف ہے  
پس ثابت ہوا کہ یہی احتمال نجاست کی وجہ سے تھی ۱

۲۔ علامہ ابن تیمیہؒ نے دوسرا اعتراض حنفیہ کے دلیل حدیث "الْبَوْلُ فِي السَّمَاءِ الْوُكُودُ" پر کیا ہے کہ پانی مطلقاً پیشاب سے ناپاک نہیں ہوتا بلکہ کثرت بول سے ناپاک ہوتا ہے اور اس حدیث میں بھی کثرت بول سے ہے۔

علامہ کشمیریؒ نے جواب دیا ہے کہ اگر سیاق حدیث پر غور کیا جائے تو صاف واضح ہے کہ اس سے مراد مطلقاً پیشاب سے ناپاکی بیان کرنا ہے چونکہ آپؐ نے کثرت کی کوئی قید نہیں لگائی ہے ۲

اس جواب کی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے جس کی تخریج امام طحاویؒ نے اپنی کتاب میں کی ہے۔ اس کے الفاظ یہ ہیں "عَنْ ابْنِ الْمُهَزَّمِ قَالَ سَأَلْنَا أَبَا هُرَيْرَةَ عَنْ الرَّجُلِ يَمْرُؤًا بِالْغَدِيرِ أَتَبُولُ فِيهِ، قَالَ لَا، فَإِنَّهُ سِيرِبُهُ أَخُوهُ الْمُسْلِمُ فَلْيَشْرَبْ مِنْهُ أَوْ يَتَوَضَّأْ، وَإِنْ كَانَ جَارِيًا فَلْيَبْلُ فِيهِ" ۳  
اس حدیث میں حضرت ابو ہریرہؓ نے مطلقاً ساکن پانی میں پیشاب سے منع فرمایا  
لہذا حنفیہ کا اس حدیث سے استدلال صحیح ہے۔

## شافعیہ و حنابلہ کی دلیل

ان حضرات نے حدیثِ قلتین سے استدلال کیا ہے "قَالَ النَّبِيُّ إِذَا

۱۔ معارف السنن ج ۱ ص ۱۵۲، فیض الباری ج ۱ ص ۲۶۶، عرف الشذی ص ۴۹۔

۲۔ فیض الباری ج ۱، ص ۳۴۔ ۳۔ شرح مسانی الآثار ج ۱، ص ۱۹۔

بلغ الماء قلتین لم یحل الخبث<sup>۱</sup>۔

سنن ابن ماجہ میں یہ روایت حماد بن سلمہ سے ”اذا کان الماء قلتین  
او ثلثا لم ینجسہ شیء“ کے الفاظ سے مروی ہے<sup>۲</sup>۔

علامہ ابن تیمیہ، حافظ ابن القیم اور بیہقی نے اس حدیث کے مؤلف  
ہونے کے لحاظ سے تصحیح کی ہے<sup>۳</sup>۔

### علامہ کشمیری کی اس حدیث کے بارے میں تحقیق

علامہ صاحب نے اس حدیث کی تحقیق کرنے کے بعد فرمایا ہے کہ اس حدیث  
میں تحدید تحقیقا نہیں بلکہ تخمینا ہے۔ اس حدیث کے تمام طرق کو جمع کرنے سے  
معلوم ہوتا ہے کہ حضورؐ کے پانی کے بارے میں سوال تھا چونکہ روایات  
میں ”الماء فی الفلادۃ من الارض“ کے الفاظ ہیں۔ مکۃ المکرمہ اور مدینۃ  
المنورہ کے راستے میں کافی چشمے ہوتے تھے، جہاں سے پانی نکل کر مختلف جگہوں میں  
جمع ہوتا اور ان میں سے ہر ایک کی مقدار غالباً قلتین تک پہنچتی۔ جب اس  
میں نجاست گر جاتی تو پانی خارج ہونے کی وجہ سے نہیں ٹھہر سکتی۔ جب آپؐ سے  
ایسے پانی کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپؐ نے فرمایا کہ جب پانی قلتین ہو تو  
ناپاک نہیں ہوتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ مطلق پانی کے بارے میں سوال نہیں تھا۔ اس  
کی تائید حماد بن سلمہ کی روایت سے بھی ہوتی ہے، جس میں ”قلتین او ثلثا“

<sup>۱</sup> سنن ابی داؤد ج ۱، ص ۱۰، سنن النسائی ص ۶۳۔

<sup>۲</sup> سنن ابن ماجہ، ص ۴۰۔ تلہ معارف السنن ج ۱، ص ۲۳۱۔

کہہ کر شک کا اظہار کیا گیا ہے۔

دوسرے یہ کہ پانی جاری ہے کسی نے جانوروں کو اس میں پیشاب کرتے نہیں دیکھا اور نجاست بھی دکھائی دینے والی نہیں ہے تو یہ پانی کیسے ناپاک ہو سکتا ہے؟

مالکیہ کی دلیل

حضرات مالکیہ نے حدیث ابی امامۃ الباہلی سے استدلال کیا ہے۔ وعن ابی امامۃ الباہلی قال، قال النبی المء طهور لا ینجسہ شیئ الا ما غیر لونہ او طعمہ اور صحیح ہے۔

انہوں نے اس کے علاوہ حدیث بئر بضاعتہ سے بھی استدلال کیا ہے۔ "عن ابی سعید بن الحدادی انہ قال قیل لرسول اللہ انتوضا من بئر بضاعتہ وہی بئر یطرح فیہا الحیض ولحم الکلاب والنقا فقال رسول اللہ المء طهور لا ینجسہ شیئ" ۱

حدیث بئر بضاعتہ کے متعلق علامہ کشمیریؒ کی تحقیق

حضرت شاہ صاحبؒ نے جب اس حدیث کی تحقیق کی تو واضح ہوا کہ مالکیہ کا یہ استدلال کئی درجہ کی بنا پر قوی نہیں ہے۔

(۱) اکثر احادیث صحیحہ اس حدیث کے خلاف ہیں چونکہ وہ احادیث پانی

۱۔ معارف السنن ج ۱، ص ۲۳۵۔ ۲۔ سنن ابن ماجہ، ص ۴۰۔

۳۔ سنن ابی داؤد، ج ۱، ص ۱۱۔

کی نجاست پر دلالت کرتی ہیں، مثلاً احادیث ”البول فی الماء الراكد“  
والاستیقاظ من النوم وولوج الکلب وغیرہا۔

۲۔ بستر بضاعت مدینہ منورہ میں ایک جاری کنواں تھا، جس سے باغات  
سیراب ہوتے اور ڈول کے ذریعے پینے کا پانی نکالا جاتا تھا اور جاری کنواں  
نجس نہیں ہوتا۔ لہذا اس حدیث کو مطلقاً پانی کے پاک ہونے کو ثابت کرنے  
کے لئے استدلال میں پیش نہیں کیا جاسکتا۔

اس جواب کی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے جو صحیح بخاری کے باب  
”تسلیم الرجال علی النساء“ میں مذکور ہے ”عن سهل قال کنا نفرج  
بیوم الجمعة، قلت ولم قال: کانت عجوز ترسل لنا الی بضاعة  
قال ابن سلیم، نخل بالمدینة“ الحدیث ہے۔

یہ حدیث صحیح دلالت کرتی ہے کہ بستر بضاعت سے باغات سیراب کئے  
جاتے تھے۔ حدیث ابی امامہ الباہلیؓ اسی حدیث بستر بضاعت کی ایک روایت  
ہے اور ابی سعید الخدریؓ کی وہ روایت اس پر دلالت کرتی ہے جو سنن  
ابی داؤد میں مذکور ہے بلکہ

لہذا یہ حدیث بھی مستدل نہیں بن سکتی۔

## مذہب احناف کی وجہ ترجیح

علامہ کشمیریؒ نے مذہب احناف کی وجہ ترجیح بیان کرتے ہوئے فرمایا

لے صحیح البخاری ج ۱ ص ۹۲۳ - لے سنن ابی داؤد ج ۱ ص ۱۱۔

کہ یہ مذہب جمع بین الاحادیث پر مبنی ہے۔ مالکیہ نے حدیث القلتین والبول فی المساء الرکد وغیرہا کو چھوڑ کر صرف حدیث بستر بضاۃ پر عمل کرتے ہوئے اسے اپنا مذہب بنا لیا۔

شافعیہ نے صرف حدیث قلتین کو اپنا مسئلہ بنا لیا ہے۔ اپنے مذہب کی بنیاد رکھی۔ لیکن حنفیہ نے تمام احادیث کو جمع کرتے ہوئے یہ موقف اختیار کیا کہ پانی کی مختلف قسمیں ہیں جو کہ نہر، کنویں، جنگل اور گھروں کے پانی سے مشہور ہیں اور شریعت اسلامیہ پانی کی تمام قسموں کے لئے الگ الگ حکم بیان کرتے ہیں۔

پس حدیث بستر بضاۃ اس کنویں کے بارے میں ہے جو جاری تھا اور اس سے مدینہ کے باغات سیراب کئے جاتے تھے۔

حدیث قلتین جنگل میں جمع شدہ اس پانی کے بارے میں ہے جو چشموں سے نکل کر جمع ہوتا تھا اور عام طور پر اس کی مقدار قلتین تک پہنچتی تھی۔ باقی احادیث (دلوغ کلب) استیقاظ من النوم، البول فی المساء الرکد وغیرہا اس پانی کے بارے میں ہے جو گھروں میں جمع رہتا تھا۔

### علامہ کشمیریؒ کی تحقیق کا خلاصہ

آپ کی تحقیق کا خلاصہ یہ ہے کہ جب حدیث قلتین کے تمام طرق جمع کے مابین تو وہ اس پر دلالت کرتی ہیں کہ اس میں تحدید تحقیقی نہیں، چونکہ سوال جنگل کے

پانی کے بارے میں تھا اور وہاں اکثر و بیشتر قلتیں کے قریب ہی پانی جمع ہوتا تھا۔  
 اور بتر بفاعتہ ایک جاری کنواں تھا جس میں نجاست اثر نہیں کر سکتی تھی۔

## مسئلہ قرأت خلف الامام

اس مسئلہ میں امام شافعی اور امام ابوحنیفہ کے درمیان اصل اختلاف ہے۔ امام ابوحنیفہ کے نزدیک نماز میں سورۃ فاتحہ پڑھنا واجب ہے لیکن مقتدی پر نہیں، یعنی امام کے پیچھے کچھ بھی پڑھنا جائز نہیں۔ امام شافعی کے نزدیک ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ پڑھنا واجب ہے، خواہ امام کے پیچھے ہو یا منفرد ہو، دلیل میں حدیث عبادہؓ پیش کرتے ہیں: "عن عبادۃ قال، قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا صلوة لمن لم یقرأ بآثم القرآن"

حنفیہ کا استدلال قرآن کریم کی آیت "وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا" سے ہے (جب قرآن پڑھا جائے تو خاموش ہو کر سنو) علامہ ابن تیمیہ کا قول ہے کہ یہ آیت نماز کے بارے میں نازل ہوئی۔ دوسری دلیل جامع ترمذی کی حدیث "من کان لہ امام فقیہاً الا امام قراءۃ لہ" (جو امام کے پیچھے پڑھ رہا ہو تو امام کی قرأت مقتدی کی قرأت ہے) لہذا مقتدی کو قرأت نہیں کرنی چاہیے۔ اس دلیل سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ حکم جہری نمازوں کے لیے ہے۔ لیکن امام ابوحنیفہؒ نے مذکورہ استدلال سے یہ بھی ثابت کیا ہے کہ سب سے پہلی نمازوں میں بھی قرأت خلف الامام جائز نہیں کیونکہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ امام و مقتدی دونوں قرأت میں شریک ہیں۔ اس لیے امام کی قرأت مقتدی کے لیے کافی ہے



اب اگر مقتدی بھی قرأت کرے گا تو اس کی نمازیں دو قرأتیں ہو جائیں گی جو شریعت کے حکم کے خلاف ہے۔

شاہ صاحبؒ کی رائے یہ ہے کہ امام کے پیچھے مقتدی کو خاموش رہنا چاہیے، اس کی یہ نماز شافعیہ کی نماز سے افضل ہے، اس لیے کہ اس صورت میں استماع قراۃ پایا جاتا ہے۔ صاحب کنز نے لکھا ہے ”من استمع الى آية من كتاب الله كتبت له حسنة مضاعفة ومن تلا آية من كتاب الله كانت له نورا يوم القيامة“ (جس نے قرآن کی ایک آیت سنی اُسے دو چندان اجر ملے گا۔ جس نے تلاوت کی وہ آیت قیامت کے دن اس کے لیے نور ہوگی، اس عبارت پر ثابت ہوتا ہے کہ قرآن کریم سننے والے کے لیے دو اجر ہیں اور تلاوت کرنے والے کا ایک اجر ہے۔ جہاں تک حدیث عبادۃ کا تعلق ہے۔ اس میں امام مسلم و ابو داؤد کے مطابق ”فصاعداً“ کی زیادتی بھی ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ نماز میں سورۃ فاتحہ کے علاوہ کچھ اور آیات نہ پڑھی جائیں تو نماز درست نہ ہوگی، اب اس حدیث سے قرآن خلف الامام پر استدلال نہیں کیا جاسکتا۔ لہذا معلوم ہوا کہ امام کے پیچھے مقتدی کو خاموش رہنا چاہیے۔

دوسری بات یہ کہ اگر حدیث عبادۃ کو اپنے خطا پر محمول کیا جائے کہ سورۃ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ یہ بالکل درست ہے۔ اگر امام نے سورۃ فاتحہ نہ پڑھی تو امام اور مقتدی دونوں کی نماز درست نہیں ہے۔ اس سے کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا۔ مقصد یہ کہ جماعت کی صورت میں یہ حکم صرف امام کے لیے ہے۔ واللہ اعلم۔

## مسئلہ آمین بالجہر

اس مسئلہ میں بھی اختلاف ہے۔ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک آمین اہستہ کہنا چاہیئے۔ ائمہ ثلاثہ کے نزدیک آواز سے کہنا چاہیئے۔ سامعہ اماموں نے ایک ہی حدیث سے استدلال کیا ہے وہ یہ ہے ”عن وائل بن حجر قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا قضا ولا الصالحین قال آمین ورفع بها صوتہ“ (رواہ ابوداؤد)

اسی روایت سے امام ابو حنیفہؒ نے اہستہ کہنے کا حکم ثابت کیا ہے، دوس طرح سے کہ اس روایت کو سفیان ثوری اور شعبہ دونوں نے روایت کیا ہے شبہ کی روایت میں ”خفض بها صوتہ“ کے الفاظ ہیں اور سفیان ثوری کی روایت میں ”رفع بها صوتہ“ دونوں روایتیں اپنی اپنی جگہ صحیح ہیں۔ شوافع نے سفیان ثوری کی روایت کو صحیح مان کر جہر کا حکم ثابت کیا اور احناف نے شعبہ کی روایت صحیح قرار دے کر سہر کا حکم ثابت کیا ہے۔

شاہ صاحبؒ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو آمین بالجہر کہنے کا حکم نہیں دیا بلکہ جس شخص نے ایسا کیا، اپنی رائے سے کیا۔ اس میں ایک عجیب لطیفہ یہ بھی ہے کہ جہر کی روایت کو فیوں سے مروی ہے حالانکہ اسے حجازیوں سے مروی ہونا چاہیئے تھا یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ ایک چیز سے حجازی واقف نہ ہوں جو حضورؐ کے زیادہ قریب تھے اور دور دراز کے باشندے اس حکم سے واقف ہو جائیں۔

حضرت وائل بن حجرؒ سے جن راویوں نے روایت کی ہے، ان میں سے ایک

کلیب بن جریوں روایت کرتے ہیں۔ عن عاصم بن کلیب عن ابیہ عن اوائل بن حجر بن مسعود عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول فی الصلاۃ آمین -  
 دوسری روایت ابن ماجہ میں ہے: عن ابی اسحاق عن عبد الجبار عن وائل بن حجر "ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لما قال ولا الضالین قال آمین فسمعناہ منہ" دونوں حدیثوں کے الفاظ بظاہر تو اس پر دلالت کر رہے ہیں کہ آپ نے آمین زور سے کہا لیکن یہ حقیقت نہیں کیونکہ یہ حضور کے قریب تھے۔ اس لیے آپ نے جب آمین آہستہ سے کہا تو انہوں نے سُن لیا اور دوسرے لوگ نہ سُن سکے بلکہ اسی وجہ سے انہوں نے "فسمعناہ منہ" کہا تو ان دونوں روایتوں سے معلوم ہوا کہ آپ نے آمین آہستہ سے کہا۔

ان کے علاوہ مذکورہ دو روایتیں ابوسفیان اور شعبہ کی ہیں، ان دونوں حدیثوں میں تطبیق اس طرح دی گئی ہے کہ "رفع بھا صوته" سے مراد یہ ہے کہ آپ نے آمین آہستہ سے کہا لیکن ذرا کہیں گے کہ ادا کیا، اسی کو رفع (بلندی) سے تعبیر کیا گیا جبکہ دوسرے راوی شعبہ نے اس حقیقت کو مد نظر رکھتے ہوئے اسے خفض (آہستگی) سے تعبیر کیا۔

در اصل دونوں روایتوں کا مفہوم تقریباً ایک ہی ہے، مقصد یہ ہے کہ حضور نے آمین دل میں نہیں کہا جس کو کوئی سُن نہ سکتا بلکہ اس طرح کہا کہ پاس والے نے سُن لیا۔ ایک سامع نے اس کی تفسیر لوں کی کہ زور زور سے کہا کیونکہ اس نے اس کو سُن لیا۔ دوسرے نے یوں کہا کہ آہستہ کہا، مقصد یہ ہے کہ کچھ چرخ کر نہیں کہا جس طرح دوسروں کو سنانے

کے لیے کہا جاتا ہے۔

خلاصہ یہ کہ اس میں اصل اخفاء ہے چونکہ آمین دعا بھی ہے اور دعا کے اندر ربنا ب  
 اخفاء ہے، اس لیے اسے آمہستہ کہنا چاہیے، لہذا آمین آمہستہ کہنا افضل ہے۔ واللہ اعلم۔

## رفع یدین

ائمہ کے درمیان اس مسئلہ میں کافی اختلاف پایا جاتا ہے لیکن شاہ صاحب نے اس مسئلے پر جس انداز سے گفتگو کی ہے اور احادیث و آثار کا عمل متعین کرنے میں جس باریک بینی اور دور رسائی کا ثبوت دیا ہے وہ ان ہی کا حصہ ہے۔ شاہ صاحب کی تحقیق اور دوسرے فقہاء کا موقف مختصراً پیش کرتا ہوں، چونکہ تفصیل کا موقع نہیں۔ حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں کہ احناف ترک رفع یدین کے قائل ہیں اور دلیل میں حضرت عبداللہ بن مسعود کی حدیث نقل کرتے ہیں جس میں انہوں نے فرمایا ہے کہ میں نے حضور کو کسی بھی نماز میں تکبیر تحریمہ کے علاوہ اور کسی تکبیر کے وقت ہاتھ اٹھاتے ہوتے نہیں دیکھا۔

امام محمد فرماتے ہیں کہ اس مسئلہ میں احادیث دونوں قسم کی وارد ہوئی ہیں۔ ایسی جن سے رفع یدین کا ثبوت ملتا ہے اور ایسی بھی جو عدم رفع پر دلالت کرتی ہیں۔ امام احمد، امام شافعی، امام مالک رفع یدین کے قائل ہیں، کئی حدیثیں استدلال میں پیش کرتے ہیں، لیکن امام مالک کی مشہور روایت جو ہدایۃ المجتہدین مذکور ہے۔ امام ابو حنیفہ کے مسلک کے موافق ہے۔

## علامہ کشمیری کی تحقیق

علامہ کشمیری حنفی تھے لیکن تنقیدی و تحقیقی ذہن کی وجہ سے کسی جگہ بھی تقلید ہی انداز کی گفتگو نہیں کی۔

انہوں نے اپنی کتاب "نیل الفرقین" میں اس پر تفصیلی بحث کی ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ روایات و احادیث دونوں جانب ہیں۔ اس کا انکار کسی بھی طرف سے نہیں ہو سکتا۔ لیکن بعض حضرات نہایت غلو سے کام لیتے ہوئے یہ کہہ رہے ہیں کہ رفع یدین کی احادیث بہت زیادہ ہیں اور عدم رفع کی برے سے کوئی روایت نہیں ہے۔ حالانکہ اگر غیر جانبدار ہو کر اور دل سے تعصب کو نکال کر غور کیا جائے تو رفع یدین کے احادیث کی تعداد نہایت محدود رہ جاتی ہے۔

شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ اصل بات یہ ہے کہ جو لوگ رفع یدین کے جواز کے قائل ہیں انہیں مختلف روایتوں کی تطبیق میں کوئی دشواری پیش نہیں آتی۔ دشواری ان لوگوں کو ہوتی ہے جنہوں نے تشدد کی راہ اختیار کر لی ہے، اور اختلاف کے باعث تمام روایتوں پر عمل نہ کر سکنے کی وجہ سے طرح طرح کی تاویل و توجیہ پر مجبور ہوئے ہیں۔

عدم رفع کے متعلق اگرچہ روایتیں کم ہیں لیکن اصحاب کوفہ کے نزدیک علماء ہی روایتیں متواتر ہیں۔ نیز اہل کوفہ کے علاوہ مدینہ طیبہ کے بہت سے حضرات نے رفع یدین ترک کر دیا تھا جس کی بنا پر امام مالک کا مذہب مختار ترک رفع

کا ہے، اس کا اعتراف علامہ ابن قیمؒ نے "اعلام الموقعین" میں بھی کیا ہے۔  
 آخر میں خلاصہ کے طور پر علامہ کشمیریؒ نے لکھا ہے "یہ ساری بحثیں  
 تکلفات سے تعلق رکھتی ہیں۔ یہ اختلاف ایسا نہیں ہے کہ اس کے اٹھانے  
 کے لئے مسردھڑکی بازی لگادی جاتے بلکہ اختلاف صرف افضلیت میں  
 ہے۔ رفع یدین و ترک رفع دونوں ثابت و جائز ہیں۔ دونوں پر اسلاف کا عمل  
 چلا آ رہا ہے، اس لئے جو کرتے ہیں وہ بھی ٹھیک ہیں اور جو نہیں کرتے وہ بھی  
 صحیح ہیں۔

## مسئلہ وتر

اس مسئلہ میں اختلاف ہے، امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ وتر عشاء سے الگ لیکن اس کے تابع ہے اور وتر کی تین رکعات ایک سلام سے پڑھنا واجب ہے۔ امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ وتر کی تین رکعات دو سلام سے پڑھنا واجب ہے۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ وتر کی کم از کم ایک رکعت اور زیادہ سے زیادہ اگر کت پڑھی جاسکتی ہے اور وہ بھی صرف ایک سلام سے۔

دلیل میں حدیث ابن عمرؓ پیش کرتے ہیں جس میں ایک رکعت وتر کا ذکر ہے اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ وتر کی یا تو ایک رکعت ہے اور اگر تین رکعتیں ہیں تو دو سلام سے پڑھنی چاہیئے۔

حنفیہ کا استدلال حدیث عائشہؓ سے ہے جس میں وتر تین رکعت مذکور ہیں شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ حنفیہ کا قول راجح ہے، چونکہ بہت سی حدیثوں سے اس کی تائید ہوتی ہے۔ حدیث عائشہؓ جو ابھی مذکور ہوئی اس کی بنیادی حیثیت ہے اس لیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال کے سلسلے میں حضرت عائشہؓ کی روایت زیادہ مقبول ہے۔ اس کے علاوہ ابو نعیم کی روایت "عن ابن عباسؓ قال اوتر البغی صلی اللہ علیہ وسلم بثلاث" اور روایت طبرانی جو کہ اوسط میں مذکور ہے ان سے بھی تین رکعت کا ثبوت ملتا ہے۔ ان کے علاوہ دوسری روایتیں بھی ہیں جن سے تین رکعت ثابت ہوتی ہیں۔



حضرت شاہ ماحجب نے ایک رکعت والی حدیث کا جواب یہ دیا ہے کہ اس حدیث کے آخری الفاظ یہ ہیں "فاوتر و ابواحد" جس کا مفہوم یہ بھی ہو سکتا ہے کہ دو دو رکعت پڑھتے رہو اور جب نماز ختم کرنی ہو تو اس میں ایک رکعت ملا کر وتر کر لو، یعنی تین رکعت پوری کر لو۔ اس سلسلے میں حضورؐ کے عمل پر نظر ڈالی جائے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضورؐ نے اپنی پوری عمر میں کبھی ایک رکعت وتر پڑھی ہی نہیں، ہمیشہ تین رکعت ایک سلام سے پڑھی ہیں۔

انہوں نے لکھا ہے کہ اس ثبوت کے لیے شارح کا یہ قول ہی کافی ہے جس میں آپؐ نے فرمایا کہ رات کی وتر دن کی وتر کی طرح ہیں، دن کی وتر مغرب کی نماز ہے جو کہ تین رکعت ہیں۔ علامہ کشمیریؒ نے مزید لکھا ہے کہ اس بات پر امت کا اجماع ہے کہ وتر کی نماز تین رکعت ہیں اور حدیث "لا توتر و ابشلاث او ترو اجماع" میں تین رکعت وتر کی مخالفت نہیں ہے۔ بلکہ یہاں آپؐ نے وتر کے بعد مزید دو رکعتوں پر زور دیا ہے یعنی آپؐ نے فرمایا کہ صرف وتر ہی پڑھ کے نہ رہ جاؤ بلکہ اس کے بعد دو رکعت نفل بھی پڑھ لیا کرو۔ حضورؐ کا عمل یہ بتلاتا ہے کہ آپؐ تین رکعت وتر پڑھتے پھر اس سے متعلق دو رکعت نفل بھی پڑھتے۔ حدیث مذکور میں اسی عمل کا حکم دیا ہے۔ اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ وتر تین رکعت ایک سلام کے ساتھ ہیں ایک رکعت نہیں ہے۔ واللہ اعلم۔

## سنن تراویح

سنن تراویح کے بارے میں مختلف روایتیں ہیں۔ حنفیہ کے نزدیک بیس رکعت ہیں۔ شوافع اور مالکیہ کے نزدیک آٹھ رکعت ہیں۔ دلیل میں ان روایات کو پیش کرتے ہیں۔ جن میں گیارہ اور تیر رکعت صلاۃ اللیل کا ذکر ہے۔ حنفیہ حضرت عمر فاروقؓ کے زمانہ خلافت میں بیس رکعت پر اجماع صحابہ سے استدلال کرتے ہیں۔

حضورؐ کے عہد مبارک میں صلاۃ تراویح جماعت کے ساتھ نہیں ہوتی تھیں، چونکہ روایات میں ہے کہ فرض نماز کی ادائیگی کے بعد صحابہ کرام گھروں کو چلے جاتے تھے، پھر وہاں سے معین بن کادادیں آتی تھیں گویا ہر صحابی گھر میں مناسبت تراویح پڑھ رہا ہے۔

روایات کے مطابق بعض صحابہ آٹھ، بعض بیس، اور بعض چھتیس رکعت پڑھتے تھے۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ کے مبارک زمانہ میں بھی یہی صورت تھی، لیکن فاروق اعظمؓ نے صحابہ کرامؓ کو بیس رکعت باجماعت ادا کرنے پر جمع کر دیا۔ اس کے بعد تمام خلفاء کرام کے زمانہ سے لے کر اب تک اسی پر عمل ہو رہا ہے۔ صرف چند دلائل پیش خدمت ہیں۔

- ۱۔ بیس رکعت تراویح باجماعت پڑھنے پر اجماع صحابہ ہے۔
  - ۲۔ حدیث نبوی: علیکم بسنتی وسنتہ الخلفاء الراشدین المہدیین
- آٹھ رکعت تراویح ادا کرنے والا شخص حضورؐ کی سنت پر عمل کر رہا ہے لیکن خلفائے راشدین کی سنت پر عمل سے محروم ہے، حالانکہ حضورؐ نے خلفاء راشدین کی سنت پر عمل کرنے کی بھی تاکید فرمائی ہے جبکہ بیس رکعت ادا کرنے والا دونوں سنتیں پر عمل پیر ہے۔

۲۔ مسجد حرام مسجد نبوی مسلمانوں کے عظیم مراکز ہیں، ان میں جن سنتوں پر عمل کیا جاتا ہے انہیں کوئی مسلمان چیلنج نہیں کر سکتا۔ ان مساجد میں سنن تراویح بیس رکعت ہی پڑھی جاتی ہیں۔

فائدہ:

اگر کوئی شخص حنفی امام کی اقتدار میں آٹھ رکعت تراویح ادا کر رہا ہے تو وہ ایک مستقل سنت (قرآن کریم کا سننا) سے بھی محروم ہو جاتا ہے، اس لیے اسے چاہیے کہ یا تو بیس رکعت تراویح ادا کر کے تمام سنتوں کا ثواب حاصل کرے یا کسی غیر مقلد کی اقتدار میں تراویح ادا کرے تاکہ پورا قرآن کریم سننے سے محروم نہ ہو۔

## تنبیہ

گزشتہ اوراق میں چند مسائل فقہیہ مختلفہ کا ذکر کیا گیا ہے جن میں حنفی دلائل کو ترجیح دے کر مسائل کی وضاحت کی گئی ہے۔ اس سلسلے میں ایک بات یہ یاد رکھنی چاہیئے کہ جو مسئلہ بھی حدیث سے ثابت ہو اس پر عمل کیا جاسکتا ہے۔ چونکہ حنفی مذہب کی ترجیح حرفِ آخر نہیں۔

جو شخص قرأت خلف الامام کو پسند کرتا ہے وہ کرے جو شخص آئین بالجہر نہیں پڑھتا وہ نہ کرتا ہے وہ کرے اور جو شخص پڑھتا ہے قرأت خلف الامام، آئین بالجہر نہیں کرتا وہ نہ کرے۔ یہ سب احکام احادیث سے ثابت ہیں، لیکن کسی کو یہ حق بالکل ہی حاصل نہیں کہ وہ دوسروں کو کہے کہ تمہاری نماز درست نہیں، یعنی کسی اہل حدیث کو یہ حق نہیں کہ وہ حنفی شخص کو شک و شبہ میں مبتلا کر دے اور نہ حنفی کو یہ حق ہے کہ وہ کسی اہل حدیث کو ملامت کرے۔ ان اعتراضات سے مسلمانوں کی اپنی قوت ختم ہوتی ہے۔ حنفی کی نماز اہل حدیث کی اقتدار میں اور اہل حدیث کی نماز حنفی کی اقتدار میں بالکل صحیح اور درست ہے۔ اس لیے سب مسلمانوں کو چاہیئے کہ ان اختلافات میں پڑ کر اپنا قیمتی وقت ضائع نہ کریں۔ علامہ کشمیری کی تحقیق سے ہمیں یہی سبق ملتا ہے۔ یہ بات میں نے اس لیے عرض کی ہے کہ دونوں طرف کے بعض متعصب حضرات ان مسائل میں حد سے تجاوز کر کے ایک دوسرے کے اقتدار میں نماز پڑھنے سے بھی کتراتے ہیں۔ یہ بہت بڑا اعلیٰ و دینی المیہ، اس سے بچنے کی ہر ممکن کوشش کرنی چاہیئے۔

# مسئلہ تکفیر

کسی فرد یا جماعت کی تکفیر کا مسئلہ نہایت پیچیدہ، دقیق اور تمام مسائل میں اہم بھی ہے۔ اس لیے اس تالیف میں نہایت اختصار کے ساتھ اس پر گفتگو کی جاتی ہے۔  
**ضروریات دین**

تمام اہل علم حضرات اس پر متفق ہیں کہ جو امور اسلام تو اتر سے ثابت ہوں یا تو اتر سے تو ثابت نہ ہوں لیکن ان کا تعلق عقیدہ ہو، ان کا تسلیم کرنا جزو ایمان ہے اور انکار کفر ہے۔ اس لیے دین کے بنیادی عقائد (قرآن کریم کی حقانیت، اطاعت رسول، حجت احادیث، آخرت، تقدیر، فرشتے، حشر اجساد، رویت باری تعالیٰ، استوار علی العرش، عذاب قبر، ارکان اسلام یعنی نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، وغیرہ) کا انکار کرنا کفر ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخانہ الفاظ استعمال کرنا، نبی کریم کو شایع قرآن تسلیم نہ کرنا، خلفاء راشدین کی شان میں غلط الفاظ استعمال کرنا، صحابہ کرام کو حیار حق نہ سمجھنا اور ان کی شان میں گستاخی کرنا بھی کفر کے زمرے میں آتا ہے۔

حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں کہ میرے نزدیک ضروریات دین سے مراد اسلام کے لیے نبی کریمؐ کو بشر یعنی انسان ماننا، خدا کریمؐ نہ ماننا، عالم الغیب نہ ماننا، حاضر و ناظر نہ ماننا، بعض مسلمانوں نے کم علمی کی وجہ سے انہیں حضورؐ کی شان میں گستاخی تصور کیا ہے جو کہ سراسر حقیقت کے خلاف ہے جو کہ یہ سب کچھ قرآن کریم اور احادیث نبویہ سے ثابت ہے۔ نبی کریمؐ کو بشر انسان نہ ماننا آیات کریمہ کے منہوم کے خلاف ہے۔

وہ تمام مسائل ہیں جنہیں شہرت تامہ حاصل ہو۔ یہی مسائل قواثر کے طور پر ثابت ہیں اور ہر ایک ان سے واقف ہے ضروریات دین میں فرض واجب سنت و مستحب سب ہی داخل ہیں، ان مسائل مشعورہ کا انکار کرنے والا کافر ہے اسی طرح ضروریات دین میں تاویل کرنے والا بھی کافر ہے بلکہ

قاضی عیاض اپنی کتاب "الشفار" میں لکھتے ہیں کہ پوری امت کا اس پر اجماع ہے کہ نبی کریم کی شان میں گستاخانہ الفاظ کہنے والا شخص کافر ہے جو بھی اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ علامہ ابن حزم اندلیسی لکھتے ہیں "جو شخص یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ مخلوق کے اجسام میں سے کسی جسم میں حلول کرتا ہے یا یہ کہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد (سوائے مہیٹی) کوئی نبی آئے گا پس ایسے شخص کے کفر میں دو آدمی بھی مختلف نہیں ہو سکتے کیونکہ ان تمام امور میں ہر ایک کی حجت اہر شخص پر قائم ہو چکی ہے"۔

علامہ شامی لکھتے ہیں "جو شخص ضروریات اسلام کا مخالف ہے، اس کے کفر میں کوئی شبہ اور اختلاف نہیں خواہ اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کر کے پوری عمر طاعت کرتا رہا ہو بلکہ

## فرقہ قادیانیہ

ملائے کشمیر نے ضروریاتِ دین کے منکر اور تاویل کرنے والے کو کافر قرار دیتے ہوئے لکھا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی تعانیف سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ تو بین انبیاء دعوت انبیاء پر اپنی برتری، دعویٰ معجزات اور نئی شریعت کے دعوؤں سے بھری ہوئی ہیں بلکہ بعض مقامات پر اس نے اپنے آپ کو رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی فوقیت دی ہے جب ایسے صاف صریح الفاظ دین کے انکسار کے بارے میں موجود ہوں جنہیں دیکھ کر ایک ادنیٰ و جاہل مسلمان بھی نفرت و بے زاری کا اظہار کئے بغیر نہ رہ سکتا ہو تو پھر ایسے شخص کو کافر کیوں نہ کہا جائے۔

اب اس جماعت کے کافر ہونے پر عالم اسلام کا اجماع ہو چکا ہے اور کجھ اللہ تعالیٰ پاکستان کی قومی اسمبلی نے بھی اتفاق کے ساتھ اسے کافر قرار دے کر آئین میں ترمیم منظور کی اور آج یہ ترمیم آئین پاکستان کا حصہ ہے۔ اب ہر پاکستانی بچے کو یہ معلوم ہو چکا ہے کہ مرزائی قادیانی کافر ہیں، خواہ وہ مرزائی اپنے آپ کو لاہوری مرزائی کہتا ہو یا احمدی۔

## پرویزیت

تکفیر کے مندرجہ بالا اصول و ضوابط کی روشنی میں جب غلام احمد پرویز اور ان کی جماعت کے نظریات و افکار پر غور کیا جائے تو اس نتیجہ پر پہنچیں گے کہ وہ کافر ہے اور اس کا طائفہ بھی۔ اس لیے کہ ان کے عقیدے میں انبیاء کرام، ارکان اسلام، شعاثر اسلام جیسی اہم دنیاوی حقائق کا انکار ہے یا توہین۔ یہ جاننے کے لیے کچھ تفصیلات پیش خدمت ہیں تاکہ ان کے عقائد کفریہ کی وضاحت ہو سکے۔ واللہ العلیٰ و العزیز۔

## پرویزیت کیا ہے

”قرآن کریم میں جہاں اللہ اور رسول کا ذکر آیا ہے اس سے مراد ”مرکز نظام حکومت“ ہے گویا اللہ اور رسول کی کوئی حیثیت نہیں۔“

”اللہ اور رسول کی اطاعت سے مراد مرکزی حکومت کی اطاعت ہے۔“

”یہ تصور قرآن کی بنیادی تعلیم کے منافی ہے کہ اللہ کے سوا کسی اور کی اطاعت بھی ہو سکتی ہے، حتیٰ کہ خود رسول کریم کے متعلق واضح اور غیر مبہم الفاظ میں بتلادیا گیا ہے کہ اسے بھی قطعاً یہ حق حاصل نہیں کہ لوگوں سے اپنی اطاعت کرائے۔“

لے معارف القرآن غلام احمد پرویز ج ۴ ص ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۳۰، ۶۳۱۔

لے اسلامی نظام۔ نام احمد پرویز ص ۸۶، ۱۱۰، ۱۱۱۔ ۵ معارف القرآن، پرویز ج ۴ ص ۶۳۱، ۶۸۶۔

لے معارف القرآن پرویز ج ۴ ص ۶۱۶۔



”اور تو اور انسانوں میں سب سے زیادہ ممتاز متی (محمد) کی پوزیشن بھی اتنی ہی ہے کہ وہ اس قانون کا انسانوں تک پہنچانے والا ہے اسے بھی کوئی حق نہیں کہ کسی پر اپنا حکم چلائے۔“  
 ”غیر نبوت سے مراد یہ ہے کہ اب دنیا میں انقلاب شخصیتوں کے ہاتھوں نہیں بلکہ تصورات کے ذریعہ رونما ہوا کرے گا اور غیر نبوت سے مقصد یہ بھی ہے کہ اب انسانوں کو اپنے معاملات کے فیصلے خود کرنے ہوں گے۔“

”قرآن کریم میں مدد و تجارت وغیرہ کے لیے جس قدر ترغیبات و تحریکات یا احکام و ضوابط آئے ہیں وہ سب اسی عبوری دور (عہد نبوی) کے لیے ہیں۔ اسی طرح وراثت، قرضہ، عین دین وغیرہ کے احکام بھی اسی عبوری دور کے لیے ہیں۔“  
 شریعت محمدیہ مکمل طور پر منسوخ ہے۔

”مسلمانوں کو قرآن سے دور رکھنے کے لیے جو مداخلت کی گئی ہے، اس کی پہلی کڑی یہ عقیدہ پیدا کرنا تھا کہ رسول اللہ کو اس وحی کے علاوہ جو قرآن میں محفوظ ہے ایک اور وحی بھی دی گئی تھی جو کہ قرآن کے ساتھ بالکل قرآن کے ہم پلہ (مثلاً معصوم) ہے۔“  
 ”قرآن ہی کی طرف نگاہ رکھنے کا بجائے ہمیشہ مستقبل کو سامنے رکھنے کی تاکید کرتا ہے، اسی کا نام ”ایمان بالآخرۃ“ ہے۔“

”بہر حال مرنے کے بعد کی جنت و جہنم مقامات نہیں بلکہ انسانی ذات کی کیفیات ہیں۔“  
 ”اس سے ظاہر ہے کہ ان مقامات میں ملائکہ سے مراد وہ نفسانی محرکات ہیں جو انسانی

۱۔ سلیم کے نام پر دیو ج ۱، ص ۲۲، مقام حدیث از پر دیو ج ۱ ص ۱۹۔

۲۔ سیر کے نام پر دیو ج ۱ ص ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹،

قلوب میں اثرات مرتب کرتے ہیں۔

• سورۃ بنی اسرائیل کی آیت اسرو میں کہا گیا ہے کہ خدا اپنے بندے کو اہل بیت کے وقت مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ کی طرف لے گئے۔ تاکہ وہاں اسے اپنی آیات دکھائے۔۔۔۔ خیال ہے کہ اگر یہ واقعہ خواب کا نہیں تو یہ حضورؐ کی شب ہجرت کا بیان ہے۔ اس طرح مسجد اقصیٰ سے مراد مدینہ کی مسجد نبویؐ ہوگی جسے آپؐ نے وہاں جا کر تفسیر فرمایا۔

• مجوسی اسادہ نے یہ سب کچھ اس خاموشی سے کیا کہ کوئی بھانپ ہی نہ سکا کہ اسلام کی گاڑی کی کس طرح دوسری پٹری پر جا چڑھی۔ انہوں نے تقدیر کے مسئلہ کو اتنی اہمیت دی کہ اسے مسلمانوں نے جزو ایمان بنا دیا۔ چنانچہ ہمارے ایمان میں والقدر خیر وشر من اللہ پڑھا جزو اپنی کا داخل کیا ہوا ہے۔

## تلخیص کفریات

ان اقتباسات کو پڑھ کر باآسانی یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ غلام احمد پر دین کے ہاں اللہ و رسول اور اس کی اطاعت کا کوئی تصور نہیں (معاذ اللہ) رسول کو قطعاً یہ حق حاصل نہیں کہ لوگوں سے اپنی اطاعت کرائے۔ رسول کی حیثیت (معاذ اللہ) صرف ڈاکیہ کی ہے۔ قرآن کریم کے احکام صرف عہد نبویؐ کے لیے ہیں۔ احادیث کی کوئی حیثیت نہیں۔ آخرت سے مراد مستقبل ہے (معاذ اللہ) جنت و جہنم مقامات نہیں کیفیات ہیں۔ فرشتوں سے مراد نفسیات و محرکات ہیں۔ معراج نبویؐ نہیں ہوا۔ حضورؐ کو کوئی حسی معجزہ نہیں دیا گیا۔ عقیدہ

تقدیر کی کوئی حیثیت نہیں ہے (معاذ اللہ) نماز کا کوئی تقویٰ نہیں، زکوٰۃ ٹیکس ہے، جہنم لالہ کی بات ہے۔ قربان کا مقصد حج کے موقع پر بین الملتی کانفرنس کے شرکار کے لیے خورد و نوش کا انتظام کرنا ہے۔ تلاوت قرآن کریم کا کوئی اجر و ثواب نہیں۔ اس کے نزدیک دین کے ہر گوشہ میں تحریف ہو چکی ہے۔ (معاذ اللہ)

## قرآن و حدیث کی روشنی میں اس نظریہ کفریہ کی تردید

مذکورہ عقائد کفریہ کی تردید قرآن کریم کی بہت سی آیات کریمہ سے ہوتی ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے: "قل اطيعوا اللہ والرسول فان تولوا فان اللہ لا یحب الکافرین"۔ (سورہ آل عمران آیت نمبر ۳۲) اس آیت میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت سے انحراف کرنے والوں کو کافر کہا جا رہا ہے تو کیا نظام حکومت کی اطاعت سے انحراف کرنے والوں کو بھی کافر کہا جائے گا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: "وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ" (النساء - آیت نمبر ۶۴) ارشاد باری ہے: "من یطع الرسول فقد اطاع اللہ" (النساء - آیت نمبر ۸۰) ان آیات میں صرف رسول کی اطاعت کا حکم دینے پر اکتفا نہیں کیا گیا بلکہ اس کی اطاعت کو خود اللہ تعالیٰ کی اطاعت فرمایا گیا۔ اس حقیقت کو کم از کم مزید بیس آیات نے واضح طور پر بیان کیا ہے۔ قرآن کریم کی مختلف آیات نے حضور کو معلم، مربی، شارح کتاب، امت کے تمام فیصلوں میں قاضی اور حکم بیان فرمایا ہے۔ ان کا انکار صریح کفر ہے۔ قرآن کریم کے تمام احکام کی پابندی قیامت تک اُسنے والی تمام نسلوں پر لازم ہیں قرآن کریم کے ارشاد: "ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک هم

۱۲۱ "الْكَافِرُونَ" کا یہی مفہوم ہے۔ دوسری جگہ ارشاد ہے "وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا" جو کچھ تمہیں رسول دے اسے لے لو اور جس سے روکیں اس سے رُک جاؤ۔ اس آیت کا مفہوم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت پر مشتمل ہے۔ سورۃ نسا کے آیت نمبر ۶۵ کی روشنی میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ اختلاف کو دور کرنے کے لیے صرف آنحضرت کا فیصلہ اور حکم قابل قبول ہے۔ شریعت مطہرہ میں حضور کے فیصلے کی قبولیت میں دل کے وساوس اور خطرات کی بھی اجازت نہیں ہے، چونکہ آپ کے فیصلے کی قبولیت شرط ایمان قرار پاتی ہے اس لیے فیصلے کے بعد ذاتی پسند کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔

پرویزی کا لفظ کا ایک عقیدہ یہ بھی ہے کہ احکام قرآنیہ صرف عہد نبوی کے لیے ہیں، ہمارے لیے حجت نہیں جبکہ قرآن کریم میں ارشادات ربانیہ میں: "يَا أَيُّهَا النَّاسُ ارْجِعُوا إِلَى اللَّهِ إِنَّكُمْ خَبِيرٌ بِهِ" ۲۲ "وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا" ۲۳ "وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ" ان سب آیات میں یہ امر مشترک ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اقرار قیامت تک آنے والی تمام نسلوں پر فرض ہے۔

تمام صحابہ کرام و سلف صالحین و امت مسلمہ کا اجماع ہے کہ آخرت مرنے کے بعد ک زندگی کا نام ہے اور جنت و جہنم مومن و کافر کے آخرت میں ٹھکانے ہیں۔ ذاتی کیفیات نہیں اور یہ کہ ملائکہ فرشتے جو کسی بھی وقت اللہ کی نافرمانی نہیں کرتے۔ قرآن کریم کی بہت سی آیات اس پر دلالت کرتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بے شمار جتنی معجزات عطا کئے تھے جن میں چاند کا دو ٹکڑے ہو جانا، پتھر وغیرہ کا آپ کو سلام

کرنا، موقوفے پانی کا ایک بڑی جماعت کے لیے کافی ہو جانا شامل ہیں، اس پر بھی اجماع ہے کہ معراج نبوی سیدری میں اور جبہ اطہر کے ساتھ ہوا۔ تقدیر کا عقیدہ ایمانیات میں قرآن و حدیث کی تصریحات اور صحابہ کرام کی تعلیمات کی بنا پر داخل ہوا ہے۔

قرآنی شعائر اسلام میں سے ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "ان صلواتی ونسکي ومحیای ومماتی للہ رب العلمین (سورہ اعراف) اللہ کے فضل و کرم سے آج بھی دینی اسلام اسی طرح محفوظ ہے جس طرح عہد رسالت میں تھا۔ ارشاد ربانی ہے "وانا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحاظون" (سورہ حجر)

سورہ نساء آیت نمبر ۵۹: یا ایہا الذین آمنوا اطیعوا اللہ واطیعوا  
 الرسول وأولی الامر منکم فان تنازعتم فی شئ فردوہ الی اللہ  
 والرسول ان کنتم قوم مبون بالہ والیوم الآخر

اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اگر کسی معاملہ میں  
 نزاع ہو جائے تو اسے اللہ اور رسول کے سپرد کرو۔

اس آیت میں تین اطاعتوں کا ذکر کیا گیا ہے، پہلی دو اطاعتیں مستقل ہیں ان میں  
 کسی قسم کے نزاع کا امکان ہی نہیں۔ تیسرے میں اختلاف کا امکان ہے اس لیے اس کو  
 رفع کرنے کے لیے ضابطہ بیان کر دیا گیا کہ قرآن و سنت کی طرف رجوع کرو۔

## پرویزیت علماء کی نظر میں

جب پرویز کے عقائد کفریہ مختلف مسائل کے فقہاء و علماء کو معلوم ہوئے تو ان سب نے بلا جھجک پرویز پر کفر کا فتویٰ صادر کیا۔

### حضرت مفتی ولی حسن کا فتویٰ

حضرت مفتی ولی حسن مدظلہ العالی اپنے فتویٰ کے آخر میں لکھتے ہیں: ”نتیجہ ظاہر ہے کہ غلام احمد پرویز شریعت محمدیہ کی دوسے کافراؤں کی طرح اسلام سے خارج ہے، نہ اس شخص کے عقد نکاح میں کوئی مسلمان عورت رہ سکتی ہے اور نہ کسی مسلمان عورت کا نکاح اس سے ہو سکتا ہے۔ نہ اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔ نہ مسلمانوں کے قبرستان میں اس کا دفن کرنا جائز ہوگا اور یہ حکم صرف پرویزی کا نہیں بلکہ ہر کافر کا ہے اور ہر وہ شخص جو اس کے متبعین میں ان عقائد کفریہ کا ہم نوا ہو، اس کا بھی یہی حکم ہے اور جب یہ مرتد ٹھہرا تو پھر اس کے ساتھ کسی قسم کے اسلامی تعلقات رکھنا شرعاً جائز نہیں ہے“

### دارالعلوم دیوبند کا فتویٰ

دارالعلوم دیوبند سے بھی یہ فتویٰ ۱۳۶۱ھ میں مندرجہ ذیل دستخطوں سے جاری ہوا:

- ۱۔ مفتی سید مہدی حسن، دارالعلوم دیوبند
- ۲۔ محمد جمیل الرحمن، نائب مفتی، دارالعلوم دیوبند
- ۳۔ مسعود احمد، نائب مفتی، دارالعلوم دیوبند

- ۴۔ مولانا فہرہ احمد مدرس دارالعلوم، دیوبند۔  
 ۵۔ مولانا فخر الدین، شیخ الحدیث، دارالعلوم دیوبند۔

## عالم اسلام کے مشاہیر علمائے نام

- ۱۔ حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ بانی انجمن خدام القرآن، لاہور۔
- ۲۔ حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ مفتی اعظم، پاکستان۔
- ۳۔ حضرت مولانا شمس الحق، صدر وفاق المدارس، پاکستان۔
- ۴۔ حضرت مولانا مفتی محمودؒ ناظم عمومی جمعیت العلماء اسلام پاکستان۔
- ۵۔ حضرت مولانا نصیر الدین شیخ الحدیث (غورخانی) پاکستان۔
- ۶۔ فضیلۃ الشیخ الاستاذ یحییٰ امانؒ الحنفی، قاضی القضاۃ، مکہ مکرمہ۔
- ۷۔ فضیلۃ الشیخ السید حلوی عباسؒ المالکی، مکہ مکرمہ۔
- ۸۔ فضیلۃ الشیخ الاستاذ سلیمان بن عبد الرحمن الحنبلی، مکہ مکرمہ۔
- ۹۔ حضرت مولانا ظفر احمد عثمانیؒ، شیخ الحدیث مدرسہ ٹنڈو الہیاء سندھ۔
- ۱۰۔ حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ، شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور۔
- ۱۱۔ حضرت مولانا خیر محمدؒ بانی و مہتمم جامعہ خیر المدارس، ملتان۔
- ۱۲۔ حضرت مولانا محمد داؤد غزنویؒ، صدر جمعیت اہل حدیث پاکستان۔
- ۱۳۔ حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ، صدر ختم نبوت، ملتان۔
- ۱۴۔ حضرت مولانا مفتی محمد اسحاقؒ خطیب مفتی ہزارہ۔
- ۱۵۔ حضرت مولانا عبد الحقؒ، شیخ الحدیث و مہتمم دارالعلوم حقانیہ، اکوڑہ خشک۔

- ۱۶۔ حضرت مولانا شمس الحق فریدی پوری، مہتمم جامعہ قرآنیہ ڈھاکہ۔
  - ۱۷۔ حضرت مولانا یوسف بنوری شیخ الحدیث، مہتمم جامعہ علوم اسلامیہ نیوٹاؤن کراچی۔
  - ۱۸۔ حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی، ناظم جمعیت علماء اسلام، پاکستان۔
  - ۱۹۔ حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر، شیخ الحدیث مدرسہ فقہ العلوم، گجراتوالہ۔
  - ۲۰۔ حضرت مولانا قاضی عبداللطیف، مہتمم مدرسہ حنفیہ تعلیم الاسلام، جہلم۔
- اس حقیقت کو مزید جاننے کے لیے مندرجہ ذیل کتب کا مطالعہ نہایت مفید ہوگا۔
- ۱۔ درس ترمذی مصنف مولانا مفتی محمد تقی عثمانی۔
  - ۲۔ فتنہ انکار حدیث، تالیف مفتی دلی حسن۔
  - ۳۔ صرف ایک اسلام بجاو، تالیف مولانا محمد سرفراز خان صفدر۔
  - ۴۔ جمعیت حدیث، تالیف مولانا محمد اسماعیل سلطی۔
  - ۵۔ انکار حدیث کے نتائج، مولانا سرفراز خان صفدر۔
  - ۶۔ فتنہ انکار حدیث اور اس کا پس منظر، تالیف مفتی محمد عاشق الہی۔
  - ۷۔ چراغ کی روشنی، مولانا سرفراز خان صفدر۔
  - ۸۔ فتنہ انکار حدیث، علامہ حافظ محمد ایوب دہلوی۔
  - ۹۔ مولانا سرفراز خان صفدر کی دیگر کتب محققہ راہ ہدایت، ضوء السراج فی تحقیق المعراج تنقید متین، باب جنت۔
  - ۱۰۔ سنۃ خیر الانام تالیف حبشس پیر کرم شاہ۔



اس فتوے پر پاکستان و ہندوستان، مصر و سعودیہ اور شام کے گیارہ سو ممتاز  
 علماء و مشائخ عظام کے دستخط ثبت ہیں جن میں مکہ مکرمہ کے قاضی القضاۃ جناب یحییٰ امان  
 الحنفی، فضیلۃ الشیخ جناب محمد العربی المالکی التسانی، شیخ سید علوی المالکی، شیخ حسن محمد مثلاً  
 المالکی، شیخ محمد بنور سیف الحنفی، شیخ قاضی محمد بن علی الحرکان قاضی القضاۃ جدہ، شیخ عبد الرحمن  
 العینیق رئیس مکتبہ حرم مکہ، مدینہ منورہ کے استاد محمود الطرازی مدرس حرم نبوی، شیخ قاسم  
 اللاندجانی، شیخ محمد ابراہیم بن ملا سعد اللہ الحنفی المدنی، شیخ حامد الغرغانی اور شام کے مفتی محمد سعید  
 محمد الحامد نائب صدر جمعیتہ العلماء رحمہم اللہ شامل ہیں۔

## ایک دھوکہ

بعض اہل قرآن (منکرین حدیث) نے عام مسلمانوں کو غفلتی ملمع سازی سے دھوکہ دینے کی کوشش کی اور کہا کہ ہم احادیث کا انکار نہیں کرتے بلکہ یہ تاریخ کا ایک قیمتی سرمایہ ہے اور اپنے مامنامہ رسالہ ”طلوع اسلام“ کے تقریباً ہر صفحے پر حدیث لکھ کر یہ باور کراتے ہیں کہ ہمارے ہاں تو احادیث کی بڑی قدر و قیمت ہے، چونکہ وہ تاریخی سرمایہ ہیں۔

تاریخ! اگر آپ غور فرمائیں تو کیا اس ملمع سازی سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین نہیں ہوتی؟ یہ کون سا مقام حضور کو دیا جا رہا ہے۔ اس کا مطلب صرف اور صرف یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام ابن خلدون، ابن جریر، ابن کثیر اور دیگر مورخین کے برابر ہے۔ اس سے پیشتر تاریخی مباحث کا تختہ مشق ہو گا۔ مغرب زدہ شکست خوردہ حضرات کی یہی ذہنیت ہوتی ہے۔ ایک شخص اپنے باپ کے متعلق کہتا ہے کہ میں اس کا بیٹا تو نہیں لیکن ویسے وہ شریف آدمی ہے اس شخص کے متعلق آپ کیا کہیں گے۔ یورپ کے اکثر بے دین آنحضرت کو مقدس انسان سمجھتے ہیں لیکن پیغمبر نہیں سمجھتے بالکل یہی حیثیت اہل قرآن نے انبیاء کو عنایت کی ہے۔

شاید تھوڑی دیر کے لیے سنت کے ان حقوق پر جن میں تاریخی تذکرے موجود ہیں یہ لفظ گوارا کیا جاسکے لیکن ”ادامہ دواہی“ ”ترغیب و ترہیب“ ”زهد و ورع“، اخلاق و عبادات اور انکار و ادعیا پر تاریخ کا لفظ کیسے بولا جاسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو اس فتنہ سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

## شیعہ اثنا عشریہ

مردوریاتِ دین کی تفصیل جاننے کے بعد ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ شیعہ اثنا عشریہ کے ائمہ دہر و کار کا فرہیں۔ چونکہ وہ توہینِ انبیاءؑ، توہینِ خلفاءِ راشدینؓ، تحریفِ قرآن، گستاخیِ صحابہ کرامؓ کے مرتکب ہوتے ہیں بلکہ یہ خرافات ان کے عقیدے کا حصہ ہیں ”نقل کفر کفر نباشد“ کے تحت ان کے ائمہ کی چند کفریہ کلمات درج کرتا ہوں تاکہ قارئین بھی غور کر کے صحیح فیصلہ کر سکیں۔ واللہ الموفق۔

### شیعیت کیا ہے؟

خینی لکھتا ہے ”جو نبی بھی آئے وہ انصاف کے نفاذ کے لیے آئے، ان کا مقصد بھی یہی تھا کہ تمام دنیا میں انصاف کا نفاذ کریں لیکن وہ کامیاب نہ ہوئے یہاں تک کہ ختم المرسلینؑ جو انسان کی اصلاح کے لئے آئے تھے اور انصاف کا نفاذ کرنے کے لئے آئے تھے، انسان کی تربیت کے لئے آئے تھے لیکن وہ بھی اپنے زمانہ میں کامیاب نہیں ہوئے۔“

گویا حضور صلی اللہ علیہ وسلم (معاذ اللہ) اپنے مثن میں کامیاب نہیں ہوئے۔  
خینی لکھتا ہے ”اذا ضروريات منہب ما است که کسی بر مقامات معنوی ائمہ نمبر سد حتی ملک مقرب دینی مرسلؑ یعنی خینی کے نظریہ میں اماموں کا درجہ انبیاء کرام اور مقرب فرشتوں سے بھی بڑھ کر ہے۔ معاذ اللہ۔“

(۱) اتحاد و یک جہتی امام خینی کی نظریہ ص ۱۵۔ ناشر خانہ فرہنگ ایران تہان جنوری ۱۳۵۷  
تہ ولایت لقیہ (حکومت اسلامیہ) خینی۔ ص ۵۷۔ انتشارات اژداد قم، ایران۔



و نقص عنہ یعنی موجودہ قرآن کریم مکمل تحریف شدہ ہے۔ معاذ اللہ۔

یہ ہیں ان کے امام اور ان کا عقیدہ۔

انہی عقائد کفریہ کی بناء پر ہندو پاک کے تمام بڑے بڑے دینی مدارس و جامعات کی طرف سے ان پر کفر کے فتوے لگ چکے ہیں۔

## مقام انبیاء و صحابہ کرام قرآن و سنت کی روشنی میں

آئیے اب قرآن کریم کی طرف رجوع کرتے ہیں کہ وہ انبیاء کرام و صحابہ کرامؓ کا کیا شان بیان کرتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے ”وما ارسلنا من رسول الا

لیطاع باذن اللہ“ ہر پیغمبر کی اطاعت با امر الہی فرض ہے۔ اگر پیغمبر اپنے مشن میں (معاذ اللہ) ناکام ہوتے تو اللہ تعالیٰ ان کی اطاعت کو ہرگز لازم قرار نہ دیتے۔ اسی طرح سرور دو عالمؐ اور صحابہ کرامؓ کے بارے میں ارشادات باری تعالیٰ ہیں :-  
”وما ارسلناک الا رحمة للعالمین“ محمد رسول اللہ والذین معہ

اشداء علی الکفار رحماء بینہم“ ان الذین آمنوا و احابوا و احابوا و احابوا  
فی سبیل اللہ والذین آؤوا و نصروا اولئک ہم المؤمنون حقاً“ وما  
ارسلناک الا کافۃ للناس بشیراً و نذیراً“ الیوم اکملت لکم دینکم  
و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دیناً“ ان ساری آیات سے  
ثابت ہوتا ہے کہ حضورؐ کے اس دنیا سے تشریف لے جانے کے وقت دین اسلام

۱۔ فصل الخطاب فی تحریف کتاب رب الارباب ص ۸۸۔ جیسی بن محمد تقی النوری الطبرسی۔  
۲۔ سورہ نساء۔ ۳۔ سورہ انبیاء۔ ۴۔ سورہ فتح آیت ۲۹۔ ۵۔ سورہ سبا آیت ۲۸  
۶۔ سورہ مائدہ آیت ۳۔ ۷۔ سورہ توبہ آیت ۱۰۔

مکمل ہو چکا تھا اور یہ کہ آپ کی رسالت بلا امتیاز تمام انسانوں کے لئے ہے چونکہ آپ خاتم النبیین ہیں۔

صحابہ کرام خصوصاً انصار و مہاجرین کے بارے میں ارشادِ ربّانی ہے،

”وَالسَّابِقُونَ السَّابِقُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ  
بِإِحْسَانٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ“ اس آیت میں مہاجرین و انصار سمیت  
تمام مومنین و مومنات کا بجمع درجاتِ نفیلت بیان کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سب  
سے راضی ہے اور وہ اللہ سے راضی ہیں، لہذا تمام صحابہ کرام کا مقام جنت کے محلات میں۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے ”لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يَبَايَعُونَكَ تَحْتَ  
الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَنْزَلَ السَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ وَأَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيبًا“  
اس آیت میں بیعت رضوان میں شامل ہونے والے صحابہ کرام سے رضامندی  
کا اعلان کیا گیا ہے۔

ارشادِ الہی ہے ”رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ“ اللہ تعالیٰ صحابہ کرام سے  
راضی ہیں اور صحابہ کرام اللہ سے راضی ہیں۔ حضور کا ارشادِ گرامی ہے ”عَنْ أَبِي  
سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَتَّبِعُوا أَصْحَابِي فَلَوْ أَنَّ أَحَدًا  
أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا لَمْ يَبْلُغْ مُدَّ أَحَدِهِمْ وَلَا نَصِيفَهُ“ رواہ البخاری و مسلم۔  
اس حدیث میں صحابہ کرام کے بارے میں گستاخانہ الفاظ استعمال کرنے سے سختی سے  
منع کیا گیا ہے۔

ان کے علاوہ بہت سی آیات و احادیث ہیں جن میں واضح طور پر صحابہ کرام سے

رضامندی کا اعلان کیا گیا ہے اور انہیں برا بھلا کہنے سے سخت ممانعت کی گئی ہے۔  
 تیسرا عقیدہ کفر یہ جو انتہائی خطرناک ہے وہ تحریف قرآن کا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا اس  
 بارے میں یہ ارشاد ہے: **إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ** بے شک  
 یہ کتاب بصیحت ہم ہی نے اتاری ہے اور ہم ہی اس کے نگہبان ہیں۔ یہ آیت ہمیں  
 حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کردہ قرآن میں تحریف کے خلاف ہر طرح کے استدلال  
 سے مستغنی کر دیتا ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ کا دو ٹوک الفاظ میں یہ وعدہ ہے کہ وہ  
 قرآن حکیم کو اضافہ، تحریف اور دیگر ہر قسم کی غیر سنجیدہ حرکت سے محفوظ رکھے گا۔ یہی  
 وجہ ہے کہ کوئی بھی اسلامی فرقہ قرآن کریم میں تحریف کا قائل نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ سب  
 مسلمانوں کو دین اسلام پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

# علامہ کشمیری کی تالیفات

علامہ کشمیری مسائل کے حل میں زیادہ تر اختصار سے کام لیتے۔ ان کی کوشش یہ ہوتی تھی کہ موضوع سے متعلق تمام آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ اختصار سے پیش کر دی جائیں، لیکن یہ اختصار مسئلہ سمجھنے میں غل نہ ہوتا۔ اسی وجہ سے علامہ محمد یوسف بنوریؒ ”مشکلات القرآن“ کے مقدمہ میں لکھتے ہیں ”انہ کان قوی الحافظۃ سریع الانتقال و فی تالیفہا کان مولعاً بالاجاز والاختصار“ اور نفتح العینیں انہوں نے لکھا ہے، ”کان ینفذ وسعہ فی حل المشكلات التي لم تنحل عن اکابر المحققین“

مطالعین آپ کا طریقہ کاریہ تھا کہ جتنی کتابیں بھی میسر ہوتیں ان کا پورا مطالعہ فرماتے۔ دو کتابوں کے سوا آپ کی تمام مؤلفات عربی میں ہیں، مختصر ان کتابوں کا تذکرہ پیش خدمت ہے۔

## ۱۔ فیض الباری علی صحیح البخاری:

مولانا بدر عالمؒ اور مولانا محمد یوسف بنوریؒ نے درس صحیح بخاری کے دوران حضرت شیخؒ کے ملفوظات کو قلمبند کیا تھا۔ بعد میں انہوں نے ”فیض الباری“ کے

لے مشکلات القرآن محمد افرشاہ کشمیری، ص ۸۳، مقدمہ انوار الباری ج ۲، ص ۲۴۷۔

لے نفتح العینیں ص ۱۰۵، مقدمہ انوار الباری ج ۲، ص ۲۴۷۔



نام ہے ان ملفوظات کو مجلس علمی ہندوستان سے پہلی بار طبع کرایا۔ اس کے بعد حضرت بنوریؒ نے مجلس علمی کراچی کے زیرِ نگرانی قاہرے سے یہ شرح طبع کرائی۔ اس کی چار جلدیں ہیں۔ یہ شرح پاکستان کے دینی مدارس میں نہایت مقبول ہے۔ افادیت کے پیشِ نظر بلوچستان کے ایک مکتبہ سے بھی اس کی طباعت ہو چکی ہے۔

اس شرح میں کچھ ایسی باتیں علامہ کشمیری کی طرف منسوب کی گئیں جو کہ علامہ کشمیریؒ کے تشریح کا صحیح مقصد نہ سمجھتے ہوئے تلمبند ہو گئی تھیں۔ مولانا بدر عالمؒ نے علم ہوجا کے بعد مراجعت کر کے تصحیح فرمانے کا ارادہ کیا تھا، لیکن موقع نہیں ملا۔ پھر حضرت بنوریؒ کا تصحیح کرنے کا ارادہ تھا۔ انہیں بھی موت نے جلد اغوش میں لے کر اس سے محروم کر دیا، لیکن ان اخطارِ دغلاط سے حضرت شیخؒ کا دامن پاک ہے۔ مجموعی طور پر اس شرح کی جو خصوصیات ہیں وہ دوسری شرح میں نہیں جن کا بیان ہو چکا ہے۔

## ۲- العرف الشذی علی جامع الترمذی

یہ وہ مجموعہ ہے جسے مولانا محمد چرلغ رحمہ اللہ نے آپ کے دروس ترمذی کو ترتیب دے کر پیش کیا ہے، اس مجموعہ کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح علامہ کشمیریؒ کا ایجاز فی البیان مشہور ہے یہ اس کی مکمل عکاسی کرتا ہے چونکہ مسائل مختلفہ میں دلائل حنفیہ کا ذکر اور دوسرے مذاہب کے دلائل کا بغور جائزہ لے کر اکثر مقامات پر دلائل حنفیہ کو اس انداز میں ترجیح دی ہے کہ انسان کی عقل حیران رہ جاتی ہے۔ یہ مجموعہ مکتبہ رحیمیہ دیوبند سے ایک جلد میں طبع ہو چکا ہے۔

مدرسین جامع ترمذی اس مجموعہ سے پورا پورا استفادہ کر رہے ہیں۔

## ۳۔ مشکلات القرآن

اس کتاب میں قرآن کریم کے آیات کی تفسیر تشریح ہے۔ اس کے شروع میں مولانا محمد یوسف بنوریؒ نے یتیمۃ البیان کے نام سے ایک طویل مقدمہ لکھا ہے جو کہ تقریباً ۸ صفحات پر مشتمل ہے۔ علامہ کشمیریؒ کی وفات کے بعد یہ کتاب مجلس علمی ڈابھیل کی طرف سے طبع ہوئی۔ مکمل صفحات ۲۷۸ ہیں۔

## ۴۔ عقیدۃ الاسلام فی حیاة عیسیٰ علیہ السلام

یہ کتاب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کے متعلق ہے۔ اس میں آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ کے علاوہ آثارِ صحابہؓ سے بھی حضرت عیسیٰؑ کی حیات ثابت کی گئی ہے۔ قادیانیت کے عقیدہ وفات عیسیٰؑ کی تردید میں یہ کتاب بے مثال ہے۔ مجلس علمی کراچی نے ۱۹۶۰ء میں اس کو طبع کیا ہے۔

## ۵۔ تحجۃ الاسلام فی حیاة عیسیٰؑ

اصل میں یہ کتاب ”عقیدۃ الاسلام“ پر علامہ کشمیریؒ کی وہ تعلیقات ہیں جو کہ آپؒ نے جامعہ ڈابھیل میں تحریر فرمائی۔ لیکن افادیت کے پیش نظر مجلس علمی ڈابھیل نے انہیں علیحدہ کتاب کی شکل میں طبع کرایا اور سنہ ۱۹۶۰ء میں مجلس علمی کراچی نے کتاب عقیدۃ الاسلام کے ساتھ حاشیہ کی صورت میں طبع کرایا ہے۔

## بدکفار الملحدین فی ضروریات الدین

یہ کتاب آپؒ نے قادیانی عوام اور فرقہ باطلہ کی حقیقت واضح کرنے کے لئے

تحریر فرمائی ہے۔ اس میں آپؑ نے ضروریاتِ دین کے منکر کو دلائلِ قطعیہ کا فریاد ثابت کر کے قادیانیت کی تمام فریب کاریوں سے پردہ اٹھایا ہے۔

کتاب کے شروع میں علامہ بخاریؒ نے ایک مقدمہ تحریر فرمایا ہے جس میں علامہ کشمیریؒ کی سوانح حیات اور قادیانیت کے خلاف ان کی کوششوں کا تذکرہ کیا ہے۔ اس کتاب کو مجلسِ علمی کراچی نے ۱۹۶۸ء میں شائع کیا ہے۔

## ۷۔ التصريح بما تواتر في نزول المسيح

آپؑ نے یہ کتاب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے متعلق دیوبند میں تحریر فرمائی ہے۔ اس میں تقریباً ۷۵ احادیث مرفوعہ و موقوفہ کے علاوہ ۲۵ آثارِ صحابہ سے نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کا اثبات کیا گیا ہے۔ آپؑ نے اس کتاب میں بہت سی احادیث کو جمع کیا ہے، جبکہ علامہ شوکانی رحمۃ اللہ نے اپنے رسالہ ”التوضیح فيما تواتر في المنتظر المحدث والمسيح“ میں صرف ۲۹ احادیث جمع کی ہیں۔

مولانا مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ نے اس کتاب کی ترتیب کے دوران ”تمتہ و استدراک“ کے طور پر دس احادیث مرفوعہ کا اضافہ کیا ہے جو اصل کتاب میں نہ تھیں لیکن ان کا تعلق نزولِ عیسیٰ علیہ السلام سے تھا۔

شیخ عبد الفتاح ابو غدہ نے اس کتاب کی تحقیق کے دوران کچھ تعلیقات لکھی ہیں جو بیروت سے ۱۳۸۵ھ میں اس کتاب کے ذیل میں طبع ہوئی ہیں۔ ۱۳۹۳ھ میں دارالعلوم کراچی سے اس کا اردو ترجمہ ”علاماتِ قیامت اور نزولِ مسیح“ کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔

## ۸۔ کتاب فی الذب عن قرۃ العینین

حضرت شاہ ولی اللہؒ نے افضلیت شیعین (ابوبکر و عمرؓ) کے متعلق ایک کتاب لکھی۔ ایک شیعہ نے حضرات شیعین کی مفضولیت ثابت کرنے کے لئے شاہ ولی اللہ کے رد میں ایک کتاب لکھی۔ آپؒ نے یہ کتاب اس شیعہ کے جواب میں لکھی جس میں شیعہ دلائل کو یکسر باطل ثابت کرتے ہوئے افضلیت شیعین کو اجاگر کیا۔ یہ کتاب ۱۹۶ صفحات پر مشتمل ہے، لیکن نایاب ہونے کی وجہ سے بندہ کو اس کا کوئی نسخہ میسر نہیں آیا۔

## ۹۔ نیل الفرقین فی مسئلہ رفع الیدین

آپؒ نے یہ رسالہ جامعہ ڈاھیل میں قیام کے دوران تالیف فرمایا، جس میں رفع یدین کے متعلق مذاہب اربعہ کی آراء اور دلائل نقل کر کے ان کے درمیان موازنہ فرماتے ہوئے لکھا ہے کہ اختلاف صرف افضلیت و اولویت میں ہے جو از عدم ہوا میں نہیں، چونکہ دونوں (رفع یدین و عدم رفع) حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں اور صحابہ کرام و تابعین کے دور میں دونوں پر عمل کیا جاتا رہا، لہذا رفع و عدم رفع میں اختیار ہے۔

اس کتاب کو ۱۴۵ صفحات میں مجلس علمی ڈاھیل نے ۱۳۵۰ھ میں شائع کیا ہے۔

## ۱۰۔ بسط الیدین لنیل الفرقین

اس رسالہ میں نیل الفرقین پر حضرت شاہ صاحب کی مفید تعلیقات ہیں

جو کہ کتاب نیل الفرتدین کے حاشیہ پر مطبوع ہیں۔ اور علیحدہ رسالہ کی شکل میں بھی مجلس علمی ڈابھیل نے ۱۳۵۱ء میں اسی نام سے شائع کی ہیں۔

## ۱۱۔ فصل الخطاب فی مسئلہ اُم الکتاب

آپ نے یہ رسالہ فاتحہ خلف الامام کے مسئلہ میں تحریر فرمایا۔ اس میں مذاہب اربعہ کی آراء اور دلائل کا ذکر کر کے دلائل حنفیہ کو مختلف وجوہ ترجیح سے رائج قرار دیا۔ آپ نے حنفیہ کا نقطہ نظر واضح کرنے کے لئے یہ رسالہ تحریر فرمایا ہے۔ اس رسالے کے اخیر میں آپ وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں: فاعلم انی ما کتبت هذه السطور بقصد الرد على الشافعية وانما کتبتها ليعرف وجهة الحنفية في اختيار الترتيب له

اس رسالہ کو ۱۰۶ صفحات میں مجلس علمی ڈابھیل نے ۱۳۴۹ء میں طبع کیا ہے۔

## ۱۲۔ کشف الستور عن صلاة الوتر

آپ نے یہ رسالہ ڈابھیل میں تحریر فرمایا، جس میں صلاة الوتر کی حقیقت مذاہب اربعہ اور اختلاف کی وجوہات تحریر کر کے دلائل حنفیہ کو رائج قرار دیا ہے۔ اس رسالہ میں حضرت نے بعض تعلیقات مفیدہ کا اضافہ بھی کیا ہے، جو کتاب کے حاشیہ پر طبع ہیں۔ یہ رسالہ ۹۸ صفحات میں مجلس علمی ڈابھیل کی طرف سے ۱۳۵۳ء میں طبع ہوا۔

## ۱۳۔ ضرب الخاتم علی حدود العالم

آپ نے یہ رسالہ منظومہ دارالعلوم دیوبند میں قیام کے دوران دھرت کی ترویج میں تالیف فرمایا ہے، جس میں دنیا کے فانی ہونے، اللہ کے وجود ازل وابدی اور

اس کے علم محیط کا اثبات کیا گیا ہے۔ اس میں چار سو اشعار ہیں۔ یہ رسالہ ہندوستان میں پہلی مرتبہ ۱۳۲۵ھ میں اور دوسری مرتبہ مجلس علمی پاکستان کے زیر نگرانی ۱۳۸۲ھ میں طبع ہوا ہے۔

## ۱۲۔ مرقاة الطارم لحدوث العالم

یہ رسالہ بھی حدوث عالم کے متعلق ہے۔ اس میں علامہ کشمیریؒ نے حدوث عالم پر اعتراضات کے جواب دے کر بعض عمدہ افکار بھی تحریر کئے ہیں، گویا یہ ضرب العالم کی شرح ہے۔ اس رسالے کے ۶۲ صفحات ہیں۔

اگرچہ اس کے صفحات کم ہیں لیکن جب یہ رسالہ شیخ مصطفیٰ صبریؒ "متکلم مصر" نے دیکھا اور مطالعہ کیا تو فرمایا "لقد تحیرت من دقة نظر صاحبها و تلج صدره بعمقہ العلوم، وکان لی رأی فی مسئلۃ علم الکلام، ظننت انی لم أسبق إلیہ، فرأیت أن الشیخ قد سبقنی إلی مثلها"؛

علامہ محمد زاہد الکوثریؒ نے لکھا ہے "لم یکتب کتاب المجامع علی هذا الموضوع فی رأی مثل هذه الرسالة"۔  
مجلس علمی نے اسے ۱۳۵۱ھ میں طبع کرایا ہے۔

## ۱۵۔ خزائن الاسرار

اس کتاب میں علامہ صاحب نے امام محمد بن موسیٰ دیمیریؒ (متوفی ۸۰۸ھ) کی کتاب

لہو شیخ مصطفیٰ صبریؒ اناضول میں ۱۲۸۶ھ کو پیدا ہوئے اور مصر کی طرف ۱۳۳۳ھ میں ہجرت فرمائی یہی آپ کے متکلم مصر کہلانے کا سبب بنا۔ آپ کی اہم تولدات درج ذیل ہیں۔ ۱) موقف الفصل والعلم والعلم من رب العالمین وعادة الملیین چار جلدوں کا موقف البشیرت سلطان القدر الاہلام ج ۶، ۱۲۴۲-۲۲۴۳-۲۲۴۴-۲۲۴۵، نقوش دوام ص ۳۲۲، الانوار ص ۲۲۳، سلف الانوار، ص ۲۴۱۔

حیۃ الجیدان سے بعض فوائد جمع فرمائے ہیں، جس میں اذکار و بعض ادعیہ  
ماثورہ کے ساتھ ساتھ بعض علمائے علمی تحقیقات بھی شامل ہیں۔ مجلس علمی ڈابھیل  
نے اسے ۱۰۰ صفحات میں ۱۳۵۵ء میں طبع کرایا ہے۔

## ۱۶۔ سہم الغیب فی کبد اہل الریب

دہلی میں عبد المجید نامی ایک شخص کی طرف سے ایک رسالہ تالیف کیا گیا  
جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب ثابت کرنے کے ساتھ علماء دیوبند  
اور دارالعلوم دیوبند پر طعن و تشنیع بھی شامل تھی۔ علامہ کشمیریؒ نے اس کے رد میں یہ رسالہ  
تالیف کیا، اور اسے مناظرے کی چیلنج دی۔ چونکہ عبد المجید نامی کوئی عالم اس وقت نہیں  
تھا، اس لئے چیلنج قبول نہ کیا گیا اور جس نے یہ رسالہ تالیف کیا تھا، اس نے اپنے  
آپ کو نفاہر نہ کیا ہے۔

## ۱۷۔ فلسفۃ الازدواج

آپؐ نے یہ کتاب حقوق زوجین کے متعلق تالیف فرمائی ہے، جس میں احادیث  
نبویہ کی روشنی میں اس پر تفصیل سے گفتگو فرمائی اور حضورؐ کی تعداد ازدواج کی  
حکمتیں بیان کر کے معترضین کے اعتراضات کے شافی جوابات دیتے ہیں۔ یہ کتاب  
اُردو میں ہے اور اس کے ۲۰۸ صفحات ہیں۔ مکتبہ انصاریہ پشاور نے اسے ۱۳۶۰ء  
میں طبع کرایا ہے۔

## ۱۸۔ خاتمۃ الکتاب فی قراۃ فاتحۃ الکتاب

یہ ایک مختصر رسالہ ہے جسے آپؐ نے قراۃ خلف الامام کے متعلق صرف دو روزوں  
لے بندہ حتی المقدور اس رسالے کا نسخہ حاصل کرنے کی کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہو سکا۔

میں تالیف کیا۔ اس میں مذاہب اربعہ کے اقوال و دلائل تحریر کر کے مذہب حنفیہ کو دلائل سے ترجیح دی ہے۔ مجلس علمی ڈابھیل نے ۱۳۵۵ھ میں اسے طبع کرایا ہے۔

## ۱۹۔ خاتم النبیین

آپؐ نے یہ رسالہ فارسی میں تالیف کیا ہے، جس میں مسئلہ ختم نبوت کو دلائل سے ثابت کر کے قادیانیت کی پُر فریب تحریروں سے پردہ اٹھایا ہے۔ منفی عتیق الرحمن عثمانیؒ نے اس رسالے کا مقدمہ لکھا ہے۔ اس کے ۹۶ صفحات ہیں۔ علامہ کشمیریؒ کی یہ آخری تالیف ہے۔ مجلس علمی ڈابھیل نے ۱۳۴۸ھ میں اسے طبع کرایا۔

## ۲۰۔ الاتحاف لمذہب الاحناف

یہ وہ تعلیقات ہیں جو آپؐ نے علامہ محمد ظہیر حسن نمبویؒ کی کتاب ”آثار السنن“ پر تحریر فرمائی ہیں۔ آپؐ کی وفات کے بعد مجلس علمی ڈابھیل نے ۱۳۴۹ھ میں یہ تعلیقات آثار السنن کے حاشیہ پر طبع کرائی ہیں۔ علامہ محمد یوسف بنوریؒ نے اس کتاب کا مقدمہ لکھا ہے۔ جس میں علامہ کشمیریؒ کی سوانح حیات کا ذکر ہے۔

## ۲۱۔ النور الفائق علی نظم الفرائض

فارسی نظم کی صورت میں ۱۹۲ اشعار پر مشتمل یہ رسالہ علم میلرٹ پر ہے۔ مولانا فخر الدین احمدؒ نے ۱۳۵۵ھ میں کچھ اضافوں کے ساتھ اسے طبع کرایا اور اس کا نام ”النور الفائق علی نظم الفرائض“ رکھا۔ یہ رسالہ نایاب ہے۔ (مترلف)

## ۲۲۔ انوار المحمود فی شرح سنن ابی داؤد

یہ سنن ابی داؤد کے درس کی املائی شرح و تقریر ہے۔ اس میں حضرت شاہ صاحبؒ



کے درس ابی داؤد کے افادات کو کافی ضبط و اتقان کے ساتھ جمع کیا گیا ہے۔

## ۲۳۔ انوار الباری شرح اردو صحیح البخاری

سید احمد رضا بجنوریؒ نے حضرت شاہ صاحبؒ کی امتلاقی تقریروں کو کجا کر کے افادہ عام کی غرض سے اسے طبع کرایا ہے۔ یہ شرح اردو دان طبقے میں نہایت مقبول ہے۔

## ۲۴۔ خلاصہ تقاریر حفرة العلامة الکشمیری

یہ رسالہ حضرت شاہ صاحبؒ کی ان تقاریر کا مجموعہ ہے جو انہوں نے دارالعلوم دیوبند کے صدر مدرس کی کے زمانہ میں کشمیر ”سرینگر“ میں فرمائی تھیں اور بعد میں مرتب ہوئیں۔ یہ تقاریر قرآنہ خلف الامام، مسئلہ آئین بالجہر، رفع یدین وغیرہ موضوعات پر مشتمل ہیں۔ یہ رسالہ اسلامیہ سٹیم پریس لاہور سے طبع ہوا تھا لیکن اب نایاب ہے۔

## ۲۵۔ دعوت حفظ ایمان

اُردو زبان میں یہ رسالہ دو حصوں پر مشتمل ہے، اس کے ایک حصہ میں مسئلہ ختم نبوت، فتنہ قادیانیت اور اس کی مذمت کے بارے میں حضرت شاہ صاحبؒ کی تقریر ہے جو آپ نے ۱۲ ذیقعدہ ۱۳۵۱ھ کو انجمن امداد الاسلام دیوبند کے زیر اہتمام ایک جلسہ میں فرمائی تھی۔ یہ حصہ اتحاد برقی پریس کانپور سے ۱۳۵۱ھ میں طبع ہوا۔

دوسرے جڑیں ادیان سماوی، صابتین، ختم نبوت، زندقہ الحاد، کفر و  
ایمان کی حقیقت جیسے اہم موضوعات پر بحث کی گئی ہے۔ یہ رسالہ مدینہ پریس  
بجنور سے ۱۳۵۱ھ میں طبع ہوا لیکن یہ دونوں اجزاء اب نایاب ہیں۔

## آپ کی چند غیر مطبوعہ مولفات درج ذیل ہیں

- ۱۔ رسالۃ فی مسئلۃ الهندسة والمنظرة۔ (۲) رسالۃ فی حقیقۃ العلم
  - (۳) رسالۃ فی مسئلۃ الذبیحۃ لغير اللہ۔ (۴) رسالۃ فی مسئلۃ صلاۃ الجمعة
  - (۵) رسالۃ فی مسئلۃ یاسخ عبد القادر الجیلانی شیخ اللہ۔ (۶) المقامات
  - الادبیۃ علی فہم المقامات الحریریۃ۔ (۷) رسالۃ فی علم المعانی ما استدرک
  - علی کتاب "مفتاح العلوم" للشیخ السکاکی۔
- ### غیر مطبوعہ تعلیقات و حواشی

- ۱۔ محقق ابن ہمام کی کتاب "فتح القدیر" پر تعلیقات، جو کہ شروع کتاب
- سے لے کر کتاب الحج تک ہیں۔

- ۲۔ علامہ ابن نجیم کی کتاب "الاشباہ والنظائر" پر تعلیقات و حواشی۔
- ۳۔ علامہ جلال الدین سیوطی کی کتاب "الاشباہ والنظائر" پر تعلیقات۔
- ۱۔ تعلیقات و مخطوطات کا ذکر "التصریح بما تواتر فی نزول المسیح" اور کتاب
- "اللغة العربیة فی پاکستان" میں ہے۔ بندہ کو ان کا کوئی نسخہ میسر نہیں ہوا ہے

---

۱۔ مفتاح العلوم، یوسف بن ابی بکر محمد بن علی السکاکی، مطبعۃ البانی الحلبی، مصر ۱۳۵۱ھ۔

۲۔ التصریح ص ۱۴، اللغة العربیة فی پاکستان ص ۷۷۔

## ملفوظات انور

فرمایا کرتے تھے کہ ”فقہ لب الدین ہے کہ قرآن مجید، حدیث و آثار صحابہ و تابعین کا عطر کشید ہو کہ فقہ میں آگیا ہے اور یہی ترتیب ہے کہ قرآن و حدیث سے فقہ کی طرف آنا چاہیے اور جو لوگ اپنے ذہن میں ایک مسئلہ طے کر کے پھر اسی کو قرآن و حدیث سے ثابت کرنے کی سعی کرتے ہیں وہ غلطی پر ہیں کیونکہ وہ فقہ سے قرآن و حدیث کی طرف چلنا چاہتے ہیں۔

فقہ حنفی کی ترجیح کے بارے میں فرمایا کہ چالیس سالہ درس و مطالعہ حدیث کے بعد میں نے یہ راستے قائم کیے کہ فقہ حنفی ہی اوفیٰ بالحدیث ہے بجز چند معدود مسائل کے کہ ان میں کچھ کمزوری پاتا ہوں۔“

فقہی مسائل کے بارے میں فرمایا کہ ”میں اس قول کو زیادہ وزنی اور قابلِ ترجیح سمجھتا ہوں جو از روئے دلائل زیادہ قوی ہو یا جس کے اختیار کرنے میں دوسرے ائمہ مجتہدین کا اتفاق زیادہ حاصل ہو جاتا ہو۔“

فرماتے کہ ”مقامات حریری“ جیسی عبارت ایک گھنٹے میں چار ورق پر حسبہ لکھ سکتا ہوں لیکن ”ہدایہ“ جیسی عبارت چار مہینوں میں بھی چار سطر نہیں لکھ سکتا۔“ فرمایا ”میں تاویل نہیں کرتا بلکہ توجیہ یا تطبیق کرتا ہوں یعنی روایت کے تمام الفاظ جو مختلف انداز میں ذخیرہ احادیث میں وارد ہوئے ہیں ان سب کو سامنے رکھ کر ایک معنی متعین کرتا ہوں اور جس جملہ کا جو حقیقی محل ہے اس پر منطبق کرتا ہوں؟“

فرمایا۔ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ نہ صرف مذہب حنفی کے ماہر تھے بلکہ چاروں مذاہب کے فقہیہ تھے۔ میں نے ان کے سوا کسی کو نہیں دیکھا جو چاروں مذاہب کا ماہر ہو۔ حضرت کو فقیہ فی النفس کا مرتبہ حاصل تھا۔

فقہ حنفی میں اپنی تیس سالہ محنت و تحقیق اور اس کے نتیجہ میں اپنے اطمینان کا ذکر فرمانے کے بعد یہ بھی فرمایا کرتے تھے ”لیکن اب مجھے افسوس ہے! کاش میرا یہ وقت دین کے اس سے زیادہ اہم اور زیادہ ضروری کام میں صرف ہوا ہوتا تو آخرت میں اس کے کام آنے کی زیادہ امید کر سکتا تھا۔“

کتاب ”خاتم النبیین“ کے بارے میں مرض و فات میں دو روکر فرمایا ”ہم نے عرضات کی اور کوئی کام آخرت کے لئے نہ کیا۔ یہ رسالہ خاتم النبیین اس لیے قادیان کے رد میں لکھا ہے، تو قہ ہے کہ شاید یہ رسالہ میری نجات کا ذریعہ ہو جائے؟“

مولانا ظفر علی خان مرحوم نے لاہور میں ایک مرتبہ حضرت شاہ صاحبؒ کی موجودگی میں جواز سود کے بارے میں اقتصادی دلائل سے بھری ہوئی ایک تقریر کی۔ جواب میں حضرت شاہ صاحبؒ نے فرمایا ”بھائی جہنم میں جس نے جانا ہو وہ خود جالتے ہمارے گردن کو پھل نہ بنائے کہ اس سے گزر کر پہنچے۔“

حدیث نعمت کے طور پر حدیث میں غور و فکر کے بارے میں فرمایا ”میں نے غور و فکر کے ساتھ صحیح بخاری کے صرف متن کا تیرہ دفعہ بالاستیعاب مطالعہ کیا ہے۔ شریعہ یا حواشی کے ساتھ جو مطالعہ کیا ہے وہ اس کے علاوہ ہے۔“

حضرت مفتی عقیق الرحمن عثمانیؒ سے ایک مرتبہ فرمانے لگے ”بھائی میں نے کہیں پیش گوئی نہیں کی۔ اب تو دو باتیں ذہن میں آگئی ہیں، عرض کر رہی دیتا ہوں۔ ایک

یہ حضرت شیخ الہندؒ کے علوم کی خوب اشاعت ہوگی۔ دوم یہ کہ ہندوستان (اب) ضرور آزاد ہوگا اس لئے کہ مظالم کی انتہا ہوگئی۔“

اگر کوئی شخص کسی کی برائی یا فضول بات شروع کرتا تو فوراً فرماتے ”بھائی میں اس کی فرصت نہیں ہے، کوئی مسئلہ پوچھنا ہے تو پوچھو ورنہ جاؤ۔“

سب سے زیادہ حضرت شاہ صاحبؒ سے مولانا شبیر احمد عثمانیؒ نے علمی استفادہ کیا۔ ایک مجلس میں مولانا مفتی محمود احمد نانوتویؒ سے فرمایا ”میں تمہیں ایک خوشخبری سناتا ہوں کہ مولانا شبیر احمد صاحب کو علم حدیث سے مناسبت ہوگئی ہے۔“

مقدمہ بہاولپور میں شہادت کے موقع پر حضرت شاہ صاحب کی موجودگی میں ایک مولوی صاحب نے ان کی شان میں تعریفی کلمات کہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فوراً کھڑے ہو گئے اور فرمایا ”ان صاحب نے غلط کہا ہے، ہم ایسے نہیں ہیں بلکہ ہمیں تو یہ بات یقین کے درجہ کو پہنچ گئی کہ ہم سے گلی کا کتا ہی اچھا ہے ہم اس سے بھی گئے گزر رہے ہیں۔“

ایک موقع پر فرمایا کہ ”دین کی خدمت اور دین سے دفاع کرنے کے لئے ضروری ہے کہ اردو میں مہارت پیدا کی جائے اور باہر کی دنیا میں دین کا کام کرنے کے لئے ضروری ہے کہ انگریزی زبان کو ذریعہ تعلیم بنایا جائے۔ میں اس بارے میں آپ صاحبوں کو خاص طور سے وصیت کرتا ہوں۔“

قرآن مجید میں تدبر و تفکر کے بارے میں فرمایا ”میں رمضان المبارک میں قرآن مجید شروع کرتا ہوں اور پورے تدبر و تفکر کے ساتھ اسے پورا کرتا ہوں۔“

چاہتا ہوں لیکن کہیں پورا نہیں ہوتا، جب دیکھتا ہوں کہ آج رمضان المبارک ختم ہونے والا ہے تو میرے خاص طرز کو چھوڑ کر جو کچھ باقی ہوتا ہے اس دن ختم کر کے دو پورا کر لیتا ہوں۔

فرمایا۔ مولانا حسین علی نقشبندی مجددیؒ اور مولانا احمد خان نقشبندی مجددیؒ عصر حاضر میں نقشبندی سلوک کے امام ہیں۔

”اپنے تلامذہ کو تاکید فرمایا کرتے تھے کہ اپنے وطن جا کر تفسیر قرآن مجید کا درس ضرور دیں تاکہ عوام و خواص اور خاص کر نو تعلیم یافتہ حضرات علماء سے وابستہ ہوں اور ان میں دینی شعور و احساس اجاگر ہو اور وہ اسلامی تعلیمات سے واقف ہو کر علماء کے دوش بدوش ملکی و مذہبی خدمات انجام دیں۔“

فرمایا۔ یہ جو حدیث میں آیا ہے ”عائنا اراکم من وراء ظہری“ یہ دیکھنا بطور معجزہ تھا۔ امام احمد رحمۃ اللہ سے ایسا ہی ثابت ہے اور فلسفہ جدید نے ثابت کر دیا کہ قوت باصرہ تمام اعضاء بدن میں ہے؟

فرمایا ”جتنا استفادہ مجھ سے ڈاکٹر اقبال نے کیا ہے کسی مولوی نے نہیں کیا۔ ڈاکٹر صاحب علوم قرآن و حدیث پر کافی دسترس رکھتے تھے اور انہوں نے مولانا میر حسن سیالکوٹی سے باقاعدہ پڑھا تھا۔

سلوک و تصوف کے سلسلے میں ایک مرتبہ ارشاد فرمایا ”اگر کوئی چاہے اور استعداد ہو تو انشاء اللہ تین دن میں یہ بات پیدا ہو سکتی ہے کہ قلبی اللہ اللہ کی آواز سنائی دینے لگے لیکن یہ بھی کچھ نہیں، اصل چیز تو بس احسانی کیفیت

اور شریعت و سنت پر استقامت ہے۔

مولانا بدر عالم میرٹھی نے ایک دفعہ عرض کیا کہ اگر جامع ترمذی وغیرہ پر کوئی نثر تالیف فرمادیتے تو پسماندگان کے لئے سرمایہ ہوتا۔ غصہ میں آکر فرماتے کہ ”زندگی میں بنی کر تم کی احادیث کو پڑھا کر پیٹ پالا۔ کیا آپ چاہتے ہیں کہ مرنے کے بعد بھی میری حدیث کی خدمت پہنچے رہے؟“

آزادی وطن اور آزادی ہندوستان کے متعلق لاہور میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا ”کچھ کر لو، یہ وقت بار بار نہیں آتا۔ میں علماء سے کہہ رہا ہوں کہ تم کو تو روٹی بھی دین کے نام پر مل رہی ہے، دین کے لئے تم بھی کچھ کر لو۔ میں اس قدر ضعیف ہو گیا ہوں کہ اب ضعف کی وجہ سے چلنا پھرنا بھی مشکل ہو گیا ہے لیکن اس ضعف و ناتوانی کے باوجود میں جیل جانے کے لئے تیار ہوں؟“

اگر آدمی صحیح بعیرت کے ساتھ احادیث میں غور و فکر کرے تو اس کو معلوم ہو گا کہ اکثر و بیشتر احادیث قرآن کے اجمال کا بیان اور اس کے اشارات کی توضیحات ہیں بلکہ کثرت سے ایسی احادیث ہیں جن میں تعبیر قرآنی کے لطیف اشارے ملتے ہیں۔ اس نقطہ نظر سے مطالعہ کے لئے علامہ سیوطی کی ”در منشور“ بہت مفید کتاب ہے۔

فرمایا، علم سے صرف معاش کا کام لینا اور اسی مقصد کے لئے حاصل کرنا ایک بدترین مصیبت ہے، ان لوگوں کی مثال اس شخص کی سی ہے جو بازار سے ایک قیمتی شال لے آئے تاکہ اس سے اپنے جوتے صاف کرے۔

فرمایا ”اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا الرَّسُوْلُ اللّٰہِ“ کے وقت انگوٹھا چومنا بے اصل

ہے۔ سوائے ایک اثر کے جسے حضرت ابو بکرؓ سے ملا علی قاریؒ نے موضوعات میں ذکر کیا ہے چونکہ وہ نکر و ضعیف ہے اس لئے اس کا اعتبار نہیں۔

فرمایا: حکومت کشمیر کو پھر بحیثیت رعیت ہونے کے متنبہ کرنا چاہتا ہوں کہ کل عالم اسلام مصر، شام، عرب، عراق، ہندوستان، کابل وغیرہ قادیانیوں کو مسلمان نہیں سمجھتے ہیں۔ ان کی بھرتی سکولوں، محکموں میں مسلمانوں پر احسان نہیں بلکہ ہمیشہ موجب تصادم و خلل امن رہے گی۔ اہل کشمیر پر واضح رہے کہ جو قادیانی اخبار کشمیر اور ”الفضل“ رپورٹ جاری ہوا ہے وہ قادیانی عقائد یعنی کفر کی تحمیر و ریزی ہے، عنقریب شاخ و برگ دکھائے گا۔ مسلمان اپنی جیبیں خالی کر کے کفر نہ خریدیں۔“

ایک مرتبہ نظام خسروی اور حضرت شاہ صاحبؒ کی دہلی میں ملاقات ہوئی۔ دارالعلوم دیوبند کے ایک ہفتہ وار اخبار ”مہاجر“ کے ایڈیٹر نے ملاقات کی خبر چھاپنے کا ارادہ کیا تو ایڈیٹر نے بارگاہ خسروی میں حضرت علامہ کشمیریؒ کی باریابی کی عبارت بطور عنوان خبر لکھی۔ اخبار چھپنے سے پہلے حضرت کشمیریؒ کو اس عنوان کی اطلاع ہو گئی تو حد درجہ برہم اور خفا ہوئے اور فرمایا ”میں ہر چند ایک مرد بے مایہ و بے بضاعت ہوں لیکن اتنا منکسر المزاج بھی نہیں کہ یہ عنوان گوارہ کر لوں کیسی بارگاہ خسروی اور کیسی اس میں باریابی“ صاف لکھتے کہ نظام اور انور شاہ کی ملاقات۔“

ایک مرتبہ دہلی میں قادیانیوں کا تین روزہ جلسہ ہوا لیکن علماء اسلام میں سے کسی نے نہ تو انہیں چیلنج کیا اور نہ تقریری یا تحریری طور پر مسلمانوں کو اس فتنہ



سے خبردار کیا۔ علامہ کشمیری کو جب یہ معلوم ہوا، تو افسوس سے کہنے لگے: ”مجباً کسی شریف آدمی کی توہین گالی سننے سے ہی نہیں ہوتی بلکہ اگر وہ کوئی اپنے مرتبہ سے گرا ہوا کام کرے تو اس سے ہی اس کی توہین ایسی ہی ہوتی ہے جیسے کہ گالی دینا ہے۔“ ادب علم کے بارے میں فرمایا: ”مطالعہ میں کتاب کو اپنا تابع کہی نہیں کرتا بلکہ ہمیشہ خود کتاب کے تابع ہو کر مطالعہ کرتا ہوں؟“ فرمایا کہ میں نے ہوش بنھانے کے بعد سے اب تک دنیا کی کسی کتاب کا مطالعہ بے وضو نہیں کیا۔“

مولانا سراج احمد رشیدی کا بیان ہے کہ حضرت شاہ صاحبؒ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ ”ایک شخص نے کعبۃ اللہ کے پردوں کو پکڑ کر دُعا کی کہ خداوند تعالیٰ مجھے ابن حجرؒ کا سا علم حدیث عطا فرما۔ اس کی دُعا قبول کی گئی۔“ مولانا رشیدی کہتے ہیں کہ میں نے اس وقت یہ خیال کیا کہ حضرت شاہ صاحبؒ کسی اور کا واقعہ نقل کر رہے ہیں، کچھ دیر بعد سمجھا کہ یہ واقعہ حضرت شاہؒ ہی کا ہے۔

حضرت کشمیریؒ کے حالات زندگی پر تصنیف شدہ کتابوں کا تذکرہ :-

- ۱۔ اپن کے حالات زندگی پر کثیر تعداد میں کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔ سب کا احاطہ ایک مشکل امر ہے۔ میں اپنی ناقص تحریر میں بعض اہم کتابوں کے ذکر پر اکتفا کرتا ہوں:
- ۱۔ (الذخیر): ہندوستان کی ایک اہم شخصیت عبدالرحمن کوندو کی تالیف ہے جو کہ سائٹے سات سو صفحات پر مشتمل ہے، اس میں کافی طوالت سے کام لیا گیا ہے۔
- ۲۔ نعتنا العنبر: علامہ جوڑیؒ کی عربی زبان میں بے مثال تالیف ہے۔ عربی ملک

- ۱۔ میں حضرت شاہ صاحبؒ کی شخصیت کے تعارف کا سبب حقیقت میں ہی کتاب ہے۔
- ۲۔ محمد انور اور ان کی علمی کمالات: یہ اردو میں پروفیسر محمد رفوان اللہ کی علی گڑھ یونیورسٹی میں پی ایچ ڈی کا مقالہ ہے جو کہ تقریباً چار سو صفحات پر مشتمل ہے
- ۳۔ سیلوت انور: علامہ مسعود احمد قاسمی کی تالیف ہے۔ اس میں علامہ کشمیریؒ کی سیرت و اخلاق کا پہلو اجاگر کیا گیا ہے۔
- ۵۔ نقشِ دوام: حضرت شاہ صاحبؒ کے صاحبزادے سید انظر شاہ مسعودی کی تالیف ہے جو کہ تقریباً ساڑھے تین سو صفحات پر مشتمل ہے۔
- ۶۔ حیاتِ انور: حضرت شاہ صاحبؒ کے صاحبزادے مولانا سید ازہر شاہ قیصر کی تالیف ہے، اس میں علماء کرام کے مقالات و بات یکجا جمع کئے گئے ہیں۔
- ۷۔ کمالاتِ انوری: حضرت کشمیریؒ کے خصوصی شاگرد مولانا سید محمد انوری کی تالیف ہے اس میں زیادہ تر شاہ صاحبؒ کے علمی کمالات کو جمع کیا گیا ہے۔
- ۸۔ منطقِ انور: سید احمد رضا بجنوریؒ کی تصنیف ہے۔ اس میں حضرت بجنوریؒ نے اپنے خصوصی انداز میں حضرت شاہ صاحبؒ کے حالاتِ زندگی قلمبند فرماتے ہیں۔
- ان کتابوں کے علاوہ عربی اور اردو میں کثیر تعداد میں ایسی کتابیں لکھی گئی ہیں جن میں حضرت شاہ صاحبؒ کے حالات کا تذکرہ پایا جاتا ہے۔

# کتابیات

## ۱- قرآن کریم کتب حدیث

- ۲- صحیح بخاری محمد بن اسماعیل البخاری
- ۳- صحیح مسلم مسلم بن الحجاج القشیری
- ۴- سنن ترمذی ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ الترمذی
- ۵- سنن ابی داؤد سلیمان بن اشعث السجستانی
- ۶- سنن نسائی عبد الرحمن النسائی
- ۷- سنن ابن ماجه ابو عبد الله محمد بن یزید القزوی
- ۸- مؤطا امام محمد امام محمد الشیبانی

## شرح کتب حدیث

- ۹- التعلیق المعنی علی سنن دارقطنی محمد شمس الحق عظیم آبادی
- ۱۰- اعلاء السنن علامہ ظفر احمد عثمانی
- ۱۱- شرح معانی الآثار للامام الطحاوی
- ۱۲- عمدة القاری شرح صحیح البخاری علامہ بدر الدین عینی
- ۱۳- العرف الشذی علی جامع الترمذی علامہ الاثر شاہ کشمیری
- ۱۴- فیض الہادی علی صحیح البخاری علامہ الاثر شاہ کشمیری
- ۱۵- فتح البادی شرح صحیح للبخاری حافظ ابن حجر عسقلانی

- ۱۶- فتح المعلم شرح صحيح مسلم علامہ شبیر احمد عثمانی  
 ۱۷- معارف السنن علی جامع الترمذی علامہ محمد یوسف بنوری  
 ۱۸- التفریح بما تواتر فی نزول المسیح علامہ انور شاہ کشمیری  
 ۱۹- مفتاح کنوز السنۃ ڈاکٹر ای۔ فنسٹک  
 ۲۰- مقدمہ الآثار الباری مولانا احمد رضا بجنوری

### کتاب فقہ

- ۲۱- بحر الرائق شرح کنز الدقائق علامہ ابن نجیم  
 ۲۲- رد المختار علی الدر المختار علامہ ابن عابدین  
 ۲۳- فتح القدیر شرح ہدایہ علامہ ابن ہمام  
 ۲۴- مفتاح العلوم یوسف بن ابی بکر السکال  
 ۲۵- نیل الفرقین فی مسئلہ رفع الیدین انور شاہ کشمیری  
 ۲۶- کشف الستور عن صلاۃ الوتر انور شاہ کشمیری

### سوانحی کتب

- ۲۷- انور شاہ کشمیری اور ان کی علمی کارنامے ڈاکٹر قاری محمد رضوان اللہ  
 ۲۸- الالذہ عبدالرحمن کوئٹہ  
 ۲۹- اسیر مالا مولانا حسین احمد مدنی  
 ۳۰- اقبال اور علماء ہندوپاک اعجاز الحق قدوسی  
 ۳۱- اقبال اور کشمیر محمد صابر آفاقی  
 ۳۲- اکابر علماء دیوبند قاری فیض الرحمن

- ۳۳۔ اکابر علماء دیوبند  
 حافظ محمد اکبر شاہ بخاری
- ۳۴۔ بیس بڑے مسلمان  
 عبدالرشید ارشد
- ۳۵۔ تحریک شیخ الفند  
 مولانا سید محمد میاں
- ۳۶۔ تحریک ریشمی زرد مال  
 مولانا حسین احمد مدنی
- ۳۷۔ تذکرہ علماء دیوبند  
 مولانا مفتی عزیز الرحمن
- ۳۸۔ تذکرہ شیخ الہند  
 مولانا محمد میاں
- ۳۹۔ حیات الہد  
 مولانا محمد میاں
- ۴۰۔ حیات شیخ الہند  
 مولانا اصغر حسین
- ۴۱۔ حکیم الامتہ نقوش و تاثرات  
 مولانا عبد الماجد دریابادی
- ۴۲۔ نفحۃ الغبر  
 مولانا محمد یوسف بنوری
- ۴۳۔ علماء حق  
 مولانا محمد میاں
- ۴۴۔ نزہۃ الخواطر  
 مولانا عبدالحی الحسینی
- ۴۵۔ نقشِ دوام  
 مولانا انظر شاہ مسعودی
- ۴۶۔ نقشِ حیات  
 مولانا حسین احمد مدنی
- مختلف موضوعات کی کتب
- ۴۷۔ الاعلام  
 خیر الدین زر کلی
- ۴۸۔ دائرۃ المعارف الاسلامیہ  
 ادارہ پنجاب لاہور
- ۴۹۔ رسالہ دارالعلوم دیوبند  
 دارالعلوم دیوبند
- ۵۰۔ اللغة العربیة فی پاکستان  
 محمود محمد عبد اللہ

- |                      |   |
|----------------------|---|
| انور شاہ کشمیری      | ۵۱۔ مشکلات القرآن                           |
| عمر رضا کاظمی        | ۵۲۔ مجمع المؤلفین                           |
| محمد حبیب اللہ مختار | ۵۳۔ المقدمات البنوریہ                       |
| محمد زاہد کوثری      | ۵۴۔ مقالات کوثری                            |
| محمد انور شاہ کشمیری | ۵۵۔ اکفار الملحدين                          |
| محمد انور شاہ کشمیری | ۵۶۔ عقیدۃ الاسلام فی حیات عیسیٰ علیہ السلام |
| مولانا غلام محمد     | ۵۷۔ فیصلہ مقدمہ بہاؤ الدین                  |
| مسعود ندوی           | ۵۸۔ تاریخ الدعوة الاسلامیہ فی الهند         |
| قاری محمد طیب        | ۵۹۔ تاریخ دارالعلوم دیوبند                  |
| محبوب احمد رفوی      | ۶۰۔ تاریخ دارالعلوم دیوبند                  |
| رفیع الدین ہاشمی     | ۶۱۔ خطوط اقبال                              |





(ص)	(ز)
مسیحی صالح ۸۲	حسین الجسر ۳۶-۳۳-۲۹
(ظ)	حفظ الرحمن ۵۳
ظفر علی خان - ۱۵۴	جیب الرحمن ۶۳-۳۹
ظہیر احسن ۵۸	(خ)
ظفر احمد عثمانی ۴۸-۱۳۳	خطیب بنداری ۸۱
(ع)	خواجہ محمد صدیق ۲۹
عمر بن الخطاب ۸۶-۹۹-۱۲۰	خلیل احمد ۴۳-۴۸
عبد القادر رائے پوری ۵۲	(د)
عتیق الرحمن ۵۱-۵۵	دارالعلوم دیوبند (ادامہ)
عبد القادر بابی رباح ۵۱	۳۶-۲۴
عثمان غنی ۴۹	(ذ)
عزیز گل ۴۶	ذوالخویصرہ ۸۳
عبد اللہ سندھی ۴۶	ذوالفقار علی ۴۵
عبدالحی ۲۰	(ر)
عمار بن یاسر ۹۶-۹۸-۱۰۰	رازی ۴۰-۳۰
عبد اللہ ۸۹-۱۱۵-۱۱۸	رشید رضا ۶۵-۴۹
عطاء اللہ شاہ بخاری ۶۹	رشید احمد ۴۳-۴۲-۴۴
	رسول خان ۵۴
	شوکانی ۶۴
	شعبان ثوری ۱۰۱
	سسل ۱۱۱
	سید احمد ۵۵
	سیبویہ ۷۷
	سراج احمد رشیدی ۱۵۹
	سلیمان ندوی ۶۳
	ستید احمد شہید ۲۰۱-۲۳
	(ش)
	شاہ عبدالغنی ۴۳-۴۶
	شاہ مجید علی ۴۸
	شاء اسماعیل ۲۰
	شافعی ۸۰-۸۹-۹۱
	شبیر احمد ۵۱-۴۴-۸۰



عبد الرحمن ۵۵-۸۳	غلام اللہ خان ۵۶	محمد بخش ۳۴
عبد الماجد ۶۳	غلام احمد ۶۸-۱۲۵	محمود ۴۴
علی المصطفیٰ ۶۳	غلام رسول ۵۰	محمد قاسم نالوتوی ۳۹-۴۶
عارف حکمت الحسینی ۳۶	غلام محمد رسول پورہ ۱۹	محمد میاں ۴۶-۵۵
عبد القادر الجرجانی ۷۷-۷۸	(ف)	محمد یعقوب ۲۸
عبد الرحیم ۶۰	فیض الرحمن ۵۶	محمد منظر ۳۸
عبد العزیز ۵۸-۶۰	فیض عالم (ادارہ) ۳۶	محمد یوسف ۵۵
عبد القیوم ۵۶	نضر الدین احمد ۵۵	محمد الوری ۱۶۰
عبد الحنان ۵۶	(و)	محمد رضوان اللہ ۱۶۰
عبد المجید ۱۳۹	وحید احمد ۳۶	مظاہر العلوم (ادارہ) ۳۳
علی بن ابی طالب ۱۰۳	(م)	محمد الیاس ۳۸
عبد اللہ بن زبیر ۱۰۲	محمد علی اللہ علیہ وسلم ۳۳-۳۴-۳۵-۳۶	محمد زکریا ۳۸
عائشہ صدیقہ ۹۸-۹۹-۱۱۸	محمود الحسن ۳۳-۳۴-۳۵	محمد عاشق الہی ۳۸-۳۹
عبد اللہ بن یسار ۱۰۲	مسعود الشردی ۱۹	محمد بن مصطفیٰ ۳۹
عبد اللہ بن عباس ۱۰۳-۱۱۸	معظم شاہ ۲۹-۳۰-۳۱	محمد الکتبی ۵۰
عمیر ۱۱۰	مسجد قاضی ۲۴	محمد زاہد الکوثری ۶۳
(غ)	محمد طیب ۲۸-۲۹-۵۳	مناظر احسن ۵۳
غلام غوث ہزاروی ۵۵-۱۳۳	محمد اسحاق ۳۳-۱۳۳	مالک ۸۲-۸۹-۹۳

نظام خسروی ۱۵۸	مصطفیٰ صبری ۱۳۸	محمد شفیع ۵۲-۴۹-۴۱-۹۲
نسائی ۲۵-۸۶-۹۰	میر حسن ۱۵۴	محمد اقبال ۶۴-۶۶
(ه)	مرتضیٰ حسن ۶۹-۴۱	محمد منظور ۳۳-۵۴
هدایت احمد ۲۲	مسعود احمد ۱۳۲-۱۶۰	محمد ۶۸-۸۵
(و)	مجلس علمی ۳۷ (اداره)	محمد ادیس ۲۰-۵۵-۴۱
یسین شاه ۳۷	مدرسہ امینیہ ۳۵ (اداره)	محمد چراغ ۱۳۳
	مدرسہ عبدالرب ۳۶ (اداره)	محمد بن موسیٰ ۱۱۰
	(ن)	محمد اراز علی ۵۵
	نجم الدین ۶۹	محمد صدیق ۶۶-۵۵
	نظام الدین ۶۹	مسعود احمد نالوتوی ۱